

۹۷۱
۷۸۶

التشلیک

حصہ اول

یعنی رسالہ الہندی دوسری جلد کا پہلا حصہ

جسکو

مرزا محمد کاظم برلاس مراد آبادی نے اپنی دس بن س
کی کوشش میں کمال تحقیق کے ساتھ تالیف کیا

اور
مبطلع گلزار سی واقع بھی میں طبع کر کر اپنے دفتر سے

شایع کیا

قیمت فی جلد ۱۲۰۰ محمول الکر و پیہ چار آنہ پہلی مرتبہ ۵۰۰ جلد

طلوع
عصر

حق تالیف حب ضابطہ تحریری کرایا کیا ہے کوی صاحب تصنیف نفاذین

یہ کتاب مرزا محمد کاظم برلاس مکان محمد کریم اللہ رحیم احمد
بہندی بازار بکری سے طلب کرو

Accession
Subject
SALAR JUNG ESTABLISHMENT
(Oriental Section)
URDU PRINTER

فہرست مضامین التسلیم جلد دوم آہند

دنیا میں مختلف زبانیں کیوں اور کب اور
کس طرح جاری ہوئیں
تجدد طوفان نوح پہلے کونسا مذہب تھا۔
مذہب صائبی کے مفصل حالات
دنیا میں بودھ کے اصول کی بنیاد کیوں اور
کس طرح اور کب جمی۔
دنیا میں بت پرستی کس جگہ سے اور کیوں اور
کس وقت میں جاری ہوئی اگر ابراہان کا نشانہ تھا
عربین بت پرستی کیوں اور کب جاری ہوئی
اس سے قبل کی حالت۔
جینیسوں کے مذہب کیا ہیں اور کب ہر ایک مذہب
کی اصل اور بنیاد اور وہ اور اجداد کا زمانہ اور
بت پرستی کے عجیب و غریب حالات
ہندوستان میں بت پرستی کیوں اور کب اور
کس وجہ سے جاری ہوئی اسکی ابتدائی حالت اور
غرض کیا تھی بت پرستی سے قبل ہند کا کیا حال تھا
مذہب کیا چیز ہے دنیا میں اسکی کیا ضرورت ہے
مذہب کا انتشار کیا ہوتا ہے
وید جو مذہب ہندو میں آسمانی کتاب ٹائی گئی
ہے۔ اسکی اصل وجہ اور تعینف کا زمانہ اور
مصنف اور تعینف کی وجہ اور طریقہ

اور اسکی مضامین وغیرہ کے مفصل حالات
آریہ اور غیر آریہ کی نہایت عمدہ تفصیل کہ کیوں
بنیاد پر یہ نام لگئے کیوں ہوئے اور کب سے جاری
ہوئے۔ اور کب اصل مذہب
آریہ کی قومی تہذیب کی وجہ۔ اور زمانہ اور نتیجہ
آریہ اور کلمے فنون اور علوم اور لکھے جاری ہوئی
وجہ اور زمانہ اور ضرورت
تہذیب سنسکرت کی نہایت صحیح اور عمدہ خلاصہ
اکثر کتب ہندو کی تعینف کا زمانہ
وید کے مذہب سے بودھ کا مذہب کس طرح جاری
ہوا اور اسکی وجہ اور موجودہ مفصل حال
گوتم بودھ کی پیدائش کی عجیب و غریب تفصیل
گوتم بودھ کا دعویٰ پیغمبری اور مذہبی مسائل
گوتم کے نصائح اور پر ارتقا پیغمبر مذہب
بودھ کے حالات پیدائش
گوتم بودھ کے مذہب کی استحکام کو نشیور اور طبیبہ
گوتم کے مذہب میں ایجادیں اور اصلاحیں
شاکونی کے اقوال۔
گوتم بودھ کے مذہب کی تحقیق۔
اور انگریزی محققوں کی خطبیاں

(آغاز جلد دوم اٹھند)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱۲۵۱

۱۹۶۳

LIBRARY

ORIENTAL SECTION

PRINTED

BOOKS

ساتی بہ نئے دو سالہ خطے دارو

زاہد بہ نماز روزہ ضبطے دارو

ہر کس بخیال خوش خطے دارو

معلوم نشد کہ یا مصروف بکیت

تنبیہ
۱۲۵۸
۱۹۶۳

زمانہ تبدیل زبان

الجوس جلد اول (اٹھند) کے دوسرے باب کی ابتدا میں بیان ہو چکا ہے کہ طوفان نوح کے بعد نوح نے اپنی باقی ماندہ اولاد کو زمین غیر آباد کر کے آباد کرنے کے واسطے یہ ہدایت کر کے روانہ کیا تھا کہ تھوڑے تھوڑے عرصہ تک ایک خطہ پر رہنے کے بعد اپنی اپنی اولادوں کے چھوٹے چھوٹے گروہ اسی طرح روئے زمین کے متفرق مقاموں پر آبادی کی واسطے پھیلاتے جاؤ۔ تاکہ بہت جلد سطح زمین بنی آدم سے معمور ہو جاوے

بعض مورخ ایسا خیال کرتے ہیں کہ نوح نے ہدایت نہیں کی مگر خدا نے نوح کی اولاد کے ذہن میں جبکہ وہ بابل کی سرزمین میں ایک بڑا برج بنا کر رہے تھے ایسی وحشت پیدا کر دی تھی کہ ان کو زیادہ دیر تک ایک مقام پر قیام دشوار ہو گیا تھا۔ اور دوسرا دوسرا وارہ پھرتے تھے۔

چنانچہ انکی برگزیدہ اولاد فرمان پداری پر بخوبی تمام کار بند رہی۔ اور اس
 پیغمبر برحق کا منشاء دلی جو حقیقت مقضائے مشیت قادر مہیچون اور فرمان
 آفرینندہ عالم کن فیکون تھا جلد پورا ہو گیا طوفان کے واقعہ کو ابھی تھینا
 پانچ سو برس گزرنے پائے تھے کہ تمام اطراف زمین پر آدم کی نسل پھر
 کثرت سے نظر آنے لگی اور چھوٹی بڑی بہت سی بستیوں قائم ہو گئیں
 جنہیں سے اکثر آبادیوں کی مضبوط بنیادیں زمانہ حال تک اس برج مسکون
 کے متفرق حصوں پر نظر آتی ہیں۔ بلکہ بعض بعض تو اس زمانہ کے غذا دیا
 و امصار کی موجودہ ترقی اور شوکت کو بھو اپنے شباب کی رونق اور فطرت
 سے شرماتے ہیں۔ اس وقت میں نوع انسان آسائش کے سامان سے
 بیخبر تھے شکار پر گزران تھی۔ کچا گوشت کھایا جاتا تھا۔

جن بستیوں کے لوگ آگ سے واقف ہو چکے تھے وہ کسی قدر گوشت کو
 آگ سے سینکتے بھی تھے۔ اور بعض ایسے مقامات میں جہاں شکار کم دستیاب
 ہوتا تھا تو جنگلی درختوں کے پھل وغیرہ پر قناعت تھی۔ رفتہ رفتہ کچے جانور
 مثل گائے بیل گھوڑا۔ اونٹ وغیرہ اور دوسرے دودھ دینے والے
 جانور (جو انسان کے ساتھ جلدی مانوس ہو جاتے ہیں) لئے گئے

۴۰۰ قریب بڑے اور نصاب مجوس میں جانور دلی ذبح کی عادت کا حکم ہوا اور اس ہی قبل بعض بادشاہ مصر
 اور فارس اور یونان اور دیگر ممالک میں دربارہ حالت ذبح جانور ان اور کتبیں میں امر کی
 کافی دلیل ہے کہ زمانہ قدیم میں جانور ذبح ہو کر کھاتے تھے اور ان میں اس وقت کو نہایت کثرت تھی کہ یہ قیاسی حد

اور ان کے دودھ سے بسر اوقات ہونے لگی۔ مگر ہر طرف آوارہ اور وحشت زدہ پھرتے تھے کہیں قرار نہ تھا۔ لیکن یہ وحشت کوئی جنون نہ تھی بلکہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی چیز کھوئی گئی ہے اور سبکی تلاش میں حیران ہیں۔ انہی باتوں کے ایجاد کے مادے طبیعتوں میں بھرے ہوئے تھے۔ چونکہ مسبب الاسباب حقیقی نے عالم کا انتظام اسباب پر موقوف فرمایا ہی اسلئے عقل سلیم ہر کام کی کوئی دلیل معقول ڈھونڈنے کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور کنج کا دی کرنے سے اکثر دشوار اور بعید از عقل امور حل کیا ہو جاتے ہیں۔

یہ تو تحقیق ہو چکا ہے کہ بعد طوفان بنی آدم کے غذا زیادہ تر گوشت پر موقوف تھی۔ لہذا غذا سے طبیعت کا زیادہ حصہ تولید خون کا باعث ہوا اور افراط خون از دیا و حرارت کی لازمی وجہ ہے۔ حرارت کی ترقی سے تلون طبع کے مادہ کا زیادہ ہونا بھی خلاف عقل نہیں۔ بس یہ تلون طبع بنی آدم کو تسلی کے ساتھ ایک جگہ مقیم رہنے پر مانع ہوا اور آوارہ بنا کر اذکو جگہ جگہ سیر کرتا رہا۔ بعض مقام جو تروتازہ پائے اور دریاؤں اور چشموں کے سبب وہاں کی زمین سرسبز نظر آئی۔ پالے ہوئے جانور جو کہ افنی غذا کا بڑا جزو تھی۔ ان کی چراگاہ کی واسطے سبزہ کافی دیکھا گیا تو وہاں جب تک کہ جانوروں کو گھانسنے کافی ہوتی مقیم رہتے بعدہ کسی دوسری جگہ

چلے جاتے۔ چونکہ کاروبار قضا و قدر سراسر رموز پر مبنی ہیں۔ لہذا نبی آدم کا وحشیانہ ادھر ادھر پھر ناجہی خالی دھتھا بلکہ وہ بے بنیاد وحشت جو کہ مختار اور برائی کی نظر سے دیکھی جا رہی تھی۔ آخر کار ایک عجیب و غریب صورت پھر از حکمت پیش آنے کا باعث ہوئی۔ اور اس سنگ لائح صحرائی آوارگی کی ناہمواری۔ نو وارد مسافران جہان کے لئے نشان شناخت بنکر ایک ایسی بہارستان کی طرف رہنمائی کا کام کر گئی کہ جسکے پہلے ہی بھول بھلیوں میں انسان کی عقل آج تک حیران ہے۔ اس اختصار کی تفصیل یوں ہے کہ اوس انسانی وحشت کا نتیجہ یہ ہوا کچھ آدمی ایک آبادی اور کچھ دوسری آبادی کے ملکر کسی تیسری جگہ مقیم ہوئے لیکن چونکہ ان گروہوں اور آبادیوں کی مورث اعلیٰ صرف تین شخص وہی حام۔ سام۔ یافت تھے اور ان تینوں اشخاص کی زبان ایک دوسری عجیب تھی اب ایک گروہ کو آدمی جدا ہو کر دوسرے گروہ سے ملے (کہ جسکا مورث اعلیٰ ہی انہیں اشخاص مدوح میں کوئی دوسرا تھا) اور ملکر کسی تیسری جگہ آباد ہوئے۔ تو اس تیسری آبادی کی زبان دونوں زبانیں مخلوط ہو جانے سے ایک تیسری زبان نکلی اس طرح چند در چند گروہوں کی آمیزش سے مختلف زبانیں اور آبادیاں

+ جیسا کہ جلد اول میں بیان ہرچکا ہے کہ نوح نے ان تین بیٹوں کو علاحدہ علاحدہ مختلف اور مرادوں الفاظ کلام کرنے کی واسطے تعلیم فرما دیے تھے۔

پیدا ہو گئیں۔ اور پانچ سو برس کے عرصہ میں گلستان عالم خاکی میں صدمہ انا بونو کے پودے جم گئے اور اون پودہوں کے نسب کرنے والے مایوں کے غنچہ آرزو نہال ہو ہو کر مثل گلہاے گوناگون کے کھلے ہوئے نظر آنے لگے اور بے تعدا و نو انجیان بلبلان نہرار داستان اور ترانہ طوطیان خوش الحان یعنی زبانہاے انسان گوش زد ہونے لگیں۔ انہیں سے اکثر تو (مثل اون خود رو بویٹوں کے جو کہ موسم برسات کی آفرینش آئینہ مرطوب آب دہوا کے سبب جم اوٹھتی ہیں) پیدا ہو کر اپنی بے اصولی اور بے بنیادی کے سبب صرف دیہات اور چھوٹے چھوٹے قصبات اور پہاڑی گومیٹوں ہی کے ساتھ مخصوص ہو کر رہ گئیں اور بعض بعض نے (شکی قوت نشو و نما کو کسی ہوشیار باغبان کے دست خرد نے بتیقا عہدہ اور خود روی کی نحو سے قطع و برید کو کے اصول کے بند اور پیوند کے ساتھ مناسب سیرابی پہنچا کر پرورش کیا تھا) اپنی جڑ مضبوط جا کر پھولوں کی بو باس کو بلبلوں کے نالہ رسا کی طرح باغ عالم میں ایسا پھیلا دیا کہ اب تک باغ نبی آدم اون کی خوشبو سے معطر ہو رہا ہے۔

طوفان کی پانچویں صدی میں اس سلسلہ کی بہت ترقی تھی۔ اسی واسطے مورخوں کی اصلاح میں وہ زمانہ تبدیل زبان کہلاتا ہے۔ تاریخ بابو الفہامین لکھا ہے کہ زمانہ تبدیل زبان میں ایسے فرقہ جو ایک دوسرے

سے بالکل عاجز و معلوم ہوتے تھے سب کی تعداد بہتر شمار ہوتی تھی۔
 دنیا میں طوفان بعد سب سے زیادہ قدیم ہونے کا مرتبہ سریانی زبان
 کو حاصل ہے کیونکہ زمانہ آدم سے نوح تک بنی آدم کی زبان سریانی تھی
 اور طوفان کے بعد بھی نوح نے سب سے پہلے جو کلام کیا وہ سریانی زبان
 میں تھا اور اپنے بیٹوں کو بھی اسی سریانی زبان کے مرادف الفاظ تعلیم کئے
 تھے۔ اس زبان کے بعد طوفان کی چھٹی صدی میں اسی زبان سے اختراع
 کر کے ایک نئی زبان ہئودعیر نے جاری کی جو کہ قوم عاد پر پیغمبر خدا مقرر
 ہوئے تھے وہ زبان عبرانی مشہور ہوئی۔ اسکے بعد طوفان کی ساتویں
 صدی میں ہئودعیر کے پوتے یعرب نے عبرانی زبان کو نئی تبدیلیوں
 کے ساتھ فصیح بنا کر جاری کیا جو عربی کہلاتی ہے۔ طوفان کے ایکتر
 برس بعد سنسکرت زبان کی بنیاد پڑی اس زبان میں بہت سی زبانیں
 (مثلاً سریانی۔ عبرانی۔ عربی۔ اور دیہاتی اور پہاڑی وغیرہ) زمانہ قدیم
 میں بڑا عظیم ایشیا کے وسطی ممالک اور کوہستانی آبادیوں میں بولی جاتی
 تھیں (مثلاً تھین۔ کیونکہ جس گروہ کی وہ زبان تھی وہ گروہ انھیں
 ممالک مذکورہ کے باشندوں کا مجموعہ تھا۔ اسکا مفصل حال وہ کی تصنیف

یہ شخص سنسکرت دراصل سنسکرت (جو سنس) قدیم ہندوستانی زبان کا خطا ہو سکتی ہے اور سنسکرت
 سریانی زبان میں دت۔ بار۔ مرتبہ۔ کو اسطرح بولاجاتا ہے جو کہ اس کی باقی ابتدا طوفان کو ایکتر برس بعد
 ہی انداز کی یادگار کیوں اسکا نام سنسکرت مقرر کیا نہ سنسکرت استعمال ہو سنسکرت مگر اس کے بعد اس کا استعمال

کے ساتھ اپنے موقع سے بیان ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

المختصر جہوقت سے کہ قوم نے آلائی ممالک کوہ قات کی نواح سے (جو کہ)
ایشیاء دوم میں واقع ہے (کلکرمازندران میں اور مازندران سے روانہ
ہو کر خطہ ہرات کی طرف آئی تب سے سنسکرت کی بنیاد پڑنی شروع ہوئی
ہندوستانی باقی زبانیں سنسکرت سے نکلی ہیں۔ البتہ ہندی غیر آریہ فرقہ کی
زبانیں انھیں بے اصول اور بے بنیاد زبانوں کے منوہ ہیں جو کہ نانہ
تبدیل زبانیں پیدا ہو گئی تھیں۔ اب تک اس میں بہت کم آمیزش ہوئی ہے
جس اور آفریقہ کی دوسری لہجوں کی زبانیں ہی وہی قدیم اثر نظر آتی
ہیں جو کہ طوفان کی پانچویں صدی میں تھو۔

پارسی زبان پارس بنی شنگ یہو کیو مرث بن سام بن نوح نے طوفان کی پانچویں
صدی کے ختم ہوتے ہوئے جاری کی۔ اسکی وجہ یہ ہوئی کہ ہونشنگ بادشاہ
عجم نے اپنے مرضی سے پارس کی تخت پر بٹھایا اور خود گوشہ نشینی میں مشغول
ہو گیا۔ پارس چونکہ طبیعت کا تیز اور ایجا پسند انسان تناسب سے پہلے
مختل نہیں ہو کر اوسکو اس امر کی فکر ہوئی کہ عوام اور بادشاہ کی گفتگو میں سہولت
فرق ہونا چاہیے جبکہ وہ اس کے مرتبے اور شان میں ہوتا ہے اس خیال
کو جی میں قائم کر کے چند پہاڑی اور قبصوں اور بعض ممالک سرہ یعنی
شام کی زبانیں فراہم کر کے انھیں سے ایک نئی زبان اخذ کی اور اسکے

قاعدے مقرر کئے اور اپنے نام پر زبان اور اپنی سلطنت کو مشہور کیا
 بیشتر شاہی امور میں اس زبان کا رواج حکماً قائم کیا گیا بعدہ رفتہ
 رفتہ عوام پسند ہو کر جاری ہو گئی یہ بادشاہ بہت کم مدت زندہ رہا اسکے موت
 کے بعد پھر ہونشنگ کو زمام سلطنت درست کرنے پر مجبور و مستعد ہونا پڑا
 سب سے بیشتر پارسی زبان میں زیادہ حصہ اور زبانوں کا تہا جو وسط اور
 شمال ایشیا کے ممالک میں پھیلی ہوئی تھیں۔ بعدہ شام والون کی آمد
 رفت زیادہ ہونے سے کسیتقد سریانی زبان کی تعداد بھی بڑھ گئی۔
 یورپ کی زبانوں کی بنیاد فرانسیسی ہے اور فرانسیسی سریانی اور مصری زبان
 سے اختراع شدہ ہے۔ انگریز زبانیں زمین ادب ہے۔ عربی۔ فارسی
 ترکی۔ لاطینی۔ یونانی۔ فرانسیسی۔ منہ۔ انگلش۔ روسی ہیں۔ مگر باعتبار
 خوبی قواعد و ضوابط سب سے اچھی عربی اور فرانسیسی اور سب سے
 بڑی فارسی اور ترکی ہیں (از کتاب احمد)

مذہب صابی

الملل والنحل مؤلفہ شہرستانی اور تاریخ ابوالفدا اور کتاب کامل وغیرہ میں
 بحوالہ کتب معتبرہ تحریر ہے کہ طوفان نوح کے بعد ہی آدم میں سب سے

پہلے جو مذہب پایا گیا اوسکا نام شریعت توح تھا۔ جسکی بنیاد وحید مطلق پر تھی۔ مگر تھوڑے عرصہ کے بعد آئین ملت میں زیادتی ہو جانے کے سبب (مذہب صائبی) کے نام سے مشہور ہوا۔ یہ مذہب اسقدر قدیم ہے کہ مورخوں نے طوفان کے بعد پہلا تحقیق اور تلاش کرنے کے بعد جو پایا ہے وہ یہی بیان کیا ہے۔

اصول اس مذہب کے جو بیان کئے گئے ہیں وہ دراصل ملت شنیٹ اور اوریس پیغمبران برحق سے (جبکا زمانہ قبل از طوفان گذرا ہے) ملتے ہیں۔ اور چونکہ صائب بن اوریس کی تعلیم اور اصولوں کی باتہ زیادہ موثر ہوئی تھی لہذا یہ مذہب انھیں کے نام سے مشہور ہو گیا اور ملت صائبی نام رکھا گیا۔ بعد طوفان توحید مطلق کے بعد پھر بھی آئین ملت مستعمل ہونے لگے۔ چنانچہ تواریخ فارس میں زمانہ کیو مرث بادشاہ اول عجم سے جمشید تک برابر اسی مذہب کی پابندی کا حوالہ پایا جاتا ہے۔ اور عرب اور یونان اور مصر وغیرہ میں تو موسیٰ کے زمانہ تک زیادہ تر اسی شریعت کا رواج ظاہر ہوا ہے۔ لیکن اس مذہب میں کچھ عرصہ کے بعد بت پرستی کسی خاص وجہ سے شامل ہو گئی اسکی اصل وجہ معلوم ہوئی کہ بت پرستی کیوں شامل ہوئی۔ غالباً وہی وجہ ہوگی جو ہم آئندہ بت پرستی کے آغاز میں تحریر

کرنیکے۔ لیکن یہ بت پرستی ایسی نہ تھی جیسے زمانہ حال میں جاری ہے بلکہ صرف پیغمبروں کی شبہیں اور سب سے زیادہ میں سے ہر ایک سیارہ کی خاص صورت مفروضہ علم نجوم کے مطابق بنائی گئیں تھیں۔ وہی عجائبات میں داخل تھیں اور انھیں کی سائنس پرستش کرتے تھے۔ اسکے بعد دنیا میں جو لوگ ایسے کہ خکی جرأت یا دگار زمانہ تھی یا اون سے کوئی کام ایسا عجیب و غریب ظہور میں آتا کہ جو امکان بشری سے باہر معلوم ہوتا تو انکی تصویریں بھی بطور یادگار عبادت خانوں میں داخل ہونے لگیں زیادہ تر بہادری کی تصویریں داخل ہوئیں۔ کیونکہ زمانہ قدیم میں جرأت ایک ایسی متاثر تھی کہ بہادر کے مقابلہ میں نہ بادشاہ کی کچھ عزت تھی نہ کسی دوسرے انسان کی اور ہر شخص کو شش کرتا تھا کہ جرأت میں نام پیدا کرے اسلئے جو انہر دون اور جہان کے پہلوانوں کی تصویریں عبادت خانوں اور عام گذرگاہوں میں رکھی گئیں کہ ہر شخص دیکھ کر انکو یاد کرے اور انکے مانند اپنے آپ کو بنانے کی کوشش کرے۔ اور واقعی اوس زمانہ میں اس اصول ہو لوگوں پر بڑا اثر پیدا ہوا کہ لوگوں کی ہمتوں اور جرئتوں کی ترقی ان سے گذر گئیں چنانچہ انکی جو انہر دیون اور دلیر دیون کی حالت سے تمام دنیا کی تاریخیں ملوہیں مذہب صامیہ کی کبیروں کے پاس

ایک کتاب بھی ہے جسکو وہ لوگ صحیفہ نشیٹ کہتے ہیں۔ اس کتاب میں
 اچھی اچھی باتیں ہیں اور خلق کی ہدایتیں بہت سی تحریر ہیں سچ بولنے
 کی سخت تاکید کی ہے۔ اور شجاعت کی طرف ایسی ہمت دلانے والے
 مضامین درج ہیں کہ کیسا ہی بزدل انسان ہوتا اور کونسا حرارت آ
 ہی جاتی تھی۔ تعصب کی مذمت کی ہے اور مسافروں کو آرام پھونچانے
 کے واسطے بہت کچھ لکھا ہے۔ امر اور نہی کے مضامین بھی تحریر ہیں
 بُری باتوں سے پرہیز کرنے کی بہت تاکید ہے۔ اور لوگوں کی عبادت
 کے طریقہ بہت سے ہیں۔ سات وقت کی نماز جنہیں سے پانچ وقت
 مطابق اہل اسلام کے اور دو وقت یعنی دوپہر اور نصف شب
 مطابق نصارا کے مقرر ہیں۔ نماز کا طریقہ بالکل مسلمانوں کے طریقہ سے
 ملتا ہے۔ ایک وقت کی نماز دوسرے وقت سے نہیں ملاتے ہیں۔
 جہازہ کی نماز بھی بغیر رکوع اور سجدے کے پڑھتے ہیں۔ تیس دن کے روزہ
 رکھتے ہیں روزہ میں چاند کا دیکھنا اور افطار کرنا فرض جانتے ہیں۔
 پچھلے پہر رات سے غروب تک روزہ کا وقت ہے۔ جب سورج بروج
 حمل میں آتا ہے عید کرتے ہیں پانچ سیارہ جسکو تیسرے کہتے ہیں جب
 بیت الشرف میں داخل ہوتے ہیں عید کرتے ہیں مکہ کی غرت کرتے

ہیں۔ ایک مکان حمران کے باہر واقع ہے۔ اوسکالج کرتے ہیں۔
اسرام مصری کو قبرک جانتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ یہ پیغمبروں کی قبریں ہیں
بلکہ دو مینار جو سب سے بڑے ہیں اونکو شیلٹ اور ادریش کی قبریں
تصور کرتے ہیں۔ جس روز آفتاب برج حمل میں داخل ہوتا ہے بہت
خوشی کرتے ہیں۔ باہم تحفہ وغیرہ سوغات میں بھیجتے ہیں۔

جبکہ اس ملت کے پیروؤں نے احکام دین میں افراط جاری کر دی
اور یہاں تک بے احتیاطی ظاہر ہونے لگی کہ اصل ارکان دین چھپ
گئے۔ اوسوقت خدائے تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل اللہ کے
خطاب سے ممتاز فرمایا اور پیغمبر مقرر کر کے اوس مقام پر بھیجا۔ اونہوں
نے اوس راہ راست سے دور شدہ قوم کی ملت کھیسودہ اوسوٹھل
باتون سے صاف کر کے آراستہ کیا اوسوقت وہ دین (شریعت) ابراہیم
خلیل اللہ کے نام سے نامزد ہو کر مخلوق کو راہ راست پر لانے لگا۔
+ حالانکہ وہ مینار مصری بادشاہوں کی قبریں ہیں انکا حال آگے آئیگا۔

بوم کی اصول بنیاد

زمانہ تبدیل زبان میں جبکہ لوح اھ اونکے بیٹوں کی وفات ہو چکی تھی
آدمیوں کی کثرت کے سبب دین اور دنیا کے کاروبار میں بھی کثرت

ہو گئی۔ اور بہت سی ایسی ایسی ضروری باتیں پیش آنے لگیں کہ جکے انجام کی تدبیر کی تعلیم اونکے مورث اعلیٰ یا کسی یا معلم اول نے نہیں کی تھی کیونکہ اس وقت کمین یہ باتیں نہ تھیں جواب پیدا ہونے لگیں۔ اور کوئی ایسا بزرگ قوم بھی نہ رہا جو نئے کاموں کے انجام دہی کا طریقہ بتائے۔ تب بعض زیادہ عمر والوں کی یہ صلاح ہوئی کہ جو نیا کام ہو وہ چند آدمیوں کے مشورہ سے انجام پایا کرے۔

چونکہ اس مشکل میں تمام نبی انسان قبلہ تھے لہذا اس رسم کا رواج بہت جلد تمام روئے زمین پر ہو گیا۔ اور نئے کام اس طرح انجام پانے لگے۔ یہ امر بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جو لوگ ایسے مشورہ میں شریک ہوا کرتے تھے وہ مقبول اور معین اور سرپرست اور بزرگ قوم ہوتے تھے اور کوئی امر قوم کی خرابی کا اون سے طور میں نہیں آتا تھا۔ الغرض تھوڑے عرصہ کے بعد انجین جمہوری مشورہ کا نام عوامی اصول ٹوڑ دیا گیا۔ اس وقت تک تمام روئے زمین پر ملت توحید یا شریعت نوح جاری تھی اور ملت صائبی کی بھی بنیاد جم چکی تھی۔ ان اصولوں کو جاری ہونے کے بعد ہی مدت دراز تک وہی توحید ملت صائبی کے پر وہ میں جاری رہی پچھانچہ یونان۔ ایران۔ توران۔ چین۔ ہند۔ مصر۔

جهان جهان اوسوقت آبادی تھی + جو بدہنسکرت یعنی ہاندرمال زبان کا لفظ ہے جس کی ترجمہ حکماء و عارف

روم وغیرہ کی قدیم تواریخ سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے اور مالک مذکورہ
 کی کتب سے یہ بھی اچھی طرح معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ قدیم میں اوان
 ملکوں میں یہ جمہوری باتین اصول مذہب میں داخل نہ تھیں البتہ ضرورت
 کے وقت انجام دہی کے واسطے مستعمل ہوتی تھیں جسقدر کاروبار
 دنیاوی بڑھتے گئے اوسقدر یہ اصول بھی روز بروز نئے جاری ہو
 گئے۔ ہاں یہ ضرور ہوا کہ ہر بستی کے بزرگوں نے اپنی عقل کے موافق
 اور اپنی آبادی کے مناسب حال اور مفید طریقے جاری کئے۔ چنانچہ ایسا
 ہی ہوا کہ ایک ہی کام اور ایک ہی ضرورت جب دور دور کی بستیوں
 میں پیش آئی تب اونکے بزرگوں نے اوسکے انجام کے ایسے طریقے بتائے
 کہ جو دونوں آپس میں مختلف تھے۔ اسی طرح یہی چھوٹی سی بات زمانہ
 دراز گزرنے کے بعد مذاہب میں تھوڑا تھوڑا دخل کرتے کرتے آخر کو
 ایسے قوی ہو گئے جو مذاہب کے اختلافات کا باعث ہوئے۔ وہ مذاہب
 جسکی نظر عالم کے مذہبی اصولوں پر پھرتھوڑے تامل کے ساتھ دلیں غور
 کرے اور مذاہب کے اختلافات کا باعث سوچے تو ضرور انصاف اوسکو
 سب طرف متوجہ کرے گا کہ یہ چھوٹے بے بنیاد امور دلوں میں گھر کرتے کرتے
 ایک بڑی قوی چیز بن گئے ہیں جو اختلاف ملت اور کشت و خون کا
 باعث ہو رہے ہیں ورنہ دراصل مذاہب ایک۔ خدا ایک۔ خدا کا

گھر ایک - خدا کے گھر کا راستہ ایک - اور سب مسافرانِ جہان کی منزل مقصود ایک - اور قصد ایک - پھر یہ اختلاف کس بات کا ہے یہ وہی چھوٹی باتیں ہیں جو در اہل اصول مذہب سے علیحدہ تین گروہوں میں اونکا ایسا رواج ہوا کہ رفتہ رفتہ وہ مذہب کے قوی اصولوں پر بھی حاوی ہو گئیں اور دخل در عقولات کی طرح خالص مذہب میں رخنہ پیدا کر گئیں جو اب کسی طرح مخلوق کے دل سے نہیں نکل سکتیں بقول شاعر عثمی -

دل بہ لالہ لالہ بستم نامدم از مقصود و نر و بان کردم تصور راہ نامہوار را

شیعویت پرستی

پرستشوں کی آغاز کے تھوڑی سی کیفیت المجوس جلد اول (النہ) میں گزیر چکی ہے۔ یعنی یافت اور سام وغیرہ جو کہ سورج اور چاند مشہور تھے بنی آدم کی ابتدائی نسلوں کے مورث اعلیٰ اور جنکی ذات سے مخلوق کے فائدے کے ناپید اسباب پیدا ہو گئے۔ اول کی دانائی اور عقل کی رسائی۔ اونکے گروہ میں انکی پرورش کا باعث ہوئی کیونکہ اول اشخاص سے ایسا ایسے تعجب خیز امر رفاہ عام کے طور

میں آئے جو اس وقت تک کسی کو نہ معلوم تھے اور اوسکا اور اک موجود
 مخلوق کی عقل سے باہر تھا جب وہ امر مفید اور کار آمد پائے گئے تو
 مخلوق کے دلوں میں اونکی عظمت پیدا ہو گئی اور لوگ اونکو وقعت اور
 قدر کی نظر سے دیکھنے لگے اور عظمت کے سبب پاس ادب ہی لازمی آیا
 پس جبکہ عظمت اور عظمت کے ساتھ ادب اور ادب کے ساتھ قدر
 کی انتہا ہوئی تو اصحاب مدوح اوس گروہ میں ممتاز ہو گئے اور جب یہ
 ممتاز ہونے کی صفت بھی حد سے گذر گئی تو اسکا نتیجہ پرستش بطور میں
 آیا اگر یہ پرستش اس وقت تک ایسی نہ تھی کہ لوگ اونکو قادر مطلق تصور
 کرتے ہوں نہیں بلکہ صرف اونکی یاد آوری تھی اوس زمانہ میں لوگ محدود
 تھے۔ قادر مطلق خاص خدا کی ذات پاک متصور تھی۔ لیکن اوس عظمت کی
 صفت کے ساتھ ہی خاص وہی دو ذاتیں یافت اور سام
 یعنی چاند اور سورج کی مصروف رہیں۔ اونکے واسطے کوئی موت
 مجسم زمین پر قائم نہ تھی فقط نام کی عظمت اور ادب سے کام تھا
 مصر اور یونان اور ہند وغیرہ کی قدیم زمانہ کی تاریخیں یہ دیتی
 ہیں کہ زمانہ تبدیل زبان تک دنیا میں کسی مقام پر کوئی پرستش کا مقام
 کسی نام سے مخصوص نہ تھا۔ سورج وغیرہ اور دوسرے مندرون
 کی نیبادین طوفان کی پانچویں صدی کے بعد قائم ہوئی ہیں۔ انکا حال

اپنے اپنے مناسب مقامات پر آئے گا۔

الغرض وہ پرستشیں ولی خیالات پر مبنی تھیں نہ کہ ظاہر۔ بہت پرستی کئی دینا ایک نئے طرز پر پڑی۔ سب سے پہلے جس ملک میں بت پرستی کا سلسلہ جاری ہوا وہ سلطنت عجم اس اجمال کی تفصیل یوں ہے کہ طوفان نوح پانچ سو گیارہ برس بعد اور عیسیٰ سے دو ہزار پانچ سو نو اسی برس قبل جبکہ زمانہ تبدیل زبان جاری تھا عجم کے تخت کے حکومت پر ظہور سب جو کہ ہوشنگ نیرہ کیوکرٹ بن سام بن نوح کا بیٹا تھا مندرجہ نشین ہوا۔ اسکے جلوس کے سات یا آٹھ برس بعد اسکے ملک میں دو آفتیں ارضی و سماوی نازل ہوئیں۔ یعنی ایک تو ایسا سخت قحط پڑا کہ کئی برس تک آسمان سے بارش نہ ہوئی اور چشموں کے پانی سوکھ گئے دوسری اس مصیبت کے وقت میں ایک قسم کی وبا سے شدید پھیلی کہ جس سے بنی آدم کو جانبری دشوار ہو گئی اور شب و روز مخلوق کثرت قحط و دہان اجل ہونے لگی۔ چونکہ اس وقت تک موت کی موت کبھی کہی سننے یا دیکھنے میں آتی تھی۔ اب یکایک لوگوں کے خویش و اقارب۔ مان۔ باپ۔ بھائی۔ بہن اور اولادین وغیرہ آنکھوں کی سانپے قحط اور وبا کی مصیبت سے بے بس ہو کر مرنے لگیں۔ تو

عجم
میں

مرے ہوؤں کے اغرائالہ و فریاد سے اپنی باقی ماندہ جانیں کھونے لگے۔ اوسوقت میں لوگوں کے دلون سے صبر اٹھ گیا تھا۔ رہے سے لوگ یوں تباہ و برباد ہوئے جاتے تھے۔

رحم دل بادشاہ مخلوق کی یہ تباہی اور بے بسی دیکھ گھبرا گیا اور ان مصیبتوں سے رہائی کی تدبیریں کرنے لگا۔ چنانچہ بہت سے طریقے پیدا کئے گئے مگر کارگر نہ ہوئے۔ انجین تفکرات میں بعض وزرائے مشورہ سے طحمہ سب نے اکابران شہر اور بزرگان کو اپنے حضور طلب فرما کر یوں فہمائش کی کہ تم لوگ گروہوں کے سردار ہو تمہاری تسلی اور تسکین قلب کے واسطے یہ راے سوچی گئی ہے کہ اپنے مرے ہوئے غریزوں کے نام کے تیلے مٹی۔ بالکڑی یا تھیر وغیرہ سے بنا کر اپنے گھروں میں رکھ لو او کو دیکھ دیکھ تسلی کر لیا کرو جبکہ ملوگ ایسا کرو گے تو تمہاری دیکھا دیکھی عام لوگ اس ذریعہ سے اپنے دلون کی تسکین کریں گے۔ اور مالہ و فریاد سے باز آئیں گے۔ چونکہ اس مصیبت میں تمام لوگ مبتلا تھے۔ حکم پاتے ہی نہرا روں تلو علی قدر مرتب بنے۔ اور ہر شخص کے گھر میں بہت سے پتے نظر آنے لگے

بعض کا توں ہے کہ شیطان عین نے بصورت انسان او کو ٹھکری حالت میں بادشاہ کو مباحثانہ میں داخل ہو کر یہ صلاح بتائی اور بادشاہ تر دو میں اس بات کو کوئی غیبی مدد سمجھ کر کار بند ہوا۔

اور ہر مردے کے نام کا ایک ایک پتلا مخصوص ہو گیا۔ صبح اٹھ کر سب پہلے پتلون کو نام بنام دیکھنا اور بعد دنیا کے کام میں مشغول ہونا مخلوق کی عادت ہو گئی۔ کچھ لوگ ایسے ہو گئے کہ پتلے بنانے کا پیشہ انھوں نے اختیار کر لیا اور باہم خرید و فروخت کا رواج ہو گیا۔

یہ سب باتیں ایک سال کے اندر ہی اندر جاری ہو گئیں اور اس تدبیر سے مخلوق نالہ و بکا سے بھی باز آئی دوسرے قحط و وبا بھی کم و آئی تو تھے ہی نہیں رفتہ رفتہ کم ہونے لگیں اور نوع انسان کے دل میں پھر صبر نے جبراً گھر کرنا شروع کیا۔

ان پتلون کی ترغیب سے ظہور سب کا صرف اس قدر انتشار ہوتا کہ مخلوق کسی شغل میں مشغول ہو جائے اور غم و الم کو کسی بہانے سے بھول جائے چنانچہ رعایا پرور بادشاہ اپنی نیک نیتی کے سبب

اس اہم مہم میں کامیاب ہوا اور پھر اس ملک میں امن و امان ہو گئی۔ چونکہ بعد دفع قحط و وبا۔ بادشاہ کی طرف سے پتلون وغیرہ کی ممانعت یا فراغت نہ ہوئی۔ لہذا پتلون کا گھرون میں رکھنے اور علی الصباح اونکے دیکھنے اور نام بنام یاد کرنے کی رسم جاری رہی بلکہ آئندہ بھی جب کوئی مرجاتا تو اس کے نام کا پتلا بھی بنایا جاتا۔ اس امن و زمانہ میں ایک نئی بات اور پیش آئی کہ اگر کوئی ایسا شخص متراجہ عام لوگوں

کے دلون میں اپنی بھلائی اور خوبیوں سے گھر بنائے ہوئے تھا تو
 اوسکا پتلا تنہا اوسکے عزیز ہی نہیں رکھتے تھے بلکہ عام لوگوں کے
 گھروں میں (خواہ وہ اوسکے خاندان کے لوگ ہوں یا ہون) رکھا
 جاتا جس سے اوسکی یاد عوام کے دلون میں قائم رہتی تھی۔ رفتہ رفتہ
 ایسے لوگوں کے پتلون کے واسطے عام گزرگاہیں مقرر ہو گئیں اور
 مکان مخصوص کئے گئے۔ اون مکانوں اور پتلون کے نام بھی وہی ہوئے
 تھے جو اصل ذات کے نام تھے اوسوقت میں عجم کے دارالحکومت
 کا فخر شہر بلخ کو حاصل تھا۔ دنیا میں سب سے پہلا دارالسلطنت یہی
 شہر ہے بالآخر پتلون کا معاملہ ایک کھیل یا تماشہ ہو گیا رفتہ رفتہ اوسکے
 گرد و نواح کی بستیوں اور ملکوں میں یہ رواج پھیل چلا۔ اون آبادیوں
 میں جنکو فی الحال ملک شام یا فلسطین کہتے ہیں بہت کثرت ہو گئی۔
 اتحصر کچھ مدت بعد وہ لوگ جو ان پتلون کے بنانے کے خاص غرض سے
 واقف تھے مر گئے اور نئی اولادین کثرت سے ہو گئیں تو یہ ناواقف
 نئی پوداؤں پتلون کو اور روزانہ پہلے اونکے دیکھ لینے کو اپنے بزرگوں
 کا قدیم عمل نیک تصور کر کے اون رسوم کو پابندی کے ساتھ انجام دینے
 لگے اور اون تبرکات کی زیادہ قدر و منزلت ہونے لگی۔ رفتہ رفتہ
 پرستش تک نوبت پہنچ گئی۔ انھیں لوگوں کے میل جول سے دوسری

قومون میں بت پرستی پہلی۔

طوفان کے بعد ہزاروں سالوں تک عجم اور شام وغیرہ میں بت پرستی کی بہت کثرت ہو گئی تھی چنانچہ شہر بابل جو کہ فی زمانہ عراق مشہور ہے اور جسکو نمرود و نیرہ سام بن نوح نے نوح کی وفات کے (بقول بعض مورخان طوفان کے) ڈیڑھ سو برس بعد آباد کیا تھا اور اسوقت اسکا فرمانروا شہزادہ بادشاہ تھا بتوں کا مخزن اور بت پرستوں کا کعبہ مقصور کیا جاتا تھا اور اسی بت پرست قوم پر حضرت ابراہیم علیہ السلام خلعت پیغمبری سے ممتاز ہو کر نازل ہوئے تھے یہ زمانہ عیسیٰ سے دو ہزار چھیاسی برس قبل گذرا ہے عجم کی بت پرستی کی ہوا سبب زیادہ آمدورفت کے انہدام ملک شام میں گذرتی ہوئی دیار مصر اور خطہ یونان وغیرہ میں بھی پہنچی تھی اور ان ملکوں میں طوفان کے بعد چھٹی صدی ختم ہوتے ہوئے سوریج وغیرہ کی پرستش کے واسطے مندر بنائے تھے اور کچھ انکھ صورتیں تھچرون کی اون مندرون میں رکھی گئیں تھیں جو بہت عرصہ کے بعد زمانہ تہذیب میں نکال ڈالی گئیں اور بجائے اونکے خوشنما تھچر اور دہاتوں کی منقش صورتیں داخل کی گئیں اور چونکہ مصر والوں کی آمدورفت کا سلسلہ دیگر ملک افریقہ میں بھی جاری تھا لہذا وہ سرزمین بھی ان بیکار تھچروں

کے بوجھ سے خالی نہ رہی۔ تاہم اس بے عقلی کے کام میں جس طبقہ زمین کو فروغ حاصل ہوا وہ شہر بابل ہی تھا۔ ہندوستان خاص کی زمین مدت دراز تک اس سیلابِ حق سے بچی رہی۔

مولف تاریخ فرشتہ کی رائے کے موافق ہندوستان میں بت پرستی کی بنیاد اس وقت سے جاری ہوئی جبکہ قنوج کے تخت پر مہاراجہ سورج مسند نشین تھا اسکا زمانہ از روئے تحقیق تخمیناً نو سو تھتر برس قبل عیسیٰ سے پایا جاتا ہے مگر اگر نیری تحقیقات اسکے خلاف ہے اور اسکا قول ہے کہ ملک پنجاب میں عیسیٰ سے سولہ سو برس قبل دھرم کی پرستش کرنے والے مقیم تھے تاہم بت پرستی کا ذکر نہیں کرتے ہیں۔ اغلب ہے کہ فرشتہ کی تحریر صحیح ہو۔ اسکا حال راجاؤں کے حالات کے ساتھ بیان ہو گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

بت پرستی عرب

تاریخ بدائع فارسی جو کہ اسکندر افندی ساکن اسلام بول (یعنی استنبول) کی تصنیف ہے اس امر کی صاف خبر دیتی ہے کہ قوم کلدانہ جو دنیا کی قدیم اور سب سے پہلی قوم ہے۔ یعنی وہ اولادِ نوح جو کہ بعد طوفان زندہ بچی تھی۔ جنکا نام حام۔ سام۔ یافت۔

ہندوستان خاص ملک سفر علی و شمالی وادوہ کا نام تھا اور قدیم زمانہ میں قنوج دار السلطنت ہندوستان تصور ہوتا تھا جو اسی خطہ میں واقع ہے۔

مشہور ہیں۔ ابتداً موحّد تھے۔ اوس قوم کا پہلا مسکن جو طوفان کے
بے قرار پایا تو وہ خطر زمین تھا جو کہ درمیان نہر دجلہ اور فرات کے
واقع ہے۔ زمانہ تبدیل زبان میں شالح بن قینان بن الحشد
بن سام بن نوح نے اپنے قبیلہ کو ہمراہ لاکر ملک یمن آباد کیا
اور حکومت قائم کی۔ ابو سعید مغربی بعد تحقیق کامل اپنے نوشتوں میں
تحریر کرتا ہے کہ شالح زمین یمن کا آباد کرنے والا مذہب توحید کا
پابند تھا۔ اور اسی طرح اسکے گروہ کے لوگ بھی موحّد شالح کے بعد
اوسکا بیٹا عابر جو کہ ہنود عیسر کے نام سے مشہور ہوا اور عابر کے
بعد قحطان اور قحطان کے بعد بحرب جو کہ زبان عربی کا بانی ہوا
سب موحّد تھے اور ان کے بعد بھی دو سو پچیس تک ساکنان عرب
موحّد رہے۔

اس توحید کے زمانہ میں عرب کے موحّد ہر سال حج کعبہ کے واسطے
جمع ہوتے تھے۔ کعبہ اس وقت میں ایک تو دہ سنگ کا نام تھا۔ کہ عرب
کے لوگ زمانہ قدیم سے اوسکے قریب بیٹھ کر باہم عہد و شراط بھی کرتے
تھے اوسکا طواف بھی کیا جاتا تھا اور وہ مقام سنگستان عرب میں سر
کسی ایک جگہ قدیم سے مخصوص چلا آتا تھا۔ اوس جگہ کی غرت بھی جاتی
تھی۔ بعدہ اس توحید میں بہت سی لغزشیں پیدا ہو گئیں شہرستانی

مہنچ عرب اسکی وجہ یوں بیان کرتا ہے کہ ایک شخص عمر بن لُحی جو کہ
قبیلہ خزاعہ کا ایک سردار تھا تجارت کا پیشہ کرتا تھا ایک مرتبہ تجارتی
سامان سمراہ لیکر ملک سورسہ میں گیا اور وہاں سے بعد خرید و
فروخت سامان تجارتی واپس آئے وقت ملک بلقارہ میں (جو کہ ملک
شام میں ایک مشہور شہر ہے) پہونچا وہاں اسکو ایک نئی بات یہ معلوم
ہوئی کہ ساکنان بلقارہ تراشیدہ تیھروں کی پرستش کرتے ہیں اور انکو
سامنے عاجزی سے سہر سجدہ ہونے کو اپنی نجات کا ذریعہ اور دنیا کی
ضرورتوں کے انجام ہونے کا سبب جانتے ہیں۔ چونکہ اسکو بڑا تعجب
ہوا تھا لہذا اس نے پوچھا کہ یہ کیا شئی ہے جسکے آگے اسقدر بیاد
کی جاتی ہے اور سر جھکائے جاتے ہیں۔ لوگوں نے انہی صدق دلی
سے جواب دیا کہ یہ جودہین اور پرورش کرنے والے ہیں۔ تمام
مخلوق ان سے مدد پاتی ہے۔ انکی صورتیں ہم نے بنا کر رکھ چھوڑی
ہیں۔ انکے ذریعہ سے وقت پر پانی برستا ہے حاجتیں رفع ہوتی
ہیں۔ ملک شام میں تو مدت دراز سے سلطنت عم کا یہ تحفہ یعنی بت
پرستی فصلی میوہ کی طرح ارزانی سے پھیل چکی تھی۔ چونکہ اکثر انسانی
طبیعت کا میلان نئی باتوں کی طرف ضرور ہوتا ہے عمر بن لُحی نے
تعجب آمیز و جابر جگہ یہ معاملہ دریافت کیا۔ تمام ساکنان بلقارہ کو

ایک زبان پایا۔ اسکندر افندی لکھتا ہے کہ عمر مذکور نے تحقیقات وہاں کی مخلوق سے ایک بت طلب کیا۔ اونھوں نے ہبل نامی ایک بہت بڑا بت حوالہ کیا اسکے بعد دو تین بت اس نے بازار سے بطور تجارت بغرض نفع۔ نئی چیز تصور کر کے خریدے اور اپنے ملک کو واپس کیا لوگوں کو جمع کیا اور وہ بت تحقیقاً ایک عام مجلس میں دکھائے گئے اونکے اوصاف جیسے کہ سنے تھے بیان کئے گئے اور جس طریقہ سے ساکنان باقار کو بتوں کے سامنے سرسجود ہوتے اور نیایش کرتے دیکھا تھا سب اپنے وطن کے لوگوں کو سکھائے۔ چونکہ نئی بات تھی لہذا لوگ اسکی طرف جلد جلد متوجہ ہوئے اور آئینہ ہی دو چار بار پھر جب سفر کا اتفاق ہوا تو عمر مذکور نے اور علاوہ اس کے ایک دیکھا دیکھی بعض دوسروں نے بھی قسم قسم کے بت لاکر فراہم کئے عرض رفتہ رفتہ یہ شغل بڑا گیا۔ اور تھوڑے عرصہ میں تمام ملک عرب اور اس کے مضافات کی آبادیاں بت پرست ہو گئیں۔ بلکہ ایک زمانہ میں بتوں کی تعداد ایسی زیادہ ہو گئی تھی کہ اونکے رکھنے کو ٹھکانا نہیں ملتا تھا۔ تب اونکے واسطے خاص خاص مقام مقرر کئے گئے اور بہت سے بت مختلف ناموں سے اون مقامات میں داخل کئے گئے۔ چنانچہ ایک مقام پر جہان اب اہل اسلام کا کعبہ ہے

یقیناً سو ساٹھ بت موجود تھے۔ سب سے پہلا بت ہبل جس کو عمر
مذکورہ بلاقار سے لایا تھا اس مقام پر رکھا گیا جہاں کہ زمانہ توحید
میں طوائف وغیرہ کیا کرتے تھے کیونکہ وہ مقام تبرک سمجھا جاتا تھا۔ بعد
عرب میں خود بت بننے لگے۔

مورخ ابوالفدا اور کتاب تجارب الامم کا مصنف اور ابن بشر
وغیرہ مذکورہ بالا مضامین کی اپنی تصنیفات میں بخوبی تمام تصدیق
کرتے ہیں اور اس امر کو تحقیق کے ساتھ لکھتے ہیں کہ یہ واقعہ یعنی ملک
عرب میں بت پرستی کا آغاز اس وقت ہوا ہے جبکہ تخت عجم پر شاپور
بن اردشیر بن بابک فرمانروا تھا اور تحقیقات اور تطبیق سنہین
سے اس شاپور کا زمانہ آغاز سلطنت مسیح عیسوی میں پایا جاتا ہے۔
لہذا عرب میں بت پرستی کے شروع کی یہی تاریخ ہو سکتی ہے۔
تھوڑے عرصہ میں ساکنان ملک یمن۔ ایران اور شام کی تجارت
کے سبب بت پرست ہو گئے۔ مگر جو آبادیان کہ ان ملکوں سے دور
تھیں اور آمد و رفت بھی کم تھی وہاں توحید کا چراغ بھی ضرور روشن
ابوالفدا لکھتا ہے کہ ساکنان عرب بت پرستی سے قبل اور بعد ہی
پابند تھے یعنی قنہ کرتے تھے اور دو ہمشیرہ ایک شخص کی حاکمیت
زندگی میں بنانے کو برا جانتے ہیں۔ وہ عورت جو کہ باپ کے ساتھ

ہمبستہ ہو چکی ہوا و سکوز وجہ نہیں نہاتے تھی۔ الغرض بت پرستی ترقی پانے لگی اور باطنی پروردگار کی جگہ ظاہر علی بنی حس و حرکت پتھروں کو قادر مطلق کی صفات کے ساتھ موصوف کرنے لگے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ دین مسیحی بھی ترقی پاتا جاتا تھا اور کسیدہ راو سکے تازہ نسیم کے اثر سے گلستان عرب کے پودہ بھی جلد جلد اپنی شاخونین نئی نئی کلیان اور کلیون کے پھول لھلا کر اپنی رنگ و بو سے دور و نزدیک کے مصداق بننے لگے اور ملت صائبی تو پہلے ہی سے دلون میں کچھ کچھ گہر نہاے ہوئے تھے اب بت پرستی نے بھی دست گلچین کی طرح دراز ہو کر پھول چننا شروع کئے اور ایک نئی نگہ سے صورت نظر آنے لگے۔ بغض وہ سرحدی لبتیان جو حدود فارس سے ملتی تھیں آتش پرستی اور کواکب پرستی کو ہی نفاذ تجارت سے نہیں دیکھتی تھیں غرض یہ سب باتیں مجموعہ کے طور پر ملک عرب میں تھوڑے زمانہ میں کچھ اس طرح پھیلین کہ جیسے کسی فتح یاب فوج کی پلٹین ملک فتح کرنے کے بعد مفتوحہ ملک میں اندھی دیوانی ہو کر گھس پڑتی ہیں اور لوٹ مار میں مشغول ہو جاتی ہیں۔ اس طرح ان سب باتوں نے عرب کے باشندوں کی جانوں پر قبضہ کر لیا۔ چنانچہ کوئی گروہ صابی کوئی کواکب پرست کوئی سورج پرست کوئی بت پرست اور کوئی

دین مسیحی کا پابند ہو گیا۔

مذہب چینیان

تاریخ چین مصنفہ مسٹر جیمس کا کرن صاحب مین تحریر ہے کہ ملک چین مین بعد طوفان نوح مذہب توحید جاری رہا اور یہ توحید مطلق عرصہ دراز تک اپنی بیخ جاتی رہی چین کی مخلوق جس خدا کو دنیا کا بنانے والا جانتی تھی اوسمین صفات مذکورہ ذیل تمام وکمال پاگ جانے کے قابل تھے یعنی آتشندہ جن و انس و وحوش و طیور۔ کریم۔ رحیم۔ قادر۔ غیور۔ لاشربک۔ باقی۔ غیر کی فنا اور بقا پر قادر۔ اپنی بقا کی واسطے کسی کا محتاج نہیں۔ تمام موجودات کو اوسکی مرضی پر موقوف جانتے تھے۔ تحقیقات سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کئی ہزار برس تک یہ توحید جاری رہی مگر اسکے ساتھ یہ بھی ضرور ہوا۔ لوگوں کی نظر سے حادثات ارضی و سماوی گذرتے گذرتے اصل توحید مین کچھ شعبہ ایسے پیدا ہو گئے کہ جس کے سبب اوس توحید کے صفات کیستقد کم ہو گئے۔ تاریخ مرات الزمان کا بیان اس مضمون پر دال ہے کہ چین کے ذی شعور لوگ اس امر کو یقین کے ساتھ خیال کرنے لگے کہ اوس خدائے برتر کے نیچے (جسکی صفات اوپر بیان

ہو چکے ہیں) دو خدا اور ہیں جو خداے برتر سے رتبہ میں کمتر ہیں اور
 خداے برتر کے احکام اور ارادہ پورے ہونے کا یہی دو خدا ہیں
 ہیں۔ منجملہ انکے ایک خداے آسمان۔ اور دوسرا خداے زمین تصور
 کرتے ہیں بلکہ ان دو خداؤں کو آسمان اور زمین کی جان جانتے ہیں
 اور کہتے ہیں کہ جو کچھ آسمان اور زمین میں ہوتا ہے سب انہیں کے
 ارادہ پر موقوف ہے۔ علاوہ انکے بعض ارواح وغیرہ کو۔ پہاڑوں
 دریاؤں چشموں اور صحرا وغیرہ کا مختار جانتے ہیں۔ لیکن افعال نیکی
 اور بدی کسی خدا یا روح سے منسوب نہیں کرتے۔ بلکہ کہتے ہیں کہ ہر کام
 عقل سے ہوتا ہے اور عقل تھلک روشنی اور تاریکی زمین اور آسمان سے
 الغرض توحید مطلق کی لغزش سے خداے آسمان اور خداے
 زمین اور بعض ارواح وغیرہ بمنزلہ خدا سمجھی گئیں اور پرستش کی نہلائے
 مانی گئیں۔ تاہم خداے برتر کے اعزاز سے انکا اقتدار کم مانا جاتا
 تھا۔ مدت دراز تک یہ عقائد قائم رہے۔ چونکہ انسان کی طبیعت فاسد
 کا میلان بدی کی طرف زیادہ ہوتا ہے لہذا زمانہ دراز گزرنے پر عقلا
 خطہ چین کی طبع متین طلاات آگین ہو کر خستہ اور بے بنیاد اصول
 کو قبول کرنے پر مجبور ہوئیں۔ چنانچہ اختلاف مذاہب کے سبب جدا
 جدا بہت سے گروہ پیدا ہو گئے جنہیں سے تین گروہ انہی مذہبی

اصول کو بہت استواری کے ساتھ قائم کئے رہے اور باقی یا تو قصبات یا دیہات کے ساتھ مخصوص ہو گئے اور بعض اونہیں کے جزائروغیرہ میں مقید رہ گئے۔ وہ تین مذاہب ایسی قوت پا گئے کہ مردم چین کو آخر جبراً ان مذاہب ثلاثہ میں سے کسی ایک کا ضرور پابند ہونا پڑا ورنہ انگشت نما اور مطعون گئے جاتے۔

منجملہ مذاہب ثلاثہ کے ایک مذاہب حکما ہے۔ مردمان چین جاکر اسی مذاہب کے پابند ہیں۔ اور یہ مذاہب چین کے زمانہ تہذیب میں سے قدیم تر تمام مذاہب سے ہے۔ اس مذاہب کے چھوٹے بڑے کئی کتابیں ہیں اس مذاہب کی تعلیم مادر پدر کے ذریعہ یا نمائش سے نہیں ہوتی ہے۔ بلکہ حالت طالب علمی میں درسی کتب کے درس کے ساتھ اسکی تعلیم ہو جاتی ہے تمام دانایان چین اس مذاہب کے اصول کے قائل ہیں بیان کرتے ہیں کہ اس مذاہب کا جاری کرنے والا۔ ایک کینفو سیوس تھا جو کہ تمام حکماء و دانایان و عقلا چین میں یکہ و ممتاز تھا اس حکیم دانانے اپنے مکتوبات مذاہب میں بہت پرستی کا کہیں حکم نہیں دیا ہے بلکہ اکثر مقامات میں ان کے پیش نظر رکھنے کو بھی ناجائز رکھا ہے اور خدا سے واحد مجرد کی پرستش خود بھی کرتا تھا اور اپنے مکتوبات میں کو کر کیا اور اپنے شاگردوں کو بھی

یہی ہدایت کی۔ کیونکہ اوسکی تحریر و ن سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حکم موصوف اعتقاد رکھتا ہے کہ وہ داور۔ مجرور۔ مدبر۔ نگاہدار ندوہ جمیع علویات اور سفلیات کا ہے۔ اس مذہب کے پیرو کسینقد ریش ارواح بھی کرتے ہیں۔ مگر یہ پرستش کمتر ہے۔ کیونکہ ارواح کو جیلان مالک اور متصرف نہیں جانتے ہیں۔ دانا یان قدیم دنیا کی زیادتی کے قابل نہیں ہیں۔ اور طریق آفریش اور موجود شدن اشیا، وزمان پیدایش وغیرہ کا کہین ذکر نہیں کیا ہے بلکہ جزاے اعمال یک و بد کے حالات ہی معدوم ہیں۔ لیکن مروان چین گمان کرتے ہیں کہ یک و بد کی جزا اور سزا ہر ذات کو عالم سفلی میں ہے بلجاتی ہے یا اوس ذات کو (جس سے نیکی یا بدی کا فعل سرزد ہوا ہے) یا اوسکو اولاد کو یا اولاد کی اولاد کو اوسکا نتیجہ ملتا ہے۔ اور انکی کتب سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اونکے قدامت کا قائل کہ نفس ناطقہ بعد جدائی جسم و باقو رہتا ہے۔ کیونکہ وہ بیان کرتے ہیں کہ انسان روے زمین پر مردہ ہونے کے بعد آسمان پر مقیم رہتا ہے۔ لیکن عذاب و دوزخ اور گواہ جنت سے کوئی تعلق نہیں رکھتے نہ اوسکا کہین ذکر معلوم ہوتا ہے شاید یہ لوگ اس سے بچر ہیں۔ چونکہ متاخرین عقلاے چین اس امر کے معتقد ہوئے ہیں کہ جان تن کے جدا ہونے کے بعد

فاسد یعنی فضا ہو جاتی ہے۔ پس دوزخ اور جنت کے قائل ہونے کی ضرورت نہیں رہی۔ بعض کہتے ہیں کہ نیکوں کی جان باقی رہتی ہے کیونکہ انسان کی جان بسبب استعمال اعمال حسنت قوت پاتی ہے اور یہ قوت ترقی پاتے پاتے قابلیت بقا حاصل کرتی ہے۔ اور چونکہ بدکار اعمال حسہ سے دور اور فرار ہوتے ہیں۔ لہذا ان کو بدن سے جدا ہوتے ہی معدوم ہو جاتی ہے اور مانند ہوئین اور بخار کے سبھل اور پراگندہ ہوتی ہے۔

اس مذہب کے شیوع سے پانچو برس قبل مالک چین میں ایک مذہب رائج ہوا تھا جو بالکل تصوف تھا اوسکو مذہب ورائی کہتے ہیں اس مذہب کے عقلا کا قول ہے کہ تمام عالم ایک جوہر ہے اور خالق اوس جوہر اور آسمان اور زمین اور حیوان اور انسان اور نباتات لکن اخصار جمعہ مجموع یک جسم متصل اور واحد ہیں۔ ہر چیز اور ہر نوع اوسی مجموعہ کے اجزا اور اعضا ہیں اور اونکا قول ہے کہ جبکہ ہم ایک جوہر ہیں تو چاہیے کہ باہم محبت اور دوستی رکھیں اور ہر ایک خدا کی شباہت ہو سکتا ہے کیونکہ سب اوسیکے اجزا ہیں۔

اگرچہ مذہب حکامین ایک خدا کی پرستش کرتے ہیں لیکن اوسکے

واسطے معبد نہیں بناتے اور کاہن اور موبد نہیں رکھتے۔ عبادت
 اور بندگی کے قواعد وغیرہ مستنبط نہیں کرتے۔ اور اسی
 طرح کوئی نماز اور عبادت خاص خدا کے واسطے نہیں کرتے
 بلکہ کہتے ہیں اور نیز بے فکر ہیں کہ بادشاہ آسمان کے واسطے
 قربانی اور عبادت اور بندگی خاص بادشاہ زمین کو کرنا چاہیے
 عوام سے کوئی تعلق نہیں۔ اور جو شخص عوام میں سے اوس
 خدا کے واسطے بندگی کرے اوسکو سیاست کرنا اور عصیان کی
 سزا دینا ضرور ہے اور سیاست بادشاہ کا کام ہے اگر سب
 سیاست کرنے لگیں تو ملک میں فتنہ اور فتنہ کے سوائے کچھ نظر
 نہ آئے۔ لہذا بادشاہ ملک کی اطاعت بادشاہ زمین پر
 واجب ہے۔ چنانچہ چائین کے ملک میں دو پایہ تخت ہیں دونوں
 دونوں میں سے ہر ایک میں ایک ایک معبد کلان تعمیر ہے زمانہ
 قدیم میں بادشاہ ملک خود اون معبد و عین جا کر بندگی اور قربانی
 وغیرہ ادا کرتا تھا۔ زمانہ حال میں بادشاہ کے جانے کا دستور
 کم ہو گیا ہے تاہم اوقات معینہ پر اوسکی طرف سے بڑے بڑے
 اکابر اور مدبر و بان جا کر خاص بادشاہ کے نام سے پیشکار کو سفند
 اور گائے قربانی کرتے ہیں اور علاوہ اسکے بہت سے رسوم اور

افعال جو قدیم سے مخصوص ہیں ادا کئے جاتے ہیں۔ اور پہاڑوں اور چشموں اور چہار رکن عالم کے روحوں کی پرستش خود مذہبران موصوف اپنی طرف سے کرتے ہیں۔ اور عام لوگ عبادت کے محنت سے آزاد ہیں کسی پر عبادت جائز نہیں ہے۔ قوانین اور احکام اس مذہب کے چار جلد و مکتب مرقوم ہیں۔

چین میں دستور ہے کہ ہر ادنیٰ اور اعلیٰ اپنے اپنے مردوں کے نام سے ہر سال تعزیر بنا کر اونکی یادگار کرتا ہے۔ بے شمار اور بے تعداد تعزیر ہر سال اس خیال سے بنائے جاتے ہیں کہ اوسکے ذریعہ سے اپنے مرے ہوئے بزرگوں کی عزت اور تعظیم کی جائے کیونکہ بزرگوں کی تعظیم اہل چین میں ایسی فروری ہے کہ خدا کی تعظیم کے بعد بزرگوں کی تعظیم مانی جاتی ہے۔ ان اقسام کی تعظیم کے بارہ میں ملک چین مخصوص ہے دنیا کے کسی خطے کے باشندہ اس معاملہ میں باشندگان چین کا مقابلہ نہیں کر سکتے بلکہ اہالیان یورپ اس خوبی سے بالکل محروم ہیں مردوں کے جردن پر تکلف کے کہانے اور اقسام اقسام کے لباس رکھتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اس طعام اور لباس سے مردہ کو کوئی فائدہ نہ ملتا بلکہ جو فی زمانہ اسلام کے قدسیوں میں جاری ہے اسکی بنیاد ہی ہے۔

تو نہیں پہونچتا ہے مگر زندہ لوگ اپنی وہ محبت جو مردہ سے
 حالت زندگی میں اونکو پیدا تھی دکھاتے ہیں۔ بعض کا قول ہے
 کہ مردوں کی نسبت جو کچھ تعظیم و تکریم مقرر کی گئی ہے بہر ایک بہت بُری
 دور اندیشی اور بھلائی کی تدبیر ہے یعنی زندہ لوگوں کی چھوٹی اولادیں
 اس سے تعلیم پاتی ہیں اور سمجھتی ہیں کہ ہمارے بزرگ اپنے بزرگوں کی
 تعظیم اور تکریم کیسے طور پر کرتے ہیں اور انسان کو اپنے بڑوں کا اعزاز کر
 قدر اور کس طریقہ پر کرنا چاہئے اور یہی چند رسوم اسی قسم کے تہذیب
 انسانی کا باعث سمجھی گئی ہیں۔ چنانچہ چھوٹوں کو اسی ذریعہ سے تعلیم
 تعظیم بزرگان بہت مفید ہوتی ہے جس سے وہ حالت زندگی میں اپنی
 بزرگوں کے مراتب پیش نظر رکھ کر خدمت گذاری کرتے ہیں (یہ دیکھو
 کسی قدر احسن ہے) ممالک چین میں ڈیپر (یعنی عبادت خانہ) جو
 زیادہ تر با وقعت مانا جاتا ہے وہ دیر حکیم کیفو سیوس کے نام
 سے مشہور ہے کہ شہر اور بستی میں بادشاہ وقت کے حکم سے بنایا
 گیا ہے۔ اور جہاں کہیں علم حکمت کا درس بھی ہے وہاں ایک شبیر
 کیفو سیوس کی فرور لفظ کی گئی ہے۔ اور اوسکی پرستش کرتے ہیں۔ بعض
 مقام پر صورت لنب بہنیں جو تو نام اوسکا بہت واضح قلم سے طلائی تحریر
 کیا گیا ہے اور کیفو سیوس کے شبیر کے پہلو میں بعض اوسکے شاگردوں

کی صورتیں بھی کٹری گئی گئی ہیں۔ اونکی پرستش بے نسبت کیفو سیوس کے کمتر گئی جاتی ہے۔ ہر مہینہ قمری کی پہلی اور پندرہویں تاریخ تمام شہر کے حکام اور فقرا لوگ اور علمائے طبقہ اول وغیرہ جمع ہو کر اپنے قدیمی اوستا و کیفو سیوس کو رکوع اور حرکات بدن اور روزانہ ہونے والے کام اور شمعہائے موم اور بخور وغیرہ سے اعزاز اور تعظیم کرتے ہیں اور ہر سال اوسکی پیدائش کے روز طرح طرح کے کھانے پکاتے ہیں اور عوام کو کہلاتے ہیں اور یوں شکر گزاری کرتے ہیں کہ اوس دانائے روزگار کی بدولت ہمارے علوم نصیب ہوئے ہیں۔ ہمارے کالون کو ترقی ہوئی ہے۔ اوسیکے سبب ہمارے خصلت بہائم سے بچکر جامعہ انسانیت سے آراستہ ہوئے ہیں۔ اوسیکی ذات بابرکات ہمارے واسطے ایک فیض عام کا چشمہ تھی جسکے سیرابی سے ہمارے دلون کو روشنی اور دماغون کو تازگی نصیب ہوئی جو کہ ہماری سلطنت اور ملک و دولت کی شادابی کا ذریعہ ہوئی۔ یہ سب کچھ ہے مگر اوسکی عبادت نہیں کرتے ہیں۔ اور نہ اوس سے کوئی حیرت طلب کرتے ہیں۔ اور یہ امید بھی نہیں رکھتے ہیں کہ مردہ سے ہمارے کچھ فیض نہ ہو بیجا۔

مملکت چین میں چند تعمیر اور یہی بنائے گئے ہیں جو موسوم ہیں لون اروا جو نئے نام کے ساتھ جنکو دھان کے باشندہ محافظ شہر اور دریاؤں

یہاڑوں-چیمون وغیرہ کانگکبیاں جانتے ہیں۔ جو شخص بادشاہ قوت کی طرف سے کسی حکومت پر ممتاز ہوتا ہے۔ ضرور ہے کہ پہلے اون عبادت خانوں میں جا کر صدق دلی سے شرط کرتا ہے کہ اپنی حکومت اور تدبیر میں عدالت اور انصاف سے عمل کرے گا۔ اور اون ارواحوں پر طعام وغیرہ نذر دیتا ہے۔ اور ایسا اعتقاد رکھتے ہیں کہ جہنمی قسم کھانے والوں کو وہ ارواحیں سزا دینے کی قوت تام رکھتی ہیں۔ اور نیکوں کو اون کی خزانے اعمال پر پورا فائدہ جانتے ہیں۔

مذہب حکما کا منشأ صرف اس قدر ہے کہ عوام میں صلح اور ملک میں آرام۔ ہر قبیلہ کا نظم و نسق اور ہر شخص کی اسالشی قائم رہے۔ اس مقصود کے واسطے حکیم موصوف اور اسکے شاگردوں نے بہت سے قواعد مقرر کئے ہیں اور کتابیں بنائی گئی ہیں۔ اون کا قول ہے کہ جمیع مہمات کی تعلیم چار طور پر منحصر ہے۔ یعنی موافقت پدر بالپسر۔ شوہر بازن۔ صاحب با ملازم۔ برادران و مصاحبان و یاران باہم۔ اور گمان کرتے ہیں کہ اس موافقت کی خوبی اور اس سے واقفیت صرف بلا چین ہی کے انسانوں میں ہے دوسرے لوگ اس خوبی سے محروم ہیں۔ اس مذہب میں تجرؤ اور پارسیائی مذہب میں سمجھی جاتی ہے بلکہ کثرت از دول کو جائز کیا گیا ہے۔ اور اپنی کتب میں مفصل بیان کرتے

ہیں کہ جس کام کا تعلق اپنے واسطے نہیں پسند کرتے ہو دوسروں کے واسطے ہی روانہ رکھو۔ اہالیان چین والدین کے اغراز اور تعلیم میں اور تو کروں کے حقوق فہمی میں اور چھوٹے بڑوں کے مراتب کے معاملات میں انتہا درجہ کی کوشش کرتے ہیں اور بہت خیال رکھتے ہیں کہ انہیں فروگزاشت نہ ہونے پائے۔ ایسے فروگزاشت کو سخت گناہ سمجھتے ہیں۔

چو کے خاندان میں تیشوان بادشاہ لینگ وانگ پانچویں برس قبل عیسیٰ علیہ السلام سے تخت نشین تھا۔ اسکے عہد میں حکیم کیفوسیوس موصوف کی پیدائش ہوئی۔ بعض کتب میں اس حکیم کا نام (کنگ فوزی) ہی لکھا ہے۔ یہ حکیم یونانی حکیم سولن جدِ مادر افلاطون کا بمعہ تھا۔ یہ ہجرت برس کی عمر میں کر گیا۔ اسکے درس میں تین ہزار تلامذہ ہر وقت موجود رہتے تھے۔ اسکے مرنے کا نہایت عمدہ حال تاریخ چین مصنف حکیمس کا کرن میں تحریر ہے۔ یہاں بہ سبب طول کے چھوڑ دیا گیا۔ فی الحال اسکے دیگر کی بڑی عزت کی جاتی ہے اور اب تک اس کا نام ادب کے ساتھ لیتے ہیں۔ اس کی نام کے پندرہ سو ساٹھ دیر مالک چین میں موجود ہیں چینی زبان کی

+ بادشاہان چین میں سے ایک بادشاہ کا نام ہے جس کا حال آئندہ جلد میں آئے گا۔

کتاب شینگ فوجی جلد اول تاریخ خطائی میں تحریر ہے کہ
حکیم موصوف کے دیگر وینچ باسٹھ ہزار چھ سو چھ باس از قسم
کاؤ وگوسفند ہر سال قربانی ہوتی تھیں۔ اور ستائیس ہزار چھ سو
تہان ریشمی نذر پڑاے جاتے تھے۔ لینگ وانگ بادشاہ کے
بعد جو دوسرا بادشاہ تخت نشین ہوا اوسکے عہد میں حکیم علی گئی
پیدا ہوا جو کیفو سیوس کا شاگرد تھا بلو اوسکے اغراز اور رتبہ اسی کو حاصل
ہوا ہے۔ یہ حکیم چو راشی جس زندہ رہا اسکے صورت کے یہی بت بنا کر

معبود بنیں گے ہیں۔
دوسرا مذہب شکیا و امنوف کہلاتا ہے جو کہ ملک
بتا السنو سے مشرقینیشہ عیسوی میں لایا گیا ہے۔ تواریخ چین
سے ثابت ہوتا ہے کہ سنہ ستاون عیسوی میں ایک بادشاہ ملک چین
کا حینکشی نام تخت نشین تھا اسکا ایک بھائی تھا جو کہ تصوف کی طرف
راغب تھا۔ بلکہ فرقہ طاؤس (جو کہ چین میں ایک بہت بڑا اور
مغز فرقہ ہے) کے عالموں نے اوسکو روح مقدس کی ملاقات کا امید

+ یہ وہ مذہب ہے جو ہندوستان میں مذہب (بودہ) کے نام سے مشہور ہے
چین کے لوگ قدیم زمانہ میں ہندوستان کو (بتا سنو) کہتے تھے۔ ہند کے بودہ مذہب کا مال
آئندہ مفضل تحریر ہو گا انشاء اللہ تعالیٰ (آئینت الزمان)۔

بنار کہا تھا۔ اس عرصہ میں بادشاہ نے جبر پانی کہ ملک ہند میں ایک
 اوتار ظاہر ہوا ہے الغرض قحط و قحطی کے بہانی نے بادشاہ سے باہر
 تمام اجازت لیکر گیا کہ ملک بہار کا دار السلطنت تھا بہت سی آدمی
 اس غرض سے روانہ کئے۔ کہ اوس اوتار کو ملک خطا میں لانا چاہئے
 جب خطائی لوگ ہند میں آئے تو اوس اوتار کو مرے ہوئے عرصہ گزر
 چکا تھا۔ لاچار خطائی اوس کے شاگردوں سے ملاقی ہوئے اور چند اصول سکھ
 اور متعدد تصویریں اوس اوتار کی اور کئی شاگرد اوس مذہب کے حقیقت
 ظاہر کرنے کے واسطے اپنے ملک کو لے گئے۔ اوس وقت سے اس مذہب
 کا ملک خطا میں رواج ہوا۔

ناظرین دراصل یہودی اوتار تھا۔ جو ہند میں گوتم بودہ کہلاتا ہے اور
 جس کا مقام پیدائش گیا سے تھوڑی فاصلہ پر ایک بستی کیل و ستو
 نام میں ہوئی ہے۔ جبکہ خطائی ہند میں آئے تھے بودہ کو مرے ہوئے
 قریب تین سو برس کے گزر چکے تھے مگر اوس کے مذہبی اصول کا پرچا
 و مبدعہ ممالک میں ترقی پا رہا تھا۔ ہند میں تنازع کے مسئلہ کا بودہ
 بانی ہوا ہے۔ اس سے پیشتر جبکہ رگ وید کا مذہب جاری تھا تو
 یہ مسئلہ تنازع کا کوئی نہیں جانتا تھا بودہ پورا نو مین شامل ہوا۔

یہ بعض اقوال ہیں کہ بادشاہ نے خواب دیکھا تھا جس سے اوس اوتار کا حال معلوم ہوا۔

اور حکیم قشاش غورث یونانی جبکہ سفر کرتا ہوا ہندوستان میں آیا
 تھا اس مسئلہ کو انہیں ہندیوں نے یہ حاصل کر کے اپنی تصانیف میں
 تناسخ کے رُجھان کا باعث ہوا ہے۔ الغرض وہ کتاب جو چین کے
 ایلچی ہندوستان سے لے گئے ہیں اوس میں تحریر ہے کہ جمیع موائید
 عالم سفلی چار عنصر آب و آتش و خاک و باد سے مرکب ہیں۔ اور عالم
 بہت سے ہیں جنکی تعداد بشری امکان سے باہر ہے۔ انسان بوجہ
 کے (کہ ظاہر ایک حالت بدلنے کا نام ہے) کسی دوسرے عالم میں جنم پاتا
 اور اس طرح گردش کرتا ہوا پہر انسانی قالب میں آتا ہے۔ جب تک
 ملک نہیں حاصل ہوتی ہے یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ کہتے ہیں
 کہ نیک کار بہشت کے نعمتوں سے اور بدکار دوزخ کے عذاب سے بہرہ
 یاب ہونگے۔ دوزخ اور بہشتی نعمتوں کا نام بار بار جنم لینا اور ملک حاصل
 ہونا ہے۔ ریاضت کی فضیلت اس درجہ بڑی ہوئی ہے کہ ترک
 دنیا کر کے کوچہ گردی اور دریلو زہ گری اور ملکوں ملکوں بہنکنا بہت بہتر
 جانتے ہیں۔ اور اپنے عبادت خالوں میں تصویریں لٹب کرتے
 ہیں۔ اور عذاب اور ثواب کے آسمان اور زمین میں ہونے کے
 قائل ہیں۔ کیونکہ ملک کے بوجہ ان کا قیام آسمان پر جانتے ہیں اور

۴ ملک نفاذی اللہات ہونے کو کہتے ہیں۔

تبدیل جنم دنیا میں۔

اور لکھا ہے کہ ہر شخص کو زندگی میں کچھ ایذا ضرور پہونچتی ہے اگر انسان محنت اور ریاضت سے زندگی میں اپنے آپ کو قریب ہلاکت کے پہونچائے۔ تو البتہ اس تکلیف سے بچتا ہے۔ بلکہ حیات ابدی پانچا ورنہ نفس انسان ایک حالت سے جدا ہونیکے بعد کسی دوسری حالت میں جاتا ہے وہی اوسکے واسطے تکلیف دہ نہ ہے ایسا نام عالم پر مثلاً ایک بار انسانی قالب سے جدا ہونے کے بعد مٹی میں مل گیا۔ پس یہ دوسرا عالم ہوا۔ اور بعدہ کسی گیارہ وغیرہ کی صورت میں ظاہر ہوا۔ یہ تیسرا عالم ہے۔ بعدہ کسی حیوان کی خوراک ہو کر نیت ہو گیا یہ چوتھا عالم ہے۔ اسی طرح ہزاروں عالم تبا تے ہیں۔ ان باتوں سے خلاصی کی صورت صرف ایک ہی ہے جبکو نفس کشی یا زندگی میں فنا کہنا چاہئے۔ گوشت کھانا اسی طرح جانز نہیں رکھتے کیونکہ گوشت سے نفس آثارہ کو قوت پیدا ہوتی ہے اور اولکھا خیال ہے کہ اپنی عبادت کے ذریعہ سے کسی دوسرے شخص کی گناہ معاف کرا سکتے ہیں بلکہ اس فرقہ کے لوگ جو باشندگان چین ہیں اکثر لوگوں کی عبادت اور ریاضت یہاں تک کہ قبیہ بنیں (یعنی دوسری برس کی ریاضت۔ چار برس کی ریاضت) خرید کر اپنے بزرگوں کے گناہ عفو کراتے ہیں۔

یہ مذہب ملک چین میں ابتداء بہت باوقار رہا۔ کیونکہ نفس کو
غیر قابل فنا جانتے تھے۔ مگر عہد بہت بے قدر ہو گیا کیونکہ جن بادشاہوں
اور اکابروں نے اس مذہب کو اختیار کیا تھا۔ وہ بہت بُری حالتوں
سے مرے اور امور ملک چین میں اس مذہب کے اصولوں سے
نہایت بے رونقی پیدا ہو گئی۔ اور اس مذہب کے مقلد و یکنین سے
جو جو اشخاص سعادتمندی اور بزرگی کا دعویٰ کرتے تھے وہ بشمار
ہلاؤں اور مصیبتوں میں مبتلا ہو کر ہلاک ہوئے۔ تاہم اس وقت
مک بعض بعض مقام پر اس مذہب کے پیرو بکثرت ہیں۔ چنانچہ
مردم شمار یون کی تحقیق سے ثابت ہوتا ہے کہ باشندگان چین نصف
سے کچھ کم بودہ مذہب کے پیرو ہیں ہمیشہ تصنیف کتب میں معروف ہیں
بے انتہا کتابیں اس ملت کے لوگوں کی موجود ہیں۔ کثرت کتب
سے ایسی مہمل باتیں ایکی کتاب یونین آمیز ہو گئی ہیں کہ کوئی استاد
او کوئی نویت سے پاک و صاف نہیں کر سکتا۔ بہت سی اور بڑے بڑے
عبادت خانہ بنائے ہیں اور یکن بہت صورتیں نصب کرتے ہیں اور
متصل عبادت خانوں کے ایک بلند مینار بھی فروز بناتے ہیں کہ
اوس پر ناقوس نوازی اور بڑی بڑی قندیلیں لٹکانے کا کام لیا
جاتا ہے۔

یو جاری اور موبدا اور کاہن وغیرہ موے سراور ریش اور چہار بارہو
 کی صفائی رکھتے ہیں۔ بعض اپنی مستعار عمر سیر و سیاحت میں گذارت
 ہیں اور اکثر معبدوں کے قرب میں جہو پریان ڈال کر خیرات اور صدقہ
 کی آمدنی پر قناعت کئے ہوئے ہیں۔ ایسے فالخ آدمیوں کی تعداد ^{بسیار} کم
 سے بھی زیادہ ہے۔ یہہ ستغنی جماعت اور موبدون کی تھے جو
 بدکار اور سفلم ہیں انکو عوام نظر حقارت سے دیکھتے ہیں۔ چین کے
 لوگ جو بوجہ مذہب کے پابند ہیں انکا عقیدہ ہے کہ میادون
 سے جانور خرید کر ہا کرنا بہت اولاہے۔ فی الحال اس مذہب کی
 ترقی زیادہ ہے۔ اکثر خواجہ سرا اور زنان اور عوام الناس اس مذہب
 کے بہت متقلد ہیں اور ہر دم اوراد اور دعا خوانی میں مصروف ہیں۔
 بہت سے ایسے عبادت خانہ بنائے گئے ہیں جو عورات کے واسطے
 مخصوص ہیں اور میں جو عورات تارک الدنیا ہوتی ہیں داخل ہوتی
 ہیں انکے سر کے بال بھی تراشے جاتے ہیں اور بیاہ کہی نہیں
 کرتیں۔ اہالیان چین انکو بہت نیک تصور کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ
 کنواریاں بیاہی ہوؤں سے کہیں زیادہ مخطوط رہتی ہیں (ارزینت)
تیسرا مذہب لافرو۔ تاریخ چین مصنفہ مسٹر جیمس کا کرن
 یسین بحوالہ دیگر کتب معتبرہ تحریر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے

چہرہ صدمی قبل ملک خطا میں ایک شخص پیدا ہوا تھا جس کا نام بعض
 سورخ لاؤری اور بعض لاؤر و تحریر کرتے ہیں۔ اوسکے
 پیدائش کے عجیب داستان بعید از عقل یوں بیان کئی گئی ہے
 کہ ایک امیر کا ایک نوکر تھا۔ اوسنے بغرض بقائے نسل ایک
 چالیس برس والی عورت سے شادی کی کچھ عرصہ کے بعد وہ عورت
 ایک گوشہ میں پڑی تھی کہ لیا ایک اوسپر شعاع آفتاب کثرت سے پڑا
 اس نئی بات سے وہ عورت تھوڑے مدت تک متعجب رہی۔ بعد ازاں
 وہ حاملہ معلوم ہوئی اور اتنا حمل چالیس برس تک ظاہر ہوتے رہے
 بعد اس مدت کے اوسکے خاوند نے کسی وجہ سے اوسکو مکالمے
 لکھا لیا۔ قصار کار وہ عورت مصیبت زدہ ایک جنگل میں پہنچی
 اور وہاں کمال تکلیف اور مصیبت کی حالت میں اوسکو وضع حمل
 ہوا جس سے ایک لڑکا عجیب و غریب صورت کا پیدا ہوا یعنی اوسکے
 تمام جسم پر سفید بال بے انتہا نمودار تھے۔

الغرض وہ عورت اوس بچہ کو لے ہوئے قریب کے کسی بستی میں پہنچی
 اور وہاں کسی بندہ خدا نے ترس کہا یا جو وہ پرورش پانے لگا۔ چونکہ
 اوسکے جسم پر برابر سفید بال تھے متحضر سے وہاں کے باشندہ اوس
 بچہ کو لاؤر نامی (یعنی بیزبا ناخ) کے نام سے مشہور کرنے لگے۔

صغریٰ میں اوس بچہ کے اطوار پسندیدہ ظاہر ہوئے۔ اور سن
 شعور پر پہنچنے تک وہ نہایت عقیل و فہیم پایا گیا۔ اوس کے دربار
 اور سکناات تعجب خیز اور دوسرے بچوں سے جدا معلوم ہوتی
 تھی۔ چند سال میں تحصیل علوم سے فارغ ہو کر اوسنے علما کے دربار
 میں شہرت پائی۔ بعد چندے کچھ وسیلہ ہم پہنچا کر حین کے شاہی
 کتب خانہ کا منتظم ہو گیا۔ اس حالت میں بہت سی کتابیں اوسکی
 نظر سے مختلف مذاہب کی گذریں۔ اور مختلف علوم پر نظر پڑنے سے اوسکی
 فکر کی رسانی کہیں زیادہ ہو گئی۔ اب یہ حالت ہوئی کہ فلاسفہ یونان
 سے مباحثہ کئے۔ اور سربقت پائی۔ مصر کے داناؤں کے ناطقہ بند
 کئے۔ جب دو چار ایسے البقہ جلد پیش آئے لوگوں میں اوسکی دانائی
 کا چرچا ہونے لگا۔ آخر انہیں وجہ سے اوسنے اپنے ملک میں
 منیسوف اعظم کا خطاب پایا۔ پھر بہت سے شاگرد ہی بنائے۔ اور
 درس و تدریس کا شغل زور و شور سے جاری ہو گیا۔ اکثر کتابیں
 بھی تصنیف کیں۔ ایک کتاب پیچہ ہزار آفری اوسکی مشہور اور
 عمدہ تصنیفات میں سے ہے۔ اس نے درس کے ذریعہ
 سے اپنے شاگردوں کو کچھ اپنے نئے نئے خیالات کی بھی تعلیم دینا

۴۔ زمین الزمان کا مصنف کہتا ہے کہ اصل تعلیم غلامانہ نہیں تہذیب کی۔ بلکہ اس کا کوئی نہایت بڑا اثر ہے۔

شروع کئے تاہم یہ تعلیم کچھ ایسی نہ تھی کہ جس سے کسی نئے مذہب کی بنیاد قائم ہوتی۔ دراصل انہیں شخص معاصر اور پیرو مذہب حکیم کیمو میوں کا تھا۔ بعض اوسکی شاگردی سے بھی منسوب کرتے ہیں۔ اسنے اوسی مذہب میں کسی قدر اپنے نئے خیالات کے اشاروں کو بھی شامل کیا تھا۔

اس شخص کا بڑا عقیدہ یہ تھا کہ انسان کو زندگی عیش و آرام میں بسر کرنا چاہئے۔ اور عیش و آرام ترک علائق سے حاصل ہوتا ہے۔ اسی قسم کے اور دو چار مسئلہ جاری کر کے اپنے شاگرد و مکن درویش کامل کے خطاب سے مشہور ہوا۔ لیکن اوسکا قول عمل کے ساتھ تھا۔ عمر دراز طے کر نیکی جو کر گیا۔ اوسکے مرنے کے بعد اوسکے شاگردوں نے حصول زر کے لئے نئی نئی بندشیں باندھنا شروع کیں۔ اور پیروں کو یوں فعالیت کی کہ اوستاد کی بڑی تعلیم ترک علائق کی تھی۔ لیکن بالفرض اگر آدمی تمام تعلقات کو چھوڑ دے اور تمام معاملات دنیاوی سے رشتہ موٹنت توڑ دے تب بھی موت کا ہٹکا باقی رہیگا۔ اسلئے اوستاد نے ایک نسخہ اکیر طیار کیا تھا جس سے موت نہیں آتی تھی اور حیات ابدی ہوتی تھی۔ جب یہ بات نزدیک دو در مشہور ہوئی۔ تو ہر کہہ و مہ کو اسکی خواہش پیدا ہوئی۔ اور ایک عالم اسکی جستجو میں متوجہ ہوا۔ چونکہ

یہ شہ گوفہ تو اونہیں شاگردوں کا کہلایا ہوا تھا لہذا وہی اوسکے جاننے والے بھی مانے گئے۔ اس بنا پر تمام خلق یکبارگی اون دغا بازوں کی طرف متوجہ ہو گئی اور ادنیٰ اعلیٰ سب امیدوار اطاعت اور خدمت بلکئی اس حیلہ سے بے تعداد زرجوانہ اور شاگردوں کے ماتھے آیا اور اونہوں نے بہت رتبہ بھی پایا۔ حالانکہ بیشمار قیمت دیدیکر لوگ اوس دو کو خریدتے اور استعمال کرتے اور پھر مرنے سے منکر چین کی بے دماغ رعایا اونکے مرنے کو استعمال کی بے ترکیبی کی طرف منسوب کرتی اور اوسکی خریداری سے باز نہیں آتی تھی بلکہ دسمہ زیادہ ہوتی جاتی تھی۔

اکسیر حیات کا فقرہ نہ معلوم کوئی جادو کا کلمہ تھا کہ جس قدر زمانہ گذرتا جاتا تھا۔ اوس قدر اس بے بنیاد بات کی ترقی ہوتی جاتی تھی۔ آخر یہاں تک نوبت پہنچی کہ غفور بھی اسی بلا میں مبتلا ہو گیا اور یکے بعد دیگرے کئی غفور اسی محضر میں پہنچے رہے۔ چنانچہ ایک بادشاہ چین اولیٰ نام تو ایسا محو ہوا کہ شبانہ روز اوسکو بجز اس کلمہ کی طیاری کے کچھ کام نہ تھا۔ ہزاروں مرتبہ وہ نسخہ طیار ہوتا تھا اور ایک انجی کی کسر باقی رہ جاتی تھی۔ آخر حکیم (لاوری) نے جو مچکا تھا اور بعض بعض اوسکے شاگردوں نے ایسی توقیر پائی کہ لاوری اور اوسکا

شاگردوں کے نام کے بڑے بڑے مندر بنائے گئے۔ ان کے
 پتلے بنا کر مجدوں میں داخل کئے گئے اور انکی پرستش ہونے لگی
 اور کا خطاب اور فی انٹری یعنی حکیم بہشتی رکھا گیا۔ رقتہ رقتہ
 یہ رسم پرستش کی حد کو پہنچ گئے۔ زیادہ تر چین میں بت پرستی
 کی اشاعت کے باعث شاگردان حکیم لافری ہوئے ہیں۔
 بعد چند روز کے لافری کے مریدوں نے اور طرح طرح کے
 دھرمک حصول زر کے ایجاد کئے۔ یعنی نجوم۔ رمل۔ سحر۔ قنویذ۔ گنڈا۔
 عملیات۔ طبابت وغیرہ سے تمام ملک کو اپنے حصار میں محصور کر لیا۔
 چنانچہ اسوقت تک اس مذہب کے سرگروہ کو مانڈرین کا خطاب۔
 دربار سے عطا ہوتا ہے۔ اور امراء کبار میں محسوب ہوتے ہیں۔ اس
 مذہب کے پیروؤں کا ایسا عقیدہ تھا کہ سوائے تونکے ایک خداوند
 آسمان کا ہے اسکو جسمانی تصور کرتے ہیں اسکی نسبت بہت سی مہمل
 اور نامنرا حکایتیں بیان کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ بادشاہ آسمان
 افلاک پر بادشاہی کرتا ہے اوسکا سیام نام ہے اور
 اوس سے قبل ایک بادشاہ تھا اوسکا نام لوتہ۔
 ایک بار (لو) ایک سفید اژدہ پر سوار ہو کر زمین پر آیا۔ سیام
 نے کہ غیب کے علم سے بھی واقف تھا اور اسوقت زمین پر بطور

حاکم سکونت رکھتا تھا۔ (لو) کی دعوت کی۔ جبکہ (لو) طعام
دعوت میں مصروف تھا۔ (سیام) اوس اژدہ پر سوار ہو کر
آسمان پر اڑ گیا۔ اور حکومت افلاک اپنے دست قدرت
میں کر کے (لو) کو بادشاہی سے اتار دیا۔ لیکن (لو) اوس سے
عاجزی کر کے یہ درخواست کی کہ مجھ کو زمین پر کوہ اور چشمون وغیرہ
کا اختیار دے۔ چنانچہ یہ التجا اوسکی باراجابت کو پھونچی (لو)
اب تک زندہ ہے اور سواری اور سرداری اپنے احاطہ مقامات
مقبوضہ میں کرتا ہے۔ مردم چین بجائے خداے آسمان کے اب
سیام کی پرستش کرتے ہیں۔ سوائے اس خدا کے چند اور بھی
خدا اونکے خیال میں ہیں۔

اور دربارہ ثواب اور عقاب بہت کچھ بیان کرتے ہیں۔ بہشت کی
نسبت کتنے ہیں کہ وہاں جان اور تن نہایت ذوق اور آسائش پاتا
ہے۔ اپنے عبادتخانوں میں بہت سی صورتیں اون کی بنا کر نصب کرتے
ہیں جنکی نسبت اونکا خیال ہے کہ جان و تن کے ساتھ آسمان پر پہنچ گئے
ہیں حیات ابدی کے حصول کی تعلیم کرتے ہیں اور اس امر کی واسطے
نشست کے قاعدے اور دعائیں اور اوراد وغیرہ اور افسون
خوانیان قسم قسم کی ایجاد کی ہیں۔ بعض اپنے افسون وغیرہ کو زور سحر کا کہتے

بلاؤن اور بھوت پلید سے پاک بناتے ہیں۔ بعض جاوگے زور سے کثرت بارش جبکہ مضر ہو روکتے ہیں۔ خشکی کے وقت پانی برساتے ہیں اور اس قسم کے لوگ بہت کثرت سے دیر اور عبادتخانوں کو گرد جمع رہتے ہیں۔ سر کے بال نہیں تراشتے بلکہ اونکو سر پر بطور جوڑہ کے باندھ کر ایک قسم کی لکڑی سے چھپاتے ہیں جو بطور پیالہ کے ہوتی ہے۔

کو یہ مرتبہ ذلت سے ممتاز ہیں تاہم بادشاہ اور امرا وغیرہ کی قربانیوں کے وقت اون لوگوں کا کام پڑتا ہے اور بلا سے جاتے ہیں۔ ان فقرہ اونکا خاص کام یہ ہے کہ باجہ اور سرود اور اور دوسرے علم موسیقی کے آلہ ایجاد کرتے رہتے ہیں۔

اکثر رسم تغزیہ اور ماتم میں جو اہل چین اپنے بزرگوں کی یادگار میں کرتے ہیں ان لوگوں کو بہت کچھ لباس وغیرہ ملتے ہیں۔ اون لوگوں کا ایک امام ہوتا ہے جو سیام کے لقب کے ساتھ ممتاز ہوتا ہے اسکو امامت کا رتبہ بطور میراث حاصل ہوتا ہے۔ اکثر وقت وہ شہر بیکیں میں مسکن گرین رہتا ہے۔ بادشاہ اس کے ساتھ نہایت عزت اور حرمت سے پیش آتا ہے۔ ہر سال بادشاہ کے دربار سے اسکو معقول وظیفہ اور لمبوس عطا ہوتا ہے

ہیں اور اوسکا سکھ بھی اون پوجاریوں پر جاری رہتا ہے جو کہ دیر وغیرہ میں مقیم رہتے ہیں۔ فی الحال بہت سی مذہبی شاخیں مالک چین میں پیدا ہو گئی ہیں۔ مگر اونکو ان مذاہب ثلاثہ میں سے کسی ایک سے ضرور تعلق ہوتا ہے۔

بت پرستی ہندوستان

یہ امر تو ظاہر ہے کہ انسان کے دلیں جو امرتہ نشین ہو جاتا ہے اونکا دلیعہ مشکل سے ہوتا ہے۔ خواہ اوسکی بے بنیادی کسی دلیل کی طرف محتاج نہ ہو۔ یا اوسکی ہستی بایہ ثبوت تک پہنچنے کو قابل ہو مگر جب ولین گھر ہو گیا تو اوسکے مخالف امور ہمیشہ صاحب دل کی نظر میں کچھ وقعت نہ پائینگے۔ بلکہ اکثر نفرت کی نظر سے دیکھے جائیں گے چاہے وہ خلاف امور کیسے ہی عقلی اور نقلی دلائل سے پیش کئے جائیں مگر تھوڑے عرصہ تک تو محدود عقول کی جماعتوں میں ضرور ہے کہ وہ کذب کے ساتھ مختص ہونگے۔ ہاں رفتہ رفتہ جبکہ انسان کی معلومات زیادہ ہوتی جائیں گی وہ خود اپنے خیالی تکذیب سے متفر ہوتا جائیگا اور تحقیق کے ساتھ اصل واقعہ کی ٹوہ لگاتا جائیگا۔ جب

تہ پائیگا تو یکایک خواب غفلت سے بیدار ہونے کی طرح چونک کر
 جھوٹ سچ کا امتحان کر لگا۔ ایسی باتوں کی تحقیق اور تصدیق کے واسطے
 مدبران خیالات انسانی اور مصلحان توہمات لایعنی نے علم تواریخ
 کو مختص کیا ہے جس سے گزشتہ حالات کے کھوئے اور کھرے
 ہونے کی پوری تفتیح ہو جاتی ہے سچ یہ ہے کہ اس طرح کے خدشہ
 تواریخ ہی مٹاتی ہے۔

جن اصحاب کو اس نادرفن سے کچھ دلچسپی نہیں ہے وہ ضرور ایسا
 خیال کرتے ہو گئے کہ قوم ہنود (جو کہ ہندوستان میں اپنے آپ کو
 قدیم الایام سے مسکن گزین بتاتی ہے) کا فرمطلق اور قدیم سے
 بت پرست ہے۔ اس بے بنیاد خیال کو فرقہ موصوف کے مہل
 قصص اور لغو حکایات نے اور یہی ترقی دی ہے۔ بلکہ ان کی قدامت
 کے تذکروں اور بعض نا عاقبت اندیش برہمنوں کی ان کتھاؤں
 کو جو ان کے ذہن کے موافق ان کے بزرگوں کی حالات کی یادگار
 کا مشغلہ ہیں جنکو انھیں کی قوم کے تہذیب یافتہ انسانوں
 نے مہل ٹھہرایا ہے اس اتمام اور الزام کا بڑا باعث
 سمجھنا چاہیے۔ حالانکہ مذہب کے بارہ میں اس قوم کو بھی
 دنیا کے دوسری اہل اقوام سے جو کبھی توحید مطلق کے ساتھ

مخصوص شخص۔ ایسی ہی نسبت ہے جیسی انسان کے بدن سے ہر عضو کو ہوتی ہے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ یہ قوم بھی کبھی براہ راست کی رہ نور دیجی۔ یا یہ بڑا گروہ جس مکروہات اور مہلات میں فی زمانہ مبتلا ہے کبھی اس سے خبر دار نہ تھا۔

وہ شخص جس نے اس مبارک اور مفید علم کی میسر کی ہے۔ بہت وقت کے ساتھ اس فرقہ پر بھی نظر کر لیا۔ اور انہیں موجد اقوام دیرینہ سے کسی طرح اس قدیم گروہ کے افعال اور اطوار کو جدا نہ پائیگا۔ تاریخ فرشتہ میں یہ مضمون مجلایون بیان ہوا ہے کہ زمانہ قدیم میں بعد طوفان جبکہ ہندوستان آباد ہوا۔ یہاں کے باشندے بھی مثل ایشیا کے دیگر اقوام کے موجد تھے۔ زمانہ تبدیل ربان ہی میں اکثر ممالک مثل شام۔ یمن۔ فارس۔ اور مصر وغیرہ میں توحید مطلق کے دامن پر ملت صائیہی نے خاص قسم کی بت پرستی سے دہبہ لگایا اور اصول بودہ نے تو اس کے خالص ہونے کی صفت کو دخل در معقولات کر کے بے وجہ اور بے سبب بدنام بنایا۔ حتیٰ کہ بعد طوفان آٹھ سو برس کے اندر ممالک مذکورہ بت پرستی کے واسطے مشہور ہو گئے تھے۔ گرہان ایک ہندوستان کا باغ توحید اس خزان کی ہوا سے بچا

رہا اور عرصہ دراز تک باشندگان ہند کے قانون میں توحید کی
صدائیں گونجتی رہیں۔ اور یہاں ہی مدت مدید تک اوسی مذہب
کی پابندی رہی۔ جسکو اہل تاریخ شریعت نواح بتاتے ہیں۔
البتہ اصول بودہ کی رواج سے بری ہونا غیر ممکن تھا لہذا اوسکی
مہمانی اس ملک میں بھی رہی۔ مگر ملت صابئی کا اثر ہندوستان
میں ہونا کسی کتاب سے نہیں ظاہر ہوتا۔ شاید اوسکی روشنی
ادھر نہ پھیلی ہو۔

عیسیٰ علیہ السلام سے تینیس سو برس قبل ہندوستان کے
قدیم اور سب سے پہلے راج گدی اجودھیا پر ایک نیک نے اج
دانشمند۔ عادل۔ سخی۔ شجاع۔ راجہ جسکا نام مہاراج تھا
فرمانروا ہوا اوسکے وقت میں باشندگان ہندوستان
آسائش کے سامان سے واقف نہ تھے۔ وحشیانہ بسر اوقات
کرتے تھے۔ اس راجہ نے اونکے واسطے اپنی رسائی طبع سے
ضروری اشیاء اور اونکی ساخت کی تدبیر میں پیدا کیں بھیتی
وغیرہ کا انتظام سکھایا۔ اس نے اپنی حکومت کے شباب میں

عہد بعض کا قول ہے کہ زمانہ جمشید بادشاہ عجم میں عجم اور ہند کے بادشاہوں میں دوستی تھی لہذا
عجم کی لوگوں کی آمد و رفت کے سبب مسارج نے انتظام جمشید کی خبر پکڑ کر ان امور بات نہایت

جسکو عیسیٰ علیہ السلام سے ٹھینا دو نہرا برس قبل سمجھنا چاہیے۔ لوگوں کی عبادت کے واسطے عبادت خانہ مخصوص کرنے کا قاعدہ جاری کیا اور بہت سے معاہدہ بنوائے تاکہ برے اطوار اور ناپاک جگہ عبادت کرنے سے توہین عبادت منسور نہو۔ اسوقت سے عبادت خانوں کی بنیاد پڑی۔ مگر ان عبادت خانوں میں وہی عبادت ہوتی تھی جو کہ توحید مطلق سے تعلق رکھتی تھی۔ اس مہاراج کے زمانہ میں ایرانیوں کی آمد و رفت زیادہ ہو گئی۔ چنانچہ سام بن نریکان قدیم اور مشہور پہلوان ایران حسب الحکم فریدون سریر آرائے فارس کے پنجاب کی طرف سے ایک بہاری فوج لیکر آیا اور بارہ برس تک اوسکو یہاں ٹھہرنے کی نوبت پیش آئی دوسری بار خود مہاراج نے ایران سے بضرورت فوج طلب کی تھی اور اوسکو بھی عرصہ دراز تک یہاں قیام کرنے کا اتفاق ہوا تھا۔ ہندوستان کے لوگ ان آنے والے ایرانیوں کی عادات اور طرز زندگی سے نئے طور پر دیکھ کر تعجب ہوتے تھے۔ تاہم ان لوگوں نے اپنا طرز بنائش نہ چھوڑا۔ ہندوستان میں بت پرستی اور سورج پرستی وغیرہ برس قبل عیسیٰ علیہ السلام سے شروع ہوئی۔ وجہ یہ ہوئی کہ اسوقت میں ایک راجہ سورج نام ہندوستان کا فرمانروا تھا۔ اس کے

در بارمین ایک برہمن (جو ایرانیوں کے میل جول سے کسی قدر دانا مشہور تھا) کوہ چہار کھنڈ سے آیا۔ اوسکی ذات سے بہت سی علوم و فنون عجیبہ مثل نیرنج و طلسم و سحر وغیرہ ظہور میں آئے تھے۔ اوسنے در بارمین غرت پائی اور راجہ اوسکی تعلیم سے بت پرست بنا۔ راجہ نے شہر قنوج آباد کیا اور اُسین ایک بڑا تنخانہ بنوایا ہندوستان میں یہ پہلا تنخانہ تھا۔ (از فرشتہ۔)

اور اوسی برہمن کی تعلیم اور میل جول سے چند باتیں اور مروج ہوئیں۔ جنکا نتیجہ بت پرستی اور آتش پرستی اور کواکب پرستی وغیرہ بھی ہندو میں پایا گیا۔ جبکہ یہاں کے لوگ بتوں سے واقف ہو گئے تو دوسرے ملکوں کی تقلید میں اپنے عبادت خانوں میں متعین کے نام کی مورتیں بنا کر رکھنا شروع کیا۔ اور ان عبادت خانوں میں جسین فقط تصویر سے خدا سے واحد اور غیر مجسم کی سامی عبادت کی جاتی تھی اب اپنے ہاتھوں کے بنائے ہوئے مٹی اور پتھروں اور دھات وغیرہ کے پتلون کے سامنے سر جھکائے جانے لگے جو لوگ زبردست اور کسی قدر اوس قوم میں مہذب تھے وہ بڑے نامی پہلوان اور سورج اور چاند کی تصویریں اپنے عبادت خانوں میں رکھتے۔ اور ارذل لوگ جو کہ اُس وقت میں بھی

زبر دستوں کے ماتحت اور نو من گزار مانے جاتے تھے۔ وہ صرف انھیں کے نام کی شکون پر اکتفا کرتے تھے جن سے کہ انکو کبھی ایذا پہونچتی تھی۔ اور تکلیف پہونچنے کے سبب جنکو برے ناموں سے یاد کیا جاتا تھا یا جکے زیر حکومت تھے۔ انکی صورتیں بنا کر انکے خوش کرنے کو قربانیان وغیرہ بھی چڑھائی جاتی تھیں رفتہ رفتہ یہ رواج خوب ترقی کرتا گیا اور دہند مندر مخصوص ناموں کے ساتھ بنے لگے۔

سپر المتاخرین میں لکھا ہے کہ بعض دکنی راجاؤں نے جو کبھی کبھی زبردست ہو گئے تھے (ننگالہ کے علاقہ میں سمندر کے کنارے جگننا تھے اور دوسرے اور دو چار ناموں کے مندر تعمیر کرائے ہیں۔ جو بہت قدیم اور متبرک مانے جاتے ہیں۔ بلکہ جگننا تھے کا مندر جسکی رتہ جاترا ہوتی ہے بہت قدیم ہے۔ انکاوانہ بھی تحقیقات سے مذکورہ بالا سنین کے قریب قریب پایا جاتا ہے کیونکہ مہا بھارت کی لڑائی کے بعد سہد یو مہا راجہ بہار کو کشن جی۔ یعنی کنہیا سے (جو کہ متھرا کے ساتھ مخصوص ہیں اور اوتار ہشتم فرقہ ہنود میں مانے جاتے ہیں)

عہ قربانیوں کا مضمون پندہ شرح وید کے ساتھ لکھا جائیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

بڑی بہاری لڑائی متہرا کے قریب پیش آئی تھی۔ اوس میں کشن جی
 بھاگ کر گجرات میں پناہ گزین ہوئے اور وہاں ایک شہر دوار کا
 آباد کر کے مدت تک مقیم رہے۔ یہ واقعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
 سے تھینا بارہ سو برس قبل پیش آیا تھا اور کشن کے مرنے
 کے بعد جگنا تہہ جی پیدا ہوئے جو کہ بعد کشن ممتاز مانے گئے
 ہیں اور ان کی ہی وفات کے بعد ان کے نام کا مندر بنایا گیا
 ہے پس کسی طرح اس مندر کی بنیاد عیسیٰ علیہ السلام سے آٹھ سو برس
 قبل سے زیادہ نہیں سمجھی جاسکتی۔ اور دوسرے مندر اسکے ہی
 بعد تعمیر ہوئے ہیں۔ یہ سب امور فرشتہ کے مضمون کی تصدیق کرتے ہیں
 بنارس کا مندر سات سو برس قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے
 بنایا گیا ہے۔ کیونکہ مہاراجہ سورج نے اپنے آخر زمانہ میں شہر
 بنارس کی بنیاد ڈالی اور نہوڑاوسکی تعمیر باقی تھی کہ قضاو من
 گیر ہوئی۔ اوس کے بعد اوس کے بیٹے بہراج نے جو گدی نشین ہوا
 تھا اوس شہر کو اپنی بارہ برس کی کوششیں بلین میں تمام کو بچو بچایا
 اور اوس میں مندر قائم کیا۔ سومنات وغیرہ کے مندر اوس سے
 بھی بہت مدت بعد تعمیر ہوئے ہیں۔

کشمیر کے بہت قدیم مندروں کی نسبت ایسا حال معلوم ہوتا ہے

کہ نڈت کر پیا رام مصنف گلزار کشمیر جو کہ بہت بڑا محقق اور
 کشمیر کا مورخ گذرا ہے سب سے پہلے مندر کی جو خبر دیتا ہے تو وہ
 مندر اشوک ہے جو کہ راجہ اشوک برادر زادہ راجہ جنک
 کا بنایا ہوا ہے۔ لیکن اس راجہ کا عقیدہ بودہ کے عقائد سے ملتا تھا
 چنانچہ اس نے جانوروں کے مارنے کی ممانعت کے فرمان ہی جاری
 کئے تھے جو اسکے ملت بودہ کے پیرو ہونے پر دال ہیں۔ علاوہ اسکو
 مصنف گلزار کشمیر ہی اس امر کا قائل ہے کہ راجہ اشوک نے بودہ
 مذہب کے مندر بنائے۔ بودہ مذہب کے مندر وین پہلو تصویریں
 نہیں ہوتی تھیں۔ گو تم بودہ کے زمانہ سے تصویر کا رواج ہوا وہ
 ہی صرف بودہ کی ہی تصویریں رکھی جاتی تھیں۔ دوسری کوئی مورت
 داخل نہ تھی۔ یہ مضمون بھی بت پرستی کی قلت پر بلکہ ہونے پر کسی قدر
 دال ہو سکتا ہے۔ اوس مندر کی تعمیر کا بھی زمانہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
 سے تخمیناً ایک ہزار تین سو یا بیس برس قبل پایا جاتا ہے۔ اس سے پہلے تعمیر
 شدہ کوئی مندر کشمیر کی تاریخوں سے نہیں ثابت ہوتا۔

۱۱۱۱

الغرض سرزمین ہندوستان میں بت پرستی کی کثرت وید کے زمانہ
 کے بھی بہت بعد ہوئی۔ کیونکہ وید میں کسی جگہ بتوں کی پرستش کیواسطے

عہ یہ وہ راجہ جنک ہے جسکی بیٹی تھی۔ راجندر کی بیٹی تھی۔

حکم نہیں کیا گیا ہے۔ اس امر کو زمانہ حال کے آریہ گروہوں نے بہت واضح طور پر بیان کیا ہے جبکہ بودہ مذہب کو ہندوستان میں زوال نصیب ہوا اور برہمنوں نے پوران تصنیف کر کے قدیم دید کے مذہب کو بہت سی نئی باتوں کی آمیزش کے ساتھ جاری کیا تب ہی سے بت پرستی کا پرچا ہند میں زیادہ ہو گیا۔ گویا پوران ذریعہ رواج بت پرستی گردانے جاتے ہیں۔ اسکے بعد سے کار نمایاں کرنے والے انسان اور اکثر ایسی عورات کی شبیہیں (جو کہ کسی خاص امر میں باعث تعجب تصور ہوتی تھیں) مندرون میں دیوتا اور دیوی کے نام سے شامل ہونے لگیں۔ انجام کار گھر گھر ہر اردن بت نظر آنے لگے۔ تاہم ابتدائیں بتوں کی ترقی اور عبادت خانوں میں انکو ادخال کا حال وہ ہی مشابہ تھا کہ نام آور انتخاب کی یادگار باقی رہے جنکو دیکھ کر عوام کو انکی اوصاف یاد آیا کریں اور ہر شخص انکے اطوار کو اختیار کرے یہ غرض نہ تھی جو فی زمانہ مخلوق کے دل میں پیدا ہے۔ وہ کہی بتوں کو خدا کے اوصاف سے موصوف نہیں کرتے تھے۔ بتوں سے وہ امیدیں نہیں رکھتے تھے جو خدا سے برتر سے حاصل ہوتی ہیں۔ اس مضمون پر اونی وہ دعائیں جو کہ عبادت کے وقت استعمال کی جاتی تھیں بخوبی تمام حال ہیں مرزا قتیل محقق حالات ہندو بیان کرتا ہے کہ سمارت نامک

جو دراصل کتب شریعت اہل ہند ہیں اور جنکی تصنیف کی ابتدا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تین سو برس قبل سے شروع ہوئی ہے۔ انکے مطالع سے صاف ظاہر ہے کہ وہ لوگ یعنی جو پابند شریعت ہندو تھے خدا کے بیچوں ادب و عجز کی پرستش کرتے تھے اور اسکے ایسے مظاہر جو کہ بنبر لہ ایسا اور رسل وغیرہ کے مانے جاتے تھے قابل نیایش جانتے تھے اور اُسی پر کار بند تھے۔ انکے عبادت خانوں میں مختلف بت بھی تھے۔ جنکی وقعت انکے دل میں صرف اسی قدر تھی کہ جس قدر کسی دوست کی یا کسی کے ولین ہوتی ہے۔ اس یا داوری کا ذریعہ تراشیدہ پتھر کی صورت جانتے تھے۔ کبھی اونھوں نے ایسے ناموں باصفات کے ساتھ ان پتھروں کی شبیہوں کو یا دینیں کیا جس سے خدا کے تعالیٰ کا اطلاق ادبیر یا یا جائے۔ تب تو کا خدا تصور کرنا اس وقت سے جاری ہوا جب سے کہ پورا ان تصنیف ہوئے اور انکے پیروں کی کثرت ہوئی اور وہ مذہم پرانوں کی رہنمائی ہوئے گئے۔ رہنماؤں کی زیادتی کے سبب گمراہی پہلی۔ یعنی بتوں کو قادر مطلق سمجھنے لگے۔ ذاتوں کی تمیز اور انکے مرتبے علیحدہ مقرر ہوئے۔ اور ہر ایسے شخص کو جس سے کوئی تعجب خیز امر ظہور میں آیا۔ دیوتا کہنے لگے۔ چنانچہ دیوتاؤں کی تعداد تینتیس کرور

سے زیادہ ہو چکی ہے اور ابھی دنیا کے فنا ہونے میں اونکے خیال کے موافق بہت دیر ہے اسلئے دوچار کر در شاید اور زیادہ ہو جائیں۔ یہ تعداؤں کی زیادتی کچھ دیتا دُن ہی پر مخصوص نہیں ہوئی بلکہ تادیلات کرتے کرتے فطرتی قوت نے یہاں تک علو سمی و کماؤں کہ خداؤں کی تعداد بھی مثل قدیم یونانیوں کے کچھ بڑھائی گئی ہے خلاصہ یہ ہے کہ اب مذہب کے بارہ میں جس قدر اس قوم کی حالت عقلاً و نقلًا مذموم اور بے بنیاد اور ناپائیدار نظر آتی ہے شاید دنیا میں کوئی دوسرا فرقہ بھی ایسا ہو۔ ایک بڑی تعجب کی یہ بات ہے کہ یہ قوم اپنے بزرگان دین کے ذات کے ساتھ فحش افعال اور بدترین امور بھی نہایت فخر کے ساتھ منسوب کرتی ہے معاذا اللہ کسی دوسرے گروہ کے لوگ کبھی ایسے فحش کے ساتھ اپنے متقدمین کو یاد نہیں کرینگے۔

جیسے مہادیو جی کے لنگ وغیرہ کے قصص۔

مذہب کیا چیز ہے

دنیا میں اوس آفرینندہ و جہان کی صفات نامتناہی میں سے صفت تخلیق کی تصدیق کرنے والے بے حد و بے نہایت ایسے

نمونہ نظر آتے ہیں کہ جب کا خود موجود ہونا ہی کسی قدر کامل فاعل تحقیق ماننے پر مجبور کرتا ہے اور وہ نمونہ باسباب ظاہر و طرح کے پائے جاتے ہیں ایک نوری جو کہ فرشتہ وغیرہ کے نام سے مشہور ہیں اور وہ خواہشات نفسانی سے بالکل مبرا ہیں۔ دوسرے نمونہ عنصری مخلوق کے نام سے نام زد ہیں۔ اور یہی عنصری مخلوق موابد تلمشہ کہلائی جاتی ہے (یعنی نباتات۔ حیوانات۔ جمادات) پھر انہیں سے بھی سہرا کی بے تعداد نوعین دریافت ہوئی ہیں اور ہر نوع اک خاص کام کے واسطے پیدا ہوئی ہے۔ اور اسکی عادات اور خاصہ دوسرے سے جدا بنائے گئے ہیں۔ اور کچھ ضروریات متشدد کی گئی ہیں اور کچھ قدرت دی گئی ہے جسکی سبب سے وہ نوع اپنی ضروریات اپنے احاطہ اختیار و قدرت میں ادا کرتی ہے اور اس ادا کرنے کے سبب ہمیشہ وہ راحت میں رہتی ہے۔

نور ہی مخلوق اسوقت ہماری بحث سے جدا ہے اور نباتات اور جمادات سے بھی بیان بہکوسہ و کار نہیں ہے۔ اسلئے ہم اپنا مدعا ظاہر کر نیکی صرف حیوانات کا ذکر کریں گے۔ اور حیوانات ہی ہمارا رویہ سخن زیادہ

عہ خواہشات نفسانی میں سے دو خواہشیں بہت زبردست اور مجبور کرنے والی ہیں۔

ایک بھوک۔ دوسری شہوت۔

تر حیوان ناطق (یعنی انسان) کی طرف ہوگا کیونکہ ہماری تحریر کا
منشا اس مقام پر اوسی کی ذات سے متعلق ہے۔

موالید ثلثہ میں سے ایک مخلوق حیوانات کی قسم سے ہے
جو صرف بھوک پیاس اور شہوت کی خواہشوں اور انہیں کے
ملاقات کے ساتھ مخصوص کی گئی ہے اور وہ قدرت و اختیار
جو مبدہ فیاض سے اسکو عطا ہوا ہے فطرت یعنی جبلت کے
نام سے پکارا جاتا ہے۔ جو کہ اس کے مادہ کے ساتھ ترکیب پائی
ہوے ہے اور دراصل وہ ایک جودت ہے جس کے باعث
سے حیوان میں اس قدر آزادی پیدا ہوتی ہے کہ وہ خود اپنی مرضی
کے موافق اپنی تبدیل جاے پر مختار ہے اور وہ اپنی خواہشوں
کے پور کرنے کی طرف آزادانہ متوجہ ہوتا ہے اور اسکو حاصل
کر کے راحت پاتا ہے۔ فی نفسہ حیوان کی بھی بے نہایت نوعین
عالم عناصر میں پائی جاتی ہیں جسکی تعدد او خود وہی نگاہ زندہ جزو
کل جانتا ہے۔

+ فطرت کے معنی لغت میں پیدائش - خلقت - سرشت - آفرینش - نیچورل فطرت اور جبلت کے

ایک ہی معنی ہیں۔ مگر اصطلاح میں صرف اس قدر اعتباری فرق سمجھا گیا ہے کہ انسان
کی بحث میں لفظ فطرت مستعمل ہوتا ہے اور حیوان مطلق کی بحث میں جبلت کہا جاتا ہے۔

چونکہ خداے تعالیٰ کو قادر مطلق مانا ہے اور بے شک وہ اس صفت کے ساتھ پورا پورا موصوف ہے اور اس نے ایک مخلوق ایسی پیدا کی جو خواہشات سے مبرا ہے۔ دوسری ایسی پیدا کی جسکا دار و مدار آزادانہ خواہش پر ہی موقوف ہے۔ اب ضرور ہوا کہ کوئی نوع ایسی بھی ہو جو خواہش سے مبرا تو نہ ہو مگر آزاد ہی نہ ہو اسلئے انواع حیوانی میں سے ایک نوع کو جو عقل عطا فرما کر مقید بنا دیا جسکی وجہ سے نفسانی خواہشیں محدود ہو گئیں اور چونکہ خواہش کا پیدا کر کے روک دیا جانا واقعی اک سخت نخل اور ضبط کا کام تھا۔ جو دوسری انواع کی قوتوں سے باہر معلوم ہوتا تھا لہذا اس خدمت کے سرادار یہی نوع مانے گئے اور کسی بڑی خدمت کے اغراض کے سبب باقی تمام انواع حیوانی میں ممیز ہو کر ممتاز گردانی گئی اور اشرف المخلوقات کے نام سے مشہور ہوئی۔ یہی نوع۔ نوع انسان کہلائی گئی۔

لیکن معطی حقیقی نے خصوصیت کے ساتھ ہر ایک نوع حیوانی کو ایک ایک خاصہ عطا فرمایا ہے جسکے سبب وہ ہر ایک بھی اپنی باقی انواع سے ممیز ہو گئی ہے۔ اور چونکہ وہ نوع اک خاص کام کے واسطے وضع کی گئی ہے لہذا اس پر کار بند ہو کر

اوسکی دائرہ میں اپنی حیات عارضی صرف کر دیتی ہے۔ اس مضمون کی تصدیق مذہب ہنود کی ایک معتبر کتاب منو سمرتی سے بھی ہوتی ہے۔ اوسمیں لکھا ہے کہ برہما جی نے سب سے پہلے جس جاندار کو جس کام کے لیے پیدا کر دیا آئندہ اوسکی نسل اوسی کام کے ساتھ مخصوص ہو گئی مثلاً شیر کا بچہ ہمیشہ شیر کی خاصیت

میں اور بکری کا بچہ ہمیشہ بکری کی خاصیت میں پیدا ہوتا ہے مگر قوت مدر کہ نہونے کے سبب وہ نو عین ایک دوسرے کی جبلت اور خاصیت دریافت نہیں کر سکتیں اور اسی وجہ سے وہ ایک دوسرے کے عادات اختیار کرنے سے مجبور ہیں البتہ انسان اپنی جبلت فطرت اور قوت مدر کہ کی بدولت اکثر بلکہ تمام حیوانی اطوار اور خواص سے واقفیت رکھتا ہے اور حاصل کر سکتا ہے مگر یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ تقسیم حقیقی ایک تقسیم کئے ہوئے خاصہ اپنے اپنے نوع کے واسطے بہتری کے ساتھ مخصوص مانے گئے ہیں (کیونکہ خداوند تعالیٰ کا کوئی فعل حکمت اور بھلائی کے نتیجہ سے خالی نہیں ہے اور وہ ہر امر کے نتیجہ سے واقف ہے اسلئے کہ وہ سب فعل اور فعلوں کے نتیجہ اوسکے قائم کئے ہوئے ہیں اور وہ قادر مطلق۔ حکیم۔ دانا

اور عالم الغیب ہے) مگر وہی اطور اور خواص جو ایک نوع کے واسطے بہتر تھے دوسری نوع کے واسطے غیر ضروری اور مضر۔ بلکہ بعض موقعوں پر باعث ہلاکت ہوتے ہیں۔ اکثر انواع کے خاصہ جن سے ایک نوع کو راحت پہونچتی ہے دوسرے کی واسطے ضد واقع ہوئے ہیں جو باعث کلفت و ہلاکت ہیں۔

عقل فی نفسہ ایک جوہر لطیف ہے جو دریافت مہیات اور اکتساب حسنات کے لئے بمنزلہ آلہ باطنی کے ہے اور اک حالت محویت میں انسان کے متعلق کی گئی ہے (وہ خود یہ نہیں جانتے کہ میں اس مادہ میں کس غرض سے بھیجی گئی ہوں) اسکا خارج میں کوئی وجود نظر نہیں آتا ہے۔ مگر باطن میں اسکو انسان کے دل و دماغ سے ایسا تعلق ہے جیسے وزیر کو بادشاہ کے ساتھ عقل اور فطرت میں اسقدر ضرور فرق ہے کہ عقل کو انسان کی پیدائشی حالت سے کچھ سروکار نہیں یہ اک قوت مدرکہ خارج سے انسان کے متعلق ہوتی ہے اسکی ترقی انسان کے خارجی اسباب علوم مشاہدہ۔ تجربہ وغیرہ پر موقوف ہے اور فطرت انسان کی پیدائشی مادہ ساتھ پیدا ہوتی ہے اور اسکو انسانی مادہ تخلیق سے واسطہ ہوتا ہے۔

انچنانچہ مینڈی دیگرہ میں بہت صاف اور طول طویل مباحثوں کے پہمضمون تحریر ہے *

انسان مختص ہر نفس ناطقہ کے ساتھ اور نفس ناطقہ کہتے ہیں اس کمال اعلیٰ کو جو جسم طبعی کے واسطے
ہوتا ہے اور وہ کمال صاحب الہ ہوتا ہے واسطے اور اک امور کلیہ اور جزئیہ مجرودہ کے پس اس
نفس ناطقہ کے واسطے (نظر ان آثار کے جو اوس میں پائے جاتے ہیں) دو قوتیں ہیں پہلی قوتہ عاقلہ ہے
جس کو نفس ناطقہ امور تعویذیہ اور تعذلیہ کہ جانتا ہے اور اس قوت کو عقل نظری کہتے ہیں اور دوسری
قوتہ عالمہ ہے جو انسان کے بدن کو اعمال جزئیہ کی طرف حرکت دیتی ہے بسبب فکر جسے انسان
نے فکری اور اوسکی فکر سے یہ اعتقاد پیدا ہوا کہ مجھے کھانے پینے کی بات چاہا ہے یہ اعتقاد کہ
انچ جسم کو حکمت کی طرف حرکت دی اس قوتہ عالمہ کو عقل عملی کہتے ہیں اور نفس ناطقہ کے لئے (لحاظ
قوتہ عاقلہ کے) چار درجہ ہیں پہلایہ کہ وہ نفس تہامی معقولات علم حصولی کو خالی ہوتا ہے ان تمام
ہے کہ وہ اپنے آپ کو جانتا ہے لیکن یہ علم حضوری ہے اس واسطے اور علم حصولی کے قید لگا دی
گئی۔ ان استعداد اور اسکو ادون معقولات غیر حاصلہ کے حصول کی باقوتہ ہے اس درجہ کو عقل
ہیولانی کہتے ہیں اور دوسرا درجہ یہ کہ جب وہ نفس جزئیات پر حس و ہوا ہوتا ہے تب اسکو
معقولات بدسیہ حاصل ہوتے ہیں اور استعداد اس بات کی حاصل ہو جاتی ہے کہ وہ ان
امور بدسیہ سے نقل کرے طرف امور نظریہ کی اس کو عقل بالملک کہتے ہیں اور تیسرا درجہ
یہ ہے کہ نفس ناطقہ امور نظریہ کو حاصل کرے لیکن ادون امور نظریہ کا مطالعہ و معانیہ فکری
بلکہ وہ امور اوسکے خزانہ ذہن میں جو کہ ایک قوتہ ہے قوی باطنہ سے مجتمع رہیں اس کو
عقل بالاصل کہتے ہیں اور چوتھا درجہ یہ ہے کہ وہ نفس ناطقہ اپنی معقولات کستبہ کا مطالعہ کیا کرے
اسکو عقل مطلق کہتے ہیں اور عقل بالملک جو دوسری درجہ کا نام ہے اگر نہایت اور اقصیٰ درجہ
میں پہنچ گئی تو اسکو قوتہ قدسیہ کہتے ہیں۔

از مولوی نظامی جلیپوری

(نہد الحفی بافی مینڈی فصل فی الانسان)

چونکہ خلقت انسان مادہ حیوانی سے ہے اسلئے اسکی فطرت
 فطرت حیوانی سے علیحدہ نہیں ہو سکتے پس اسکا میلان طبع افعال
 و خواص حیوانی کی طرف ہوتا ہے۔ (یہ ضرور ہے کہ جس طرح دوسری
 انواع کو ایک ایک خاصہ عطا ہوا ہے اسی طرح یہ بھی خاص امور کا
 پابند کیوں ہو گا جس کی نگہبانی مادہ فطرت نفس ناطقہ پر غالب آکر انسان کو
 افعال حیوانی کے اکتساب کرنے کی طرف متوجہ کرنے والا ہوتا ہے۔
 اور ماواقف انسان فطرت کے غلبہ سے بہت جلد آزادانہ افعال
 حیوانی کا مرکب بن جاتا ہے۔ مگر افعال حیوانی بہت سے ایسے ہیں
 جو انسان کے واسطے باعث ہلاکت ہیں اور انسان ان سے
 بچ رہے۔ اسلئے نیکی پسند منصف کامل اور منظم حقیقی نے خیر
 اندیشی کے ساتھ ان افعال سے باز رکھنے کے واسطے انسان
 کو عقل عطا کی اور چونکہ عقل مخلوق یعنی ممکنات میں سے ہے لہذا
 اُسکے خطا کرنے پر کوئی شے مانع نہیں ہو سکتی اسلئے عقل کو خطا
 سے محفوظ رکھنے کے واسطے ہادی (یعنی رسول) اور مصلح
 پیدا کئے (جسکو علماء کی اصطلاح میں ناموس اکبر اور حکیم باطن
 کہتے ہیں اور یہاں تک بحر رحمت موجزن ہوا کہ وہ ہادی اور
 مصلح انسان کے سمجھنے پیدا کئے تاکہ ان کی ہدایت اور اصلاح

زیادہ تر موثر ہو۔

چنانچہ بیشمار پیغمبر اور ہادی اور مصلح وقتاً فوقتاً بنی آدم میں پیدا
کئے گئے اور بہت سے برگزیدہ اشخاص رہنمائی کرنے والے
(اور نفس انسان کو اون کاموں سے بچانے والے جنکے نتیجے
انسان کے حق میں مضر تصور تھے) ظاہر ہوئے۔ جنہوں نے
نہارون لاکھون کرورون بلکہ بیشمار راہ سے بھٹکتے ہوئے
نبی آدمون کو منزل مقصود تک پہنچایا اور مطلق العنانی
سے انسان کو جو کہ تمامہ صفات حیوانی سے موصوف ہو رہے
تھے باز رکھا۔ علوم سکھائے۔ انسانی عقول کو بیدار کیا
ہر امر کے نتیجے سے آگاہی دی۔ تہذیب نفس کے سامنے اونکو
اون فرائض کی طرف متوجہ کیا جنکے واسطے اون کی آفرینش
ہوئی تھی اور انسانوں کو انسانی حقیقت سمجھائی۔ اون ہادیوں
پیغمبروں اور مصلحوں کے پسند و نصائح (جو کہ دراصل خاص خدا
کی طرف سے ہوتی ہیں) وہی امور ہیں جو بندہ اور معبود کے
درمیان روح اور دل کی واسطے سے قائم ہیں اور انہیں امور
اور ہدایات کی پابندی کا نام عام لوگوں میں مذہب ہے

مذہب کسی میں جتنی جگہ گمراہی میں کسی رہنما کی پیروی کو کہتے ہیں۔

اور مذہب کے احکام کو شریعت کہتے ہیں اور انہیں احکام کے مکتوبی مجموعہ کا نام کتاب مذہب رکھا گیا ہے۔ دراصل مذہب کا خاص مدعا اور منشا وہ تہذیب نفس انسان ہے جو کہ اوسکو عام خواص حیوانی سے بچا کر رتبہ انسانی پر فائز کرے۔

سر سید احمد خاں صاحب جو کہ علیگڑہ کے محمدن کالج (مدرسہ) کے قائم کرنے کی وجہ سے یا اپنے پیری خیالات کے سبب سے (عام اس سے کہ وہ خیالات برائے کے ساتھ ہوں یا بھلائی کے ساتھ) فی زمانہ ہندوستان میں بہت شہرت رکھتے ہیں حضرت موصوف کا ایک لکچر (لکچر اسلام) کے نام سے جو کہ لاہور کے مطبع مجتبائی میں چھاپا گیا ہے میری نظر سے گزرا۔ واقعی جناب ممدوح نے عجیب و غریب دور اندیشیوں کے خیالات اور اکثر ذومعنی لفظوں کی بندشوں کے ساتھ نہایت عمدہ مضامین سلیس زبان میں ارشاد فرمائے ہیں۔ مذہب اسلام کی حقیقت خوب تحریر فرمائی ہو مگر جلی فطرت کے باعث سے اپنی چلتی میں کمی نہ کر سکے اور آخر پہلے ہی صفحہ کی دسویں سطر میں ایک لفظ (ازلی) داخل در معقولات کی طرح اضافہ فرما دیا اور لکچر میں وہ عبارت اس طرح تحریر فرمائی یہ منصب رسول تو کاتا۔ اور

آخر کو جناب رسول خدا محمد مصطفیٰ صلعم پر جن کا ازلی مذہب خدا
ابد الابد تک قائم رکھی میں کتا ہوں کہ بیان (ازلی کی ضرورت)
کیا پیش آئی تھی۔ کیا رسول خدا صلعم کا کوئی مذہب دوسرا ہی
تھا جو ازلی کی تخصیص فرما کر سید صاحب نے ایک کو دوسرے
سے جدا کیا۔ اگر تاکید منظور تھی تو اس سے زیادہ اور کیا تاکید
ہو سکتی تھی کہ (حضرت محمد مصطفیٰ صلعم کا مذہب) مگر انسانی
فطرت کا خاصہ ہی ہے کہ جب تک ایجا و بندہ نہ خوبی نہیں پیدا
ہوتی۔ ظاہر ہوتا ہے کہ اس لفظ کی بنیاد اس وجہ سے ڈالی
گئی ہے کہ جسکے سہارے سے کہیں کسی دوسری بات کی دلیل
اوٹھائی جائے۔ واضح رہے کہ سید صاحب نے یہ لکچر اس واسطے
بیان فرمایا تھا کہ عام مخلوق کو ظاہر ہو جائے کہ سید صاحب کا کیا
عقیدہ ہے اور اسلام کی بابت اونکی کیا رائے ہے۔ اس میں
شک نہیں کہ اسلام کی حقیقت ایسی بیان فرمائی ہے جیسا کہ حق
ہے مگر اس سے اونکو کیا حاصل کیونکہ وہ آخرین اپنے تمام مضمون
کا نتیجہ اور تقریر کا حاصل ان الفاظ کے ساتھ بیان فرماتے ہیں
کہ پس جو مذہب ہمارے سامنے پیش کئے جاتے ہیں اون کی
صداقت کی یہی معیار ہو سکتی ہے کہ اگر وہ مذہب فطرت انسانی

یا نیچر کے مطابق ہے تو سچا ہے اور اس بات کی صاف دلیل ہو
 کہ وہ مذہب اوس شخص کا ہیجا ہوا ہے جس نے انسان کو بنایا ہے
 اور اگر وہ مذہب انسانی فطرت اور اوسکی خلقت اور اذن قوی
 کے جو انسان میں ہیں اور اون حقوق کے جو ان قوی سے انسان
 کے لئے پائے جاتے ہیں اوسکے برخلاف ہے اور اونکو فائدہ
 مندی میں لانے سے باز رکھتا ہے۔ تو اس بات میں شبہ ہوتا
 ہے کہ وہ مذہب اوس شخص کا ہیجا ہوا نہیں ہے جس نے انسان
 کو بنایا ہے۔ کیونکہ ہر شخص اس بات کو غالباً قبول کرے گا کہ مذہب
 انسان کے واسطے بنایا گیا ہے۔ اور اگر اسکو الٹ دو اور
 یوں کہو کہ انسان مذہب کے سے بنایا گیا ہے تو بھی متحد نتیجہ پیدا
 ہوتا ہے۔ پس میں نے مذاہب کی صداقت دریافت کرنے کی
 لئے اور مذہب اسلام کی صداقت کی جانچ کے لئے بھی یہ اصول
 قرار دیا ہے کہ وہ فطرت انسانی کے مطابق ہے یا نہیں جو انسان
 میں بنائی گئی یا انسان میں موجود ہے اور مجکو یقین ہے کہ اسلام
 اس فطرت کے مطابق ہے یہاں تک عبارت مید صاحب کے
 لکچر کی ہے

ایک دوسری کتاب جسکا نام مطالعہ فطرت یعنی دین طبعی ہے

جو بابو شوخی چند روت کی تصانیف سے ہے بابو صاحب
 بھی بچے بچاڑ کے فطرت کے پیچھے پڑے ہیں۔ خدا جانے
 فطرت کو یہ لوگ کیا تصور کرتے ہیں بابو صاحب نے تو صاف
 تحریر فرمایا ہے کہ دنیا میں کوئی کتابی مذہب یا امام سچی حقیقت
 کی تعلیم نہیں کر سکتا پس ہماری فطرت ہمارے واسطے پیغمبر ہے
 فطرت کی اور اراق ہو کہ مذہب کی کتاب میں بینان دونوں حضرات
 کے جواب اور اور جو انکے پیرو ہوں اور ایسے عقیدہ پابند
 ہوں اونکے بھی جواب میں اپنی خیالات یوں ظاہر کرتا ہوں کہ مذہب
 وہی ہے جو فطرت انسانی کی متابعت نہ کرے کیونکہ فطرت پیدا
 ہوئی ہے انسان کما وہ کے ساتھ اور انسانی مادہ ہے دراصل
 مادہ حیوانی پس فطرت انسانی ہی فطرت حیوانی سے علاحدہ نہیں
 ہو سکتی۔ اگر واقعی مذہب فطرت کے مطابق ہوتا تو مذہب کی دنیا
 میں ضرورت ہی کیا پیش آتی اور گناہ اور ثواب اور فرمانبرداری
 اور نافرمانی کی نوبت جس کا نتیجہ تمام دنیا کے مذاہب کے احکام کو
 بموجب تکلیف اور راحت یعنی دوزخ اور جنت مشہور ہے کیوں
 ہوتا کس لئے کہ حیوان جو اپنی فطرت سے اپنے فرائض معینہ کے
 پابند ہیں اونکے واسطے کوئی مذہب نہیں نہ اونکا کوئی رہنما

اور نہ وہ عذاب ثواب کے مخصوص میں مبتلا نہ گنہگار نہ تفکرات دین
 و دنیا میں گرفتار۔ اسی طرح انسان کی حالت بھی ہوتی۔
 کیا حیوان میں فطرت نہیں۔ فطرت حیوانی اور فطرت انسانی کیا
 جدا جدا ہیں کبھی نہیں۔ کس لئے کہ انسان بھی فی نفسہ حیوان ہو
 اسکا مادہ بھی انہیں حیوانات کے ساتھ اور انہیں کے طریقہ
 پر ترکیب پایا ہے۔ جنکو حیوان مطلق کہتے ہیں (اس میں تمام دنیا کے
 حیوانات شامل ہیں) پھر انسان کی فطرت کس طرح فطرت حیوانی
 سے جدا ہو سکتی ہے اور فطرت حیوانی اس امر کی مقتضی ہے
 کہ بالکل آزادانہ اپنی خواہشیں پوری کی جائیں مثلاً کوئی حیوان جب غلبہ
 شہوت سے بیتاب ہوتا ہے اس کے نوع کے جو مادہ اس کے
 سامنے آتی ہے اس سے جفتی کرتا ہے اور اپنی ہوس کو پورا کرتا
 ہے۔ چاہے مادہ وہ حیوان ہو جسکے بطن سے یہ خود پیدا ہوا ہو
 یا اسی کے نطفہ سے کوئی پیدا شدہ ہو۔ اور وہ اس فعل سے ناوم
 ہوتا ہے نہ گنہگار کیا یہ فطرت کا مقتضی نہیں تھا؟ جو حیوان سو ظہور
 میں آیا۔ اور اسی طرح کی بے شمار مثالیں ہر انسان اپنے جی میں
 خود سوچ سکتا ہے۔ تو کیا یہ فعل اور ایسی فطرت انسان کو واسطے

بآوصاف بھی اپنی تصانیف میں مقرر ہیں کہ حیوان مطلق گناہ سے مبرا ہیں۔

کوئی بھلائی کی بات ہے؟ ہاں فطرت کے پیروؤں کو اس قانون سے خطِ نفس تو ضرور حاصل ہوا ہوگا۔ کیونکہ انسان حریص ہوتا ہے اس امر کی طرف جس سے وہ منع کیا جاوے۔ اس لیے فطرت کے مقلدوں کو ماننا پڑے گا کہ نفس فطرت کو مذہب کے امور میں دخل نہیں اور مذہب ہمیشہ اقتضائے فطرت کے خلاف ہوتا ہے بلکہ فطرتی افعال کی اصلاح اور درستی کے واسطے مذہب کی ضرورت پیش آتی ہے اگر صرف فطرت ہے انسان کی تہذیب نفس کے واسطے کافی ہوتی تو عقل کیوں دی جاتی۔ انسان کو غرت فطرت کی بدولت نہیں ہے بلکہ اسی جو ہر عقل کے سبب اس نے تمام مخلوقات پر شرف پایا ہے اور عقل کے معنی لغت میں (باندھنا) بھی تحریر ہیں۔ بیشک انسان کی فطرتی آزادی باندھی گئی ہے اور محدود کر دی گئی عقل کا کام ہے کہ جو خیالات انسان کے دل میں پیدا ہوتے ہیں وہ ان خیالات پر غور کرتی ہے جو انسان کے مفید ہوتے ہیں ان کی پیروی کی اجازت دیتی ہے اور جب کا نتیجہ برا ظاہر ہونے والا ہوتا ہے ان سے باز رکھتی ہے۔ بابو صاحب اور سید صاحب اگر لفظ فطرت کی جگہ لفظ (عقل) تحریر فرماتے تو کسی قدر اونکے کلام کو استواری ہو

اور اگر کہنا جائے کہ عقل کو ہی فطرت کہتے ہیں تو بابو صاحب د
کتاب مطالعہ فطرت کو ستائیسویں صفحہ میں مان چکے ہیں کہ عقل
اور فطرت جدا گانہ دو قوتیں ہیں جکے کام بھی علیحدہ علیحدہ
ہیں۔ اور سید صاحب بھی ضرور اس کے مقرر ہوئے کہ عقل اور فطرت
میں کچھ فرق ہے۔

مذہب کا رواج دنیا میں دو طریقہ پر ہوتا ہے۔ ایک ہادی یا
پیغمبروں کی ہدایت سے۔ دوسرے چند حکماء کی جمہوری اتفاق سے
اہل اسلام نے ہادی یا رسول دنیا میں دو طرح کے تصور کئے
ہیں۔ ایک مرسل، دوسرے غیر مرسل۔ مرسل وہ ہیں جو دراصل
حسب فرمان رب الغزت نبی آدم کی اصلاح نفس کے واسطے
دنیا میں مسمور ہوئے ہیں۔ اور اوپر وحی نازل ہونا لازمی امر ہے
اور وقتاً فوقتاً ان سے سخنرے طور میں آتے ہیں۔

ایک بڑی بات یہ بھی ہے کہ رسول مرسل کے نزول کے بعد پہلی
شریعت کے احکام (جو کہ انسانوں کی مطلق انسانی کے سبب فعال

۱۔ وحی ایک قسم کی حالت خاص خدا کی طرف سے پیدا ہوتی ہے۔ اوس میں امر و نہی کی
بابت حکم سرتا ہے یا کسی خاص امر کے تردد کے وقت ہدایت ہوتی ہے اور اس کا ظہور
میں کوئی ظہور نہیں ہوتا ہر مرت قلب پر اثر پیدا ہوتا ہے۔

۲۔ معجزہ اور کوئی نہیں جو کسی رسول خدا کو کفار کو طلب کرنے پر ایسا قائل بید از عقل ظاہر ہو جائے کہ ان
بشری سے باہر ہو۔

حیوانی زیادہ ہو جانے سے فضولیات سے آمیز ہو جاتے ہیں
 اور فی الحقیقت احکام شرعی لا طائل اور بیودہ باتوں سے ایسے
 چھپ جاتے ہیں کہ گویا اونکا وجود ہی نہیں رہتا مفسوخ ہو جاتی
 ہے۔ یہ مفسوخ احکام ایسے نہیں ہوتے ہے کہ حسین اصول ملت
 مفسوخ ہوں۔ نہیں بلکہ اصول وہی قدیمی قائم رہتے ہیں مگر وہ امور
 (جو دراصل مخلوق کی بہتری اور تہذیب کے واسطے مناسب
 وقت جانکر اصول کے ساتھ ملائے جاتے ہیں جنکی پابندی کا
 حکم بھی قریب قریب اصول کی پابندی کے ہوتا ہے۔ از سر
 نو تبدیل ہوتے ہیں۔ چنانچہ آدم علیہ السلام سے اس وقت
 تک بہت سی شریعتیں تبدیل ہوئیں مگر اصول ملت وہی قائم
 ہیں جو کہ ابوالبشر آدم صلی اللہ کے وقت قائم ہوئی تھی۔
 جیسا کہ کتب آسمانی توریت زبور۔ وانجیل۔ و فرقان سرطاسر ہی
 کہ علی الترتیب حضرت موسیٰ۔ و داؤد۔ و عیسیٰ۔ و محمد صلعم جلیل القدر
 رسولوں پر نازل ہو کر تبدیل ملل کا باعث ہوئی ہیں۔
 پیغمبر غیر مرسل وہ لوگ کہلاتے ہیں جنکو خدا نے مخلوق کی ہدایت
 کے واسطے نبین حکم فرمایا۔ مگر کسی شعبہ مثل نیرنج و طلسم وغیرہ
 پر وہ لوگ مہارت اُکلی پیدا کر کے مخلوق کو معجزہ کے نام سے

دکھا کر اپنی طرف متوجہ کرتے ہیں اور جب مخلوق کسی قدر اونکی طرف
 متوجہ ہوتی ہے تو وہ کچھ نئے اصولوں کے ساتھ خلقت کو
 تعلیم کر کے اپنا سپر وینا کر نئے مذہب کے بانی ہو جاتے ہیں
 ایسے بہت سے لوگ زمانہ قدیم میں گزرے ہیں جنکے ایسے
 ہی سبر باغ لگائے ہوئے بعض بعض آبادیوں کے ساتھ لوح
 انسانوں کو ظلمات کے ظاہری نسیم کے جھونکے (جو دراصل
 بادِ سموم کی آندھیوں کے طوفان ہیں) کھلا کھلا کر بوستانِ عالم
 کے ظاہر ایسی صاف روشنیوں پر سیر کر رہے ہیں جیسے کہ رازِ ہر
 اوربٹ مار لوگ ناواقف مسافروں کے بھگانے کو شاہِ راہ
 کے خلاف نخلستانوں اور بیابانوں میں سہوار اور تھری ایسی راہیں
 بنائے ہیں جو تھوڑی تھوڑی دور تک جا کر ناپید ہو جاتی
 ہیں مگر مسافر اُن کو دیکھ کر اپنی منزل پر پہنچنے کا ذریعہ
 قوی تصور کر کے اوسط طریقہ ہیں آخر حیران و پریشان بن کر رخت
 و سامان بلکہ اپنی جان سے بھی ہاتھ دھرتے ہیں۔ ایسے مذاہب
 میں ہواے نفسانی کے امور کی قدر آزادانہ ترقی پذیر ہوتی
 ہیں اور اونکے رواج پانے کا یہی امور بڑا سبب ہوتے ہیں
 لیکن ان دور ویوں کے بانی اکثر عقلا اور حکما کی مدین ضرور محسوب

ہوتے ہیں۔ کیونکہ اونکی دانائی اور حکمت مشہور زمانہ ہو کر
اونکو مرجع خلایق بناتی ہے۔

دوسرا جہوری طریقہ نیا دلت کا یہ ہوتا ہے کہ چند عقلا
ملک مخلق کے اطوار اور کردار اور عقائد وغیرہ درست
کرنے کے واسطے کوئی مجموعہ احکام یعنی قوانین تہذیب
ترتیب دیتے ہیں۔ جو مرغوب خلایق یا بادشاہی حکم مطیع ہونے
کی وجہ سے رواج پاتے ہیں۔ انہیں ضرور کسی قدر اچھی باتیں
بھی ہوتی ہیں۔ مگر یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ امر الہی کی طرح
ہر طور پر مفید ہوں۔ کیا عجب کہ اونکی بہلائیاں اوسی طرح
کی صاف راہیں ہوں جیسے تھکون کی راہ ناتمام۔ البتہ پیغمبران
مرسل کے بتائے ہوئے راستے کہی نبی آدم کو اودھرمین تین
چوڑتے۔ اونکی پابندی کرنے والا منزل مقصود کو پہنچ جاتا
ہے۔ کیونکہ شریعت خداوندی کا بڑا فرض یہی ہوتا ہے کہ انسان
کو خصلت بہائم سے تمام و کمال بچا کر اوس کو اوس صفت کا
مصدق بناوے۔ جسکے سبب سے وہ انواع حیوانی میں ممتاز
ہوا ہے۔ تاکہ اثرات المخلوقات کا خطاب اوس پر صادق آجائے۔
پیغمبران غیر مرسل کے چند ملل کا حال الجوس جلد اول اٹھ

میں گزر چکا ہے۔ باقی آئندہ اپنے اپنے موقع پر بیان ہوگا
انشاء اللہ تعالیٰ۔

جمہوری مذاہب کے نمونہ مثل مذہب بودہ اور مذہب وید
اور مذہب پوران۔ اور بعض گروہ تثلیث وغیرہ موجود ہیں جنکا
حال مفصل مناسب مقامات پر ناظرین کی نظر سے گزرے گا۔

وید۔ آریہ۔ بھیر آریہ

جب انسانی روح کو جسم کے ساتھ ایک خاص مدت تک
متعلق ہونا پڑا اور عالم علوی سے عالم سفلی میں قیام نصیب
ہوا۔ تو اسکی اوس راحت اور آزادی میں بڑا فرق پڑ گیا
جو کہ عالم بالا پر حاصل تھی۔ اس راحت کے چھین جانے کے
سبب اوس میں یکبارگی وحشت پیدا ہو گئی اور وہ گہرا کراہ
امر کے خواہشمند ہوئے کہ کسی طرح پھر اوس آزادی اور رحمت
کو حاصل کرے۔ چونکہ جسمانی تعلق ہونے کے بعد اوسکو عقل
بھی مل چکی تھی۔ لہذا عقل کی مدد سے وہ اپنے مدعا کے حصول
کے لیے کچھ غور و فکر میں مصروف ہوئے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اس

جسمانی تعلق کو سلامت روی کے ساتھ گزارنے کے واسطے اوکو
چند طریقوں اور پابندیوں پر مجبور ہونا پڑا اور وہ پابندیاں اور
طریقہ خود اوسکی عقل نے تجویز کر لیئے۔ اور باوجود اس بات
کے کہ عقل پوری روشن ہونے کی وجہ سے اوسکے مجوزہ قوانین
اور آئین اوسکی روح کو حقیقتاً راحت ابدی پہنچانے کا
کافی سبب ہوئے۔ کیونکہ ناقص عقل کی تلاش اور تجویز بھی نقص
سے خالی نہیں ہو سکتی۔ تاہم بغیر طریقہ معینہ کے انسانی روح
کو دنیا میں رہنا دشوار ہوا (واقعی انسان چاہے ظاہر کیسا
ہی آزاد و نجاسے مگر بہر بھی چند ایسے ضروری امور کے ساتھ
پابند رہیگا جن پر آزادی کی پوری تعریف صادق نہیں آسکے
گی۔ کیونکہ درحقیقت وہ آزادی ہی چند ضروریات کی پابندی
پر موقوف ہے) اسی بنا پر کہا جاسکتا ہے کہ انسانی روح
اپنی زندگی سلامت روی سے گزارنے کے واسطے کچھ طریقہ
اور ڈھنگ مقرر کر لینے پر مجبور ہے۔ چکی وجہ سے اوسکو
کسی قدر اطمینان اور راحت ابدی ہونی ہے اور اوس روح
کی وہ وحشت (جو اوسکو جسم کے تعلق سے بیدار ہوئی ہو)
کے قید و گم ہوتی ہے۔

یہ ضروری امر ہے کہ تمام انسانوں کے مجوزہ آئین اور قیود و بوجہ ناقص العقل کے برائی سے بچ نہیں سکتی ہیں۔ لہذا خداوند تعالیٰ۔ رحیم و دانا نے چند انسانوں کو عقل کا مادہ زیادہ عطا فرمایا تاکہ عام لوگوں کے مجوزہ قوانین کی اصلاح کریں۔ (دنیا میں یہ لوگ اکثر حکماء اور دانا کے نام سے مشہور ہوئے ہیں) ان مصلحوں نے فقط تنہا اور اکثر چند حکماؤں نے ملکر بالاتفاق ہی کچھ قوانین مرتب کر کے انسانوں کو (انسانی بہلائی کی واسطے) ان کی پابندی کی تعلیم کی۔ جبکہ کاروبار دنیاوی اس قدر زیادہ اور نتیجہ خیز ہو گئے کہ حکماء اور معمولی مصلحوں کا انتظام تہذیب نفس انسانی کے واسطے کافی نہ ہو سکا (کیونکہ وہ حکماء ہی حقیقتاً تمام و کمال عقل سلیم نہیں رکھتے ہیں۔ البتہ علم کی بدولت ان کو کس قدر صفائی قلب زیادہ حاصل تھی) تو منصف حقیقی نے حجت تمام کرنے کے واسطے انہیں نبی آدم میں سے چند اشخاص ایسے پیدا کر دیے جن کو عقل سلیم عطا فرمائی اور ان کو اپنے رسول یا پیغمبر اور نبی کے خطاب سے ممتاز کر کے تمام نبی نوع انسان کی بہلائی کے لئے چند قوانین کا خود حکم دیکر انسانوں کی ہدایت کے واسطے مقرر کیا۔

اب ہم پہلے اون قوانین کو بیان کرتے ہیں جنکو اہل کتاب نے حکما کا ترتیب دیا ہوا تحریر کیا ہے۔

تہذیب نفس انسان کے اون ہدایت ناموں اور قانونوں میں سے جنکو حکما نے ترتیب دیا ہے ایک وید ہے جو ہندوستان میں قوم ہنود کی ایک مذہبی کتاب یا اونکے خیال کے موافق آسمانی ہدایت نامہ کہلاتا ہے۔ اس مجموعہ میں زیادہ تر خدا کی حمد و ثنا اور عبادت کے طریقہ اور دنیاوی کاروبار کے ڈھنگ۔ آپس کے برتاؤ۔ باہمی متعلقات اور ہمدردی وغیرہ کا ذکر ہے۔

واضح رہے کہ قوم مذکور اس امر کو یقین کے ساتھ مانے ہوئے ہے کہ یہ ہدایت نامہ ابداً آباد سے باری تعالیٰ کا مقرر کیا ہوا ہے اور مخلوق کو تعلیم کیا ہوا ہے۔ لیکن بڑے مشکل اور تعجب کی بات ہے کہ وید نہ کسی پیغمبر کے نام سے نامزد ہے نہ کسی اونکے مقبول دیوتا نے اونکو پونچایا ہے۔ اونکا عقیدہ ہے کہ اون کے یقین کئے ہوئے خدا سے برتر نے خود پیکر انسانی میں جلوہ افروز ہو کر مخلوق کو تعلیم کیا ہے۔ پیکر انسانی کی تصدیق وہ لوگ اس طرح بتاتے ہیں کہ اونکے رب نے چند مرتبہ آسمان سے زمین پر انسان کی شکل میں رونق افروز ہو کر اپنے آپ کو اوتار کر

نام سے ظاہر کیا جن سے انسانی حالت میں تمام افعال و اطوار
 انسانی ہی مثل دوسرے انسانوں کے طور میں آتے تھے۔ اوغھون
 نے دنیا کا انتظام ہی کیا اور احکام کی تعلیم ہی کی۔ فرقہ موصوف
 اس امر کا مدعی ہے کہ ہماری نسل اور ہماری آسمانی شریعت ابد الابد
 سے (جسکے ابتدا لاکھون اور کروڑوں برس اور اس سے بھی
 زیادہ مدت سے جسکا شمار وہ خود نہیں بنا سکتے) قائم ہے لیکن یہ
 دعویٰ اونکا صرف اونکے دل و دماغ کے احاطہ کے اندر ہی اندر
 چکر کھارہا ہے وہ اسکا عقلی ثبوت پہنچا سکے نہ تھیں۔
 انسان ضعیف البیان نے دنیا کے بہت سے امور اور اسباب
 کی حقیقت از روئے علم و تجربہ دریافت کی ہے اور ایسے ایسی
 گنج کاویان کی ہیں کہ خود جنکا نتیجہ اپنی اہم اور دشوار ہونے پر
 دال ہے مگر بہت اور ارادہ کی مدد سے اونہوں نے اوس شوری
 کو حل کیا ہے۔ چنانچہ وید کے تحقیق کی بابتہ ہی کوشش
 رائیگان نہ گئی۔

تحقیقات سے اس مجموعہ کی تالیف اور تصنیف اور ترتیب اس
 طرح دریافت ہوئی ہے کہ ہندوستان کی سب سے پھلی راج گدی
 اجو دھیا پر ایک راجہ مہاراج فرما کر وائی کرتا تھا اوسوقت

مین ہندوستان نبی آدم سے بہرا ہوا تھا اور آسائش کے اسباب
 اور زراعت وغیرہ کچھ کچھ رواج پا چکی تھی۔ یہ لوگ آریہ نہ تھے
 نہ اوسوقت میں آریاؤں کا روئے زمین پر وجود تھا۔ ان باشندگان
 ہند کا مذہب توحید مطلق تھا مگر اصول بودہ کا رواج بھی بھڑکی
 تمام پھیلا ہوا تھا اسے زمانہ میں عجم کے تخت پر جمشید بادشاہ اپنی
 عظمت و جلال سے مخلوق کو تملک میں ڈال رہا تھا۔ اطراف عرب
 مین شدید اور شداد بادشاہوں کے پیر سے لہرا تے
 تھے۔ مصر کی بادشاہت کو طولیس کی حکومت سے زینت تھی۔
 چین کی سرزمین مین یاؤ کے خاندان کے لوگ یک بعد دیگر
 حکومت کر رہے تھے اور اس خاندان کی بادشاہی کا تختہ اوسط
 زمانہ محسوب ہوتا تھا۔ خطہ یونان کی طرف اہل تقیان کے قافلہ
 سیاہ بادلوں کی طرح اٹھ رہے ہوئے و سبدم چلے جا رہے
 تھے اوسوقت مین ایک گروہ ممالک آلائن سے ٹکڑے
 آلائن کے نام سے مشہور ہوتا ہوا دیار خراسان اور مازندران
 کی سیر کرتا ہوا سرزمین سرات مین پہونچا جن ملکوں اور
 بستیوں مین یہ گروہ گذرنا گیا کچھ لوگ اون بستیوں کے ہی
 ضرور انکے شامل ہوتے گئے۔ اسی طرح انکی تعداد ہر دم

اور ہر لحظہ زیادہ ہوتی گئی۔ یہ زمانہ از رو سے تحقیق عیسیٰ مسیح
 دو ہزار برس قبل پایا جاتا ہے۔ اس وقت ہرات کی زمین
 غیر آباد تھی سب سے پہلے جو آبادی وہاں قائم ہوئی وہ
 اسی گروہ کی تھی۔ جب یہ گروہ اس سرزمین کو تروتا زہ
 اور قدرتی فرحت افزا منظر دیکھ کر مقیم ہوا تو وہ خطہ آلائش
 کے نام سے پکارا جانے لگا۔ (یہی اس کا پہلا نام ہے) چونکہ
 اس گروہ میں بہت سے گروہوں کی لوگ شریک تھے اور
 دہم اس کی تعداد زیادہ ہوتی جاتی تھی لہذا اس کی زبان
 بہت سے ملکوں کی زبانوں کا مجموعہ ہو گئی تھی اور فی نفسہ ایک
 مرکب زبان نئے طور پر معلوم ہونے لگی۔ اس گروہ میں جس فرقہ
 کے لوگ زیادہ ہونے لگے وہ اپنی روزمرہ کی ضروریات رفع
 کرنے کی واسطے آپس میں اپنی قدیم زبانوں کا استعمال ہی کرتے
 رہتے تھے۔

جبکہ یہ مجمع زیادہ ہونے لگا تو دہران قوم نے معاملات زیادہ
 تیار کرنا چاہیے کہ وہ اس زبان میں نہیں لکھا گیا ہے بلکہ یہ وہ زبان ہے
 جس میں بودہ پوران وغیرہ یاد دوسری سنسکرت کتابیں لکھی گئی ہیں۔

یہ مختلف زبانیں ہندوین راج پا کر خداجانے کیا سننے کیا ہو گئی ہیں انکو براکرت کہتے ہیں

ہو جانے کے سبب تجویر کے کہ کچھ قواعد رفع احتیاج خلق کو
 واسطے مقرر ہونا چاہیں جس سے آپس میں فتنہ و فساد نہ ہونے
 پائے اور سب ایک سیدھے راستے پر چلنے کی کوشش کو
 انسانی تہذیب کی ترتیب ہونی چاہیے۔ اس خیال کو قائم کر کے
 تقرر قوانین کا سلسلہ شروع کر دیا اور ہر نئے امر کے واسطے
 ایسا کچھ قرار پایا کہ ایک نیا کام پہلی مرتبہ تجویر ہو کر جس طرح
 انجام پائے آئندہ ہمیشہ اوسکا وہی طریقہ برتاؤ میں رکھنا چاہیے
 چنانچہ عیسیٰ سے دو ہزار برس قبل خراسان سے نکلتے وقت
 یہ انتظام شروع ہو گیا تھا۔ بعد ازاں یہ گروہ مازندران میں آکر
 برائے چندے مقیم ہوا۔ چونکہ وہاں کے باشندے نہایت
 قوی ہیکل اور مہیب شکل کے انسان تھے اور قوت و طاقت
 میں ہی اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے لہذا اس گروہ پر بعض مازندران
 لوگ بطور حاکم قابض ہو گئے اور حاکمانہ تصرف کرنے لگے
 یہ گروہ اونکا مطیع اور فرمانبردار نہ گیا۔ بعد ازاں جب خطرات
 کی طرف کوچ کیا تو مازندران ہی حکومت کرتے ہوئے ان کے
 سامنے آئے۔ اب اون قواعد میں ان حاکموں کے اس قدر دخل
 ہوئی کہ وہ قوانین خاص افسروں یعنی مازندرانوں کی زبان میں

لکھی گئی۔

الغرض تمام شامل شدہ انسانوں سے جو مختلف گروہوں کی قوانین اور باتیں حاصل ہوئیں انہیں سے مفید اور بہتر حین چن کر جمع کی گئیں (اونکی حفاظت اور یادداشت کے واسطے خاص لوگ جو کہ عقیل تھے مقرر ہوئے۔ رفتہ رفتہ وہ لوگ اون قوانین پر اس قدر حاوی ہو گئے کہ بغیر اونکی مرضی کے یا اونکی تعلیم کے کوئی غیر اونکو سمجھ نہیں سکتا تھا کیونکہ وہ دیو لوگوں کی زبان میں مقرر کئے گئے تھے اور تمام لوگوں کی زبان اس سے غیر یعنی سنسکرت تھی) اس مجموعہ کا نام وید رکھا گیا۔ اور چونکہ مازندانی لوگ قومی ہیکل اور مذہب صورت کے زبردست انسان ہوتے تھے لہذا عام لوگ بلکہ تمام دنیا کے باشندے اونکو دیوتاؤں کے نام سے پکارتے تھے۔ اس لئے اس گروہ میں ہی وہ لوگ دیوتاؤں کو پکارتے گئے اور چونکہ اونکی زبان میں وید کی ترتیب ہوئی ہے لہذا کہا جاتا ہے کہ وید دیوتاؤں کی زبان میں ظاہر ہوا ہے۔ وید کی معنی علم۔ دانائی۔ واقفیت۔ دانستن وغیرہ۔

تاتم توہنج قیین و جا پان۔ وایران۔ و توران۔ و شاسنامہ۔ و نارنج تاتار۔ و برہا و سربا اس امر کو بخوبی ظاہر کرتے ہیں کہ ساکنان مازندران دنیا میں دیو بولے جاتے تھے۔

گروہ آلائی جبکہ ہرات میں مقیم تھا وید کی ترتیب جاری تھی۔
 تھوڑے عرصہ تک یہ لوگ وہاں بودو ہاش کرتے رہے چونکہ
 اس گروہ میں مختلف اقوام اور غیر گروہوں کے لوگ شامل
 ہوتے جاتے تھے لہذا اختلاف لفظ اور کثرت اجتماع زبانہا
 انسانی سے لفظ آلائیات (چونکہ بولنے میں زبان کو کسی قدر
 سختی اور تکلیف ہی پہنچاتا ہے) بگڑنے لگا اور آلائیات
 سے آلیات اور بعدہ آلیات سے آریات مشہور ہو گیا۔
 سکندر اعظم کے زمانہ تک خطہ ہرات کا نام شہر آریات
 مشہور تھا اسکی تصدیق تاریخ اسکندری سے بخوبی تمام
 پائی جاتی ہے۔ اوسمیں چند مقام پر یہ لفظ تحریر ہے (اور اسی
 طرح اوس گروہ کا نام بھی آلائیہ سے آلیہ اور آلیہ سے آریہ
 تبدیل ہو گیا) چونکہ اب وقتاً فوقتاً زبانوں اور لفظوں کے
 ڈھنگ میں تبدیلیاں ہوتی جاتی تھیں لہذا لفظ آریات نے
 بھی زمانہ کا دمدم رنگ بدلتے ہوئے دیکھ کر اپنی حالت بدنی
 اختیار کی۔ یعنی آریات سے آرات ہی رہ گیا اور پھر اسپرہی
 قرار نہیں ہوا آرات سے ہرات بن گیا جو اسوقت تک شامل
 ہے۔ شہر ہرات کی بنیاد کسی طرح عیسوی ۱۱۰۰ء کا شمار ہو سکتی ہے

سے زیادہ نہیں پائی جاتی۔

گروہ مذکور نہرات سے کلکمر گوشہ جنوب و مشرق کی طرف بڑھا
اور دریائے انڈس کو عبور کر کے پنجاب کی سیراب زمین کو
اپنا مسکن بنایا یہ زمانہ قریب سولہ سو برس قبل عیسیٰ سے
محسوب ہوا ہے۔ تاریخ ملک بہار کا مصنف اور ٹاؤنٹر اور
گلبرتہ صاحب مورخین اپنی تحقیقات میں تحریر کرتے ہیں کہ اس
گروہ کے پنجاب میں مقیم ہونے پر ہی وید کی تصنیف اور ترتیب
جاری تھی کیونکہ مخلوق کی زیادتی کے سبب کاروبار کی کثرت
ہوتی جاتی تھی اور اس کثرت کے باعث سے نئے قوانین کی
ضرورت پیش آتی تھی لہذا انہوں نے وید کی تکمیل ہی نہ ہوئی تھی کہ
بودھ مذہب نے ہند میں ترقی شروع کر دی۔ اس نئے مذہب
کی ترقی ہونے کے سبب وید کی ترقی مسدود ہو گئی۔

گروہ آلائیہ جو کہ آخر میں بہت سے تغیر پا کر آریہ ہی مشہور
ہو گیا۔ تمام دنیا کے جماعتوں اور فرقوں سے زیادہ دانا
اور ہوشیار اور عقیل اور فہیم تھا وہ یہ تھی کہ تمام دنیا کے
فرقوں میں سے تھوڑے تھوڑے انسان اس میں شامل تھے
اور سب گروہوں کے خیالات اور دستورات اور قوانین ہی

سے یہ گروہ واقف تھا اور ہوتا جاتا تھا۔ اسلئے تمام دنیا کے عقلا کے اصول انکے برتاؤ میں آئے اوسمیں سے چن چن کر عقل و شعور کی باتیں اس گروہ کے عقلا نے جمع کی تھیں۔ پھر اس فرقہ کا عقلمند ہونا تعجب کی بات تھی۔ خاص وہ لوگ جو حقیقت آلائی تھے بعد حاکمون اور سرداروں کے مغرور تصور ہوئے تھے۔ اونکے رنگ گورے چہرہ پر عقل و خرد کے آثار نمایان۔ ہمت اور شجاعت کا جوہر اونکے بشرے سے ہویدا تھا جنگ کی تدبیریں اچھی طرح کرتے تھے جس سے اونکو اکثر فتحیابی حاصل ہوتی تھی۔ پکا کھانا کھاتے تھے زراعت کرتے تھے جانوروں کو بلا لیتے تھے۔ شکار بھی کرتے تھے۔ کتا۔ بلی گائے۔ بیل۔ گھوڑا۔ بکری۔ اونٹ وغیرہ کو پالتے تھے۔ اسے علا قدر مراتب خاص خاص کام لیتے تھے۔ مثلاً شکار میں کتا۔ لڑائی میں گھوڑا۔ زراعت میں بیل۔ بار برداری میں اونٹ۔ قربانیوں میں بکری گائے وغیرہ مستعمل ہوتے تھے۔

(از مختصر تہجیس۔ لب التواریخ)

جبکہ یہ گروہ پنجاب میں مقیم تھا اسوقت میں اور بہت سے دور دور کے فرقہ مثل چچک ملک مصر مصر اور چیتری اور

ملک خطا سے ناگ اور ملک شام سے جاٹ اور عرب سے عرب اور یونانی وغیرہ وغیرہ اپنے اپنے ملکوں سے نکال کر بیان آئے اور سب آریہ مشہور ہو گئے۔ بعض موزون نے لکھا ہے کہ جب یہاں بھی اسکی زیادتی ہوئی اور سبزہ سب کی بود و باش کو کافی نہوا تو بعض شمال اور مشرق اور بعض جنوب اور مشرق کی طرف بڑھ کر اپنی اپنی راحتوں کے سامان اور مقام تلاش کرنے لگے۔

اوسوقت میں ہندوستان میں وہ قدیمی اقوام کثرت سے مقیم تھیں جو اولاشیا اور دون انبا، حام بن توح کی نسل سے یہاں آئی ہوئی تھیں۔ وہ ان نووارد اور ہوشیار آریہ لوگوں کی تہذیب سے پورے طور پر واقف نہ تھیں۔ یہ لوگ کسیقدر بد شکل اور بد ذول صورتوں کے سیاہ رنگ کے انسان تھے جنکو تازہ دار و گورہ رنگ والوں نے ان آریہ اور وحشی اور رکشش کے نام سے نامزد کیا ہے غرض آریہ لوگ چونکہ عقلمند تھے ہر کام اور کام انجام دینے کے ساتھ ہوتا تھا لہذا جب کبھی کوئی قوم انکی سدا رہا ہوتی تو وہ اکثر اوسپر فتح پاتے اور موقع پا کر کبھی کبھی آگے بڑھتے تھے اوسوقت میں

ہندوستان میں بہت سے شہر اور قصبہ اور بڑی بڑی آبادیاں
موجود تھیں اور اکثر عظیم الشان راج گدیوں ہی تھیں جنکا حال
راجاؤں کے سلسلہ میں آئیکا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

الغرض آریہ لوگ کئی سو برس کے عرصہ میں پنجاب سے گذر کر
بہت سی لڑائیوں کے بعد بدقت تمام الہ آباد تک پہنچے
اور یہاں مدت دراز تک مقیم رہے۔ پنجاب اور ممالک مغربی
و شمالی میں آریہ لوگوں کی حکومت تھی اور علاوہ اسکے باقی
تمام ہندوستان میں غیر آریاؤں کی بہت سی زبردست
حکومتیں قائم رہیں۔

فی زمانہ تمام قوم ہنود کے مہذب اپنے آپ کو آریہ تصور کر کے
فخر کرتے ہیں۔ مگر یہ خیال اونکا کچھ ہستی نہیں رکھتا ہے۔ کیونکہ
اونکو جسد تحقیق ہے انگریزی کے علم سے حاصل ہوئی ہے
حالانکہ انگریزی تعلیم اور تحقیق (جو اصل تحقیق کامل ہونے کا
دعویٰ کرتی ہے) غلط اور ناکافی بلکہ تعصب سے بھری ہوئی
ہے۔ کیونکہ انگریزی تحقیق اور تلاش اونکی سہراک محقق کے
خیال پر ختم ہو جاتی ہے اور وہ محقق یہ خیال کرتا ہے کہ بس
جسد میری سمجھ میں آیا یہی صحیح تھا باقی غلط اور جھوٹ ہے

اور یہ امر قانون تحقیقات کے محض خلاف ہے۔ آجکل جو ہندوستان
 میں اقوام ہندو چار فرقوں پر تقسیم ہے (برہمن - چھتری -
 ویش - شودر) یہی چار فرقہ ہندوستان میں آریاؤں کے
 آنے سے قبل ہی مروج تھے اور غیر آریاؤں کی بہت بڑے
 راجہ مہاراج والی اچھوتھیا نے جمشید بادشاہ عجم
 کی دوستی کے سبب ہندوستان میں جاری کئے تھے۔ آریاؤں
 میں بھی وہ فرقہ آمیز ہو گئے اور ادین ناموں سے مشہور ہیں
 یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ آریہ لوگوں نے حکوان آریہ
 تحریر کیا ہے وہ کئی قسم کے لوگ تھے۔ ایک تو وہ کہ جو بالکل
 وحشی اور مثل حیوان مطلق کے تھے جنہیں کسی قسم کی تہذیب
 نہ تھی اور جنکی نسلیں ہنوز ہند میں مثل گوند - سنتھال -
 بھیل - ماری و آوڑی وغیرہ کی مشہور ہیں اور
 دوسرے وہ لوگ تھے جو اپر حاکم تھے اور بہ نسبت انکے
 عقیل تھے انکی حکومتیں اور حکومتوں کے قوانین اور انتظام
 ملک اور ترتیب جنگ و جدل اور غیر مالک سے اتحاد اور
 رسوم اور ہمدردی وغیرہ وغیرہ کرنا اس امر پر دال ہیں کہ
 گو وہ مثل آریاؤں کے مذہب اور ذمی شعور نہ تھے مگر تاہم

ملک داری اور فتح و شکست اور رنج و راحت اور مخلوق کی آسائش کے اسباب مہیا کرنے کے ذریعوں سے اچھی طرح واقف تھے اسکی تصدیق اونکے قدیم آثار و ن (مثل تھیار۔ زیور۔ ظروف وغیرہ) سے بھی ہوتی ہے جو پہاڑی گھاٹیوں میں دستیاب ہوئی ہیں۔ اور اونا آریاؤں سے بہت سی لڑائیاں پیش آئیں جن میں اکثر غیر آریا لوگ بھی فتح یاب ہوئے اونکی فتح کا یہ پورا ثبوت ہے کہ دوسو برس تک آریاؤں کو پنجاب سے آگے بڑھنا نصیب نہوا اسکے بعد بہت عرصہ گزرنے پر جب غیر آریوں میں باہم فتنہ و فساد کے سبب قوت کم ہو گئی تو آریہ الہ آباد اور بنارس تک پھونچے مگر ہر بنارس سے آگے بڑھنے کی مدت دراز تک جرات نہوئی۔ کیونکہ بہارا اور بنگالہ کی راج گدیوں کی وہی زبردست قوتیں سد راہ تھیں جو آریہ نہیں کھلائی جاتی تھیں۔ اسی مضمون کو غیر محقق اور کوتاہ اندیش مورخوں نے یون سیان

یہ فتنہ و فساد اور تحقیق کے وہ ہنگامہ پایا جاتا ہے جو کوفہ ہندو میں مہابارت کی لڑائی کے ہیں کیونکہ یہ لڑائی غیر آریہ راجاؤں میں ہوتی ہے اور کوروا اور پانڈو دونوں گرو پیتراہے تو اس لڑائی میں تمام ہندوستان کے رئیس اور راجا ہر دو فریق کے جانب ہر لڑکر کھڑے تھے ایسے ہی آریاؤں کو بے شک ملے ملک میں بڑے طے جانے کی جرات ہوتی اور تمام ممالک مغربی و شمالی وادوہ میں ملک بہار تک آریاؤں کا راج قائم ہو گیا اور ملک برہمن و برہمنیوں کا عہد ہوتا ہے چنانچہ کالند کا پرکاش کی شرح میں جبکہ اجڑا کا ترجمہ تنزک ہند کے نام سے مشہور ہے بحوالہ برہمن کشا یہ حال بہت صاف تحریر ہے ۱۲

کیا ہے کہ آریاؤں کو جبکہ وہ پنجاب میں مقیم تھے وہاں کے سیرابی
 کافی تھی آگے بڑھنے کی ضرورت نہ تھی۔ سوچنے کی بات ہے کہ جو
 گروہ دشت نوردی اور بادریہ پیمائی کا خوگر ہو کو خاص کر کوئی مقام اپنی
 حیرت انگیز حیات کے واسطے کافی تصور کر کے مقیم ہونا کس درجہ دعوے
 کی دلیل ہو سکتا ہے اور ایسے محققوں کی تحقیقات کو کتنا شک و قوت
 پہنچا سکتا ہے۔ تعجب کا مقام ہے کہ وہ گروہ مالک آلاں اور
 کوہ قاف سے نکل کر تمام مالک شام اور خراسان اور مازندران
 اور ہرات وغیرہ کی طرف گشت کرتا ہوا آیا۔ مگر اوسکو کہیں کافی جگہ
 میسر نہیں آئی اور صرف پنجاب کافی تصور ہوا۔ یہ کلمات اول محققوں
 کی تحقیقات کا کافی اور ناتمام ہونے پر صاف دلالت کرتے ہیں۔ وہ
 شخص جس نے زمانہ قدیم کے تاریخی حالات غور و قائل سے دیکھے ہیں کبھی
 ایسی ضعیف حجتوں کو اپنے جی میں جگہ نہیں دیکتا ہے۔ اب اگر انگریزی
 تحقیقات پر غور کیا جائے۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ آریاؤں کے تین
 گروہ وسط ایشیاء سے نکل کر چھوٹے چھوٹے کئی گروہ بن کر اپنی اصلی
 وطن سے گوشہ شمال و مشرق اور گوشہ جنوب و مشرق اور اہل
 مغرب روانہ ہوئے۔

اور تمام اقوام اہل کتاب (یعنی واودی۔ یہودی۔ نصاریٰ۔ مسلمان)

اس امر پر اتفاق رکھتے ہیں کہ بعد طوفان نوح - دنیا اونکے تین بیٹوں کی اولاد ہے جو کہ اپنے وطن وسط ایشیا سے تین گروہ بنکر اطراف مذکورہ کی طرف روانہ ہوئے تھے (انہیں روانہ شدہ لوگوں کو انگریزی محققوں نے آریہ بیان کیا ہے۔

ہنود بھی اس امر کے قائل ہیں کہ کلجنگ کے آغاز میں منش (یعنی انسان) منو کے تین بیٹوں کی اولاد ہیں جو دنیا میں آباد ہیں۔ اس سوشیترجمہ مخلوق زمین پر آباد تھی یہ لوگ اوسکو منش نہیں کہتے ہیں (یعنی آدم خاکی) اب خیال کرنے کی بات ہے کہ ہر جب وسط ایشیا کے مسافر سب کے سب آریہ کہلائے تو غیر آریہ کہاں سے پیدا ہو گئے۔ جو لوگ طوفان نوح کے قائل ہیں اونکو تو ماننا پڑیگا کہ طوفان کے وقت سواے نوح اور اونکے بیٹوں کے کوئی انسان زندہ نہیں بچا اور انہیں کی نسل دنیا میں ہے۔

اور کلجنگ والے اپنے منش کی دلیل کو خوب مضبوط پکڑ کر رہ گئے۔ اور آریہ فرقہ اس امر کا معنی ہے کہ آریہ وسط ایشیا سے دنیا میں پہلے اور آریہ لوگوں کی نسل دنیا میں سب سے پہلی نسل ہے اور اونکا مذہب سب سے قدیم مذہب ہے۔ باقی تمام نسلیں آریہ کی شاخیں ہیں اور اوس سے پیدا ہیں۔ اس ماعاقبت اندیش فرقہ نے اپنے زعم میں آکر یہاں تک

غلو کیا کہ منس اور منو سے قبل ہی اپنی نسلیں تباہ لگے۔ تاریخ
چہنزار سالہ اور بدیع میں آریہ سمت لاکھوں کروڑوں بلکہ اس سے
بہی پہلے کی تحسیر میں آریہ سماج فرقہ عجب منحصرہ میں مبتلا ہے۔

علاوہ انکے محوسی طرق بھی قائل ہیں کہ کیومرث کی بادشاہی سو پہلے
سب لوگ فنا ہو گئے تھے محدودے چند باقی تھے جنسے نسل کا سلسلہ
قائم ہوا۔

اب خیال کرنے سے اور امور مذکورہ بالا کی تحقیق اور تطبیق کرنے سے
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آغاز کلجگ اور کیومرث کا طور اور طوفان فوج
یہ سب واقعات ایک ہی زمانہ میں گذرے ہیں (جیسا کہ ابوسیدہ اول اللہ ثابت ہیں)
پس جبکہ وسط ایشیا کے تمام باشندے (جو کہ تمام دنیا میں پھیلے اور جنگی
نسلیں آئیںک دنیا میں آباد ہیں) آریہ ٹھہرے تو غیر آریہ کہاں سے نکل
آئے انکا پتہ کوئی محقق صاحب نہیں بتاتے۔ پس ایک نقطہ کہہ کے
چوٹ گئے کہ اصلی باشندے تھے۔ آخر اصلی باشندوں کی کوئی بنیاد تو بتانا
چاہیے آسمان سے بارش کے قطر و کی طرح تو ٹپک ہی نہیں پڑے
ضرور کسی نسل میں ہو گئے۔ اگر کہا جائے کہ طوفان سے قبل کی نسلیں
کسین بلند مقامات اور پہاڑوں وغیرہ پر فنا ہونے سوراہ گئی ہوں گی۔ تو
کیا دنیا طوفان سے پہلے ایسے احمق تھی جسکا نونہ زمانہ حال کی غیر آریہ

ہو سکتی ہیں۔ اگر ایسا تھا تو ہنود کے دیوتا اور ان کے ہوا خواہ اور اقوام
اہل کتاب کے پیغمبر اور ان کی پیروائیں اور پارسیوں کے مقبولہ
اکابر اور دوسری اقوام کے پیشوا کی سب غیر آریہ تھے اور ان کے
اطوار غیر آریائیوں کے سے اطوار تھے۔ معاذ اللہ کوئی فرقہ اور کوئی فرشتہ
اس امر کو تسلیم نہیں کر سکتا ہے اور نہ یہ قابل پذیرائی ہے۔ اس لیے
تمام مندوبوں کی طبیعت کو اس طرف متوجہ ہونا پڑیگا کہ آریہ اور غیر آریہ
اون تین اشخاص کی اولاد ہیں جنکو ہنود چاند۔ سورج یون کہتے ہیں
اور اقوام اہل کتاب۔ سام۔ یافت۔ حام۔ تحریر کرتے ہیں اور اسکے
مان لینے کے بعد آریہ اور غیر آریہ کی اہلیت وہی قابل تسلیم ہوگی
جو ہم ابھی بیان کر چکے ہیں یا کچھ مختصر حال ساجوس جلد اول السنن
بیان ہو چکا ہے۔

آریائیوں کی قومی تربیت

یہ امر مسلم ہے کہ جب انسان معمولی ترددات سے مطمئن ہوتا ہے تو
اوسکو نئی باتیں سوجھتی ہیں اور خیالات میں وسعت پیدا ہوتی ہے کیونکہ
انسانی عقل کو گذشتہ واقعات اور حادثات کے تجربہ سے مشورہ
کرنے کا موقع ملتا ہے اور موجودہ امور میں اصلاح کی نوبت پیش آتی

ہے چنانچہ اسی بناء پر عیسیٰ سے تخمیناً تسولہ یا سترہ سو برس قبل آریہ
 لوگ پنجاب میں مقیم ہوئے اور یہاں چندے اس فرقہ نے اطمینان سے
 قیام کیا اور سوت تمام انسان ہر کام دینی اور دنیاوی میں شریک ہوئے
 تھے کوئی غیرت یا تفریق نہ تھی ہر کام کا آغاز بادشاہ حکم یا اجازت
 سے ہوتا تھا۔ بہت سے گروہ تھے ہر گروہ میں ایک سردار اسی قبیلہ سے
 ہوتا تھا اور سب لوگ اس سردار کے فرمان کو تسلیم کرتے تھے۔ چوٹے
 چھوٹے سب سردار کسی ایک بڑے سردار کے ماتحت اور فرمانبردار
 تصور ہوتے تھے یہی بڑا سردار منبرلہ حاکم یا بادشاہ سمجھا جاتا تھا۔
 چونکہ بعض اوقات اس معمول سے کچھ دقتیں ہی پیدا ہوتی تھیں کہ ایک
 ہی حاکم مختلف کاموں کے آغاز یا انجام کی واسطے درکار ہوتا تھا۔ لہذا
 اس فراغت کے زمانہ میں اس عقیل اور دانشمند فرقہ نے اس
 دشواری کو حل کیا اور بہت سی اصلاحیں پیدا کیں اور اپنے گروہ کو
 لوگوں کے انتظام اور آرام کی طرف توجہ کی جس سے مخلوق کو ہر طرح
 کی راحت اور آسانی ہو گئی۔ سب سے پہلو جو اس گروہ سے پہلا انتظامی
 کام طور میں آیا وہ آدمیوں کے پیشہ کی ترتیب اور تحقیق تھی۔ تمام
 امور دنیاوی اور دینی کے انجام کی واسطے چار قسم کے لوگ مختص ہوئے
 یعنی تمام گروہ میں سے جو لوگ زیادہ تر عقیل اور فہیم تھے انتخاب

کر کے اوسکی ایک جماعت قرار دی اور اس جماعت کے متعلق وید کی ترتیب اور تکمیل اور تعلیم اور امور دینی کا انجام کرنا وغیرہ وغیرہ ہو گئے۔ اس گروہ میں تمام قبیلوں کے لوگوں میں سے عقیل آدمی انتخاب ہوئے تھے جو کہ اس بڑے آریہ گروہ میں شامل ہو چکے تھے اور چونکہ یہ گروہ دانا تھا اس لیے حاکموں کا مشیر بھی رہا اور رفتہ رفتہ تمام کاروبار ملکی بھی اسی جماعت کے مشورہ پر چھڑ گیا اس جماعت کا نام برہمن مقرر ہوا۔

دوسرے جماعت اسطور پر منتخب ہوئے کہ تمام قبیلوں میں سے قوی اور دلیر لوگ چُن چُن کر علاحدہ کیئے گئے اور اوسکے متعلق صرف محاربوں کا انتظام اور جنگ و جدل کے کاروبار سپرد ہوئے۔ اس فرقہ میں بھی سب نسلوں کے انسان تھے۔ چونکہ یہ گروہ باقی تمام انسانوں کا محافظ سمجھا گیا اس لیے سرداری کے خطاب سے ممتاز رہا اور چھتری کہلایا۔ کیونکہ چتر فارسی زبان کا لفظ ہے اسکے معنی (سایہ) کے ہیں چونکہ تمام انسان انکے سایہ حفاظت میں تھے اس واسطے یہ گروہ چھتری کی نعت سے پکارا گیا۔

تیسرا فرقہ اس واسطے مقرر کیا گیا کہ جو لوگ حفاظت میں مصروف رہیں یا دینی کاروبار میں مبتلا رہیں انکے واسطے قوت فراہم کرنے کی تدابیر

عمل میں لائے اور انکی ضرورتوں کو سامان مہیا کرے تاکہ ان کے
 منصبی کاروبار میں حرج نہ واقع ہو اور ہر چیز ان کو ہر وقت تیار ملے
 اس گروہ میں بہت سے پیشہ مقرر کئے گئے اور ہر قسم کے کام کیواسطی
 تھوڑے تھوڑے انسان مخصوص کیے گئے تاکہ ان کے سامان ضروریات
 زیادہ تھے اور دہم زیادہ ہوتے جاتے تھے۔ چونکہ تمام انسانوں کی
 زندگی اور راحت اسی تیسرے فرقہ پر موقوف سمجھی گئی اور کہتے وغیرہ
 کا تعلق بالکل اسی جماعت سے تھا اس لیے یہ جماعت تمام انسانوں کی
 نظریں محبت کی نظر سے دیکھی جاتی تھی اور ہمیشہ سرداروں کی مہربانی
 اس گروہ پر رہتی تھی۔ اس گروہ میں بھی مذکورہ بالا طریقہ کے موافق
 تمام قبیلوں کے لوگ شامل تھے اور یہ گروہ تعداد میں سب سے بڑا
 تھا اس جماعت کا نام ویس رکھا گیا۔

چونکہ گروہ خدمتی لوگوں کا مقرر ہوا۔ یہ وہ لوگ تھے جو اس گروہ کے تمام
 موجودہ انسانوں میں بہت ہمت اور سست اور کاہل کر یہ منظر وغیرہ تھے
 بعض مفتوح شدہ غیر آریہ بھی اس فرقہ میں داخل ہو گئے تھے۔ لیکن
 غیر آریہ جو کس قدر ذی شعور تھے ویش کی جماعت میں ہی شامل ہو گئے
 تھے اس جماعت کا قوت مخدوموں کی ذات کے متعلق مانا گیا۔

الغرض یہی چار جماعتیں بعد چند مدت کے چار ذاتیں مقرر ہو گئیں۔ پہر رفتہ

رفتہ ہر پیشہ ایک ذوات متصور ہونے لگا چنانچہ فی الحال کئی ہزار ذائقین
شمار میں آتی ہیں۔ لیکن یہ فرقوں کی ترتیب آریاؤن کی جدت طبع کا
نمونہ تھا بلکہ اسکے دو ماخذ بہت قوی معلوم ہوتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ مدت
وراز سے ملک فارس میں جمشید بادشاہ نے یہی انتظام اپنے ممالک
میں جاری کر رکھا تھا جس کا زمانہ آریاؤن کے اس انتظام سے بہت
قبل محسوب ہوتا ہے اور دوسرے ہندوستان میں غیر آریاؤن کو بہت
بڑے راجہ مہاراج والی اجداد ہیا کے زمانہ میں جو کہ جمشید کا معاصر
اور دوست تھا یہی طریقہ مقرر ہو چکا تھا۔ کیا عجب کہ ایرانیوں کی آمد و رفت
کے سبب اور ہندوستان کے غیر آریاؤن کے حالات معلوم ہونے
کے سبب سے یہ رواج آریاؤن کو معلوم ہوا ہو اور پسند ہو کر اس گروہ
کے غفلانے انہو گروہ میں جاری کر لیا ہو۔

اوس وقت میں آریہ فرقہ کے لوگ آگ اور پانی اور ہوا کی عزت کرتے
تھے (شاید یہ محوسیوں کے میل جول کا اثر تھا) وید جو کئی سو برس سے
ترتیب ہوتا چلا آتا تھا زیادہ تر پنجاب میں مقیم ہونے کے بعد ترتیب دی گیا
ہے۔ کیونکہ بیان اول کو کسیندر دشت نوروی سے مطمئن ہو کر مینیا پڑا تھا۔
آخر زمانہ میں جو تھینا عیسیٰ سے پندرہ سو برس قبل سمجنا چاہیے ایک شخص
بیاس نامی نہایت عقل اور داناپید ہوا جس نے ویدوں کے حصے کیے

اور بعد مہابھارت تصنیف کیا۔ ابتداً برہمن سب ایک فرقہ میں شمار ہوتے رہے مگر جب اس فرقہ کو قوت ہو گئی تو رفتہ رفتہ اس قوم کا ہر شخص جو کسی زبردست حاکم کا مشیر ہوتا اپنے آپ کو دوسروں سے اچھا تصور کرتا تھا۔ اور بعد اوسکی نسل اپنی بزرگی پر فخر کر کے اپنے آپکو اوسکے نام سے اور اوسکے خاندان سے مشہور کرتے تھے۔ اسی بناء پر ہندوستان میں یکے بعد دیگرے کئی تختگاہیں زبردست ہو گئیں جہاں کی تخصیص کے ساتھ کئے گروہ صرف برہمنوں کے معزز سمجھے جانے لگے۔ یہاں تک کہ دس فرقہ ہو گئے اور اونکی سکونت اور خاندان کے اعتبار سے اونکی مستند اور غیر مستند ہونے پر دلائل قائم ہونے لگے وہ دس فرقہ یہ ہیں سارست۔ گور۔ قنوجیہ۔ مٹیل۔ اٹکل۔ مہاراشت۔ دژور۔ کازناک۔ تیلنگ۔ گورچر علاوہ انکے ایک اور فرقہ برہمنوں کا ہے جو ساکت دیشی کہلاتا ہے۔

چھتری پہلے تین قسم کے گئے جاتے تھے ایک سورج بنسی جو مثل کچواہا کھلوت وغیرہ کے ہیں۔ دوسرے چند بنسی جو مثل راٹور۔ چندیل جاوون وغیرہ۔ تیسرے جو اگن کنڈ سے پیدا ہوئے۔ یعنی پنوانڑ۔ چوہان۔ پرہار۔ سونلگی وغیرہ کہلاتے ہیں اب ان قسموں کی پانچ شاخیں ہو گئی ہیں۔

۱۲۔ راکت ویب (یعنی سیٹھا) جسکو ایرانی لوگ (ساکا) کہتے ہیں یہ خطہ زبان متعلق ہے ۱۲

مخفی نہ ہے کہ زمانہ سابق میں برہمن کوئی خاص قوم یا نسل نہ تھی۔ اک
 عہدہ تھا جو اکثر دوسرے فرقہ کے لوگوں نے ہی حاصل کیا ہے اور
 برہمن کہلائے ہیں بلکہ ان فرقوں کا انتظام صرف افعال پر منحصر تھا اس
 بیان کی تصدیق سگریٹ صفحہ ۸۔ اشلوک ۲۸ سے ہوتی ہے جس کا
 ترجمہ بالو دم دیورا س پانڈ سے رئیس (سریاضلح بلیا) نے ہی کیا
 ہے اور علاوہ اسکے وشنو امتر جو دراصل چندرنبی چتری تھے صرف
 عبادت اور ریاضت شائقہ کرنے کی بدولت برہمن کے لقب سے
 ممتاز ہوئے۔ اس طرح بہت سے ویش اور برہمن جسکو جنگ و جدل
 کا شوق تھا ہمت اور مردانگی کے جوہر کو نہیں چپا سکتے تھے میدانوں
 میں جرات دکھا دیکھا کر چتری کہلائے ہیں راجہ رجبسوی کی اولاد
 میں پرت رتنہ جو راجہ چتری چندرنبی گذرا ہے اس کی اولاد
 کرن گوت کی برہمن کہلائی اور کئی راجاؤں کی نسل سے برہمن اور
 بیش ہی پیدا ہوئے ہیں (برہمن پوران)
 آئینہ اخلاق کا مصنف نقل کرتا ہے کہ ایک قول منوجی کا ہے
 جس کا یہ مدعا ہے کہ محض جنم سے کوئی شخص برہمن یا چتری نہیں ہوتا
 بلکہ کرم کی بدولت ہوتا ہے سری مد بہا گوت کی پانچویں جلد میں
 ریشو کے اٹھارہ لڑکوں کے حالات لکھے ہیں۔ خاندانی چتری تھے

اور اپنی افعال حسہ کی بدولت برہمن کو درجہ کو پونچھ (منہ و دوسرے ترجمہ لفظ)
 اور شکر اچارج کی تصنیف میں بھی یہی مضمون درج ہے باوجود اس بات کے
 کہ آریاگر وہ میں ضرور فکرو اس طرح چار فرقوں کی بنیاد دی گئی تھی مگر وہ لوگ پسین سب ایک جگہ
 رہے اور ایک ہی ساتھ قبیلہ قبیلہ کو لگ کھانڈتے تھے ایک فرقہ کو لوگ کچا یا کھانا دوسرے
 فرقہ والو بلا کر است و اشتیاد کھانڈتے تھے چھوت وغیرہ کا کوئی خیال نہ تھا جس سے
 اس زمانہ میں ذات جاتی رہتی ہے چنانچہ منوہرمت میں سوا شود کو اور فرقہ کے
 آدمیوں کو ساتھ کھانڈتے ہیں کی یا ایک ذات کچا یا کھانا دوسری ذات کو لوگوں کو کھانا
 کی کہیں مانعت نہیں پائی جاتی ہے۔ البتہ شود کا جو نام کھانڈتے کو کھارہ تحریر ہے وہ
 بھی بالکل خفیف یعنی سات روز صرف آتش جو بنیاد اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس
 زمانہ میں ذات کوئی غرت اور تو قیر کا باعث نہیں سمجھی جاتی تھی بلکہ کاروبار کی اسفلی
 اور انتظام کی واسطے ذات کا لحاظ تھا (ادھیاء ۱۱۔ اشلوک ۵۳) بدیع فرقہ کا ایست یہ
 فرقہ منہ و ستانین بہت مغرور اور قدیم سے پایا جاتا ہے مگر اس کا کسی کتاب میں مفصل حال نہیں
 دیکھیں مگر آیا یہ منہ و ستانین کہ زمانہ قدیم کی کتابوں میں اس کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ بعض نوشتوں میں
 زمانہ عیسوی سال کو آغاز کو بعد پایا جاتا ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ فرقہ منہ و ستانین
 کی نسل سے جاری ہوا ہے جس کا زمانہ از رو تحقیق دو سو چالیس سن قبل عیسیٰ ہوتا ہے اس پر
 (دع منہ و ستان) کو مولف ذہبت سے وجہ بھی پیش نہیں کرتے لیکن آخر کو وہ خود ہی حرکت
 کرتا ہے کہ چنڈ گپت سے بہت مدت قبل کا ایستہوکانہ گالہ میں قدیمی اور بہت زبردست
 راج تھا جس کو راجا نوکر جبریل طویل طویل شجر سلسلہ وار موجود ہیں انشاء اللہ اجاؤر

کے حالات کیساتھ تحریر ہو گئے۔ اور چند رکیت کے پڑکی نسل سوانکا سلسلہ مان
لیا جائے تو قدیمی بنگالہ کا راج طبیعت کو مشکوک کرتا ہے اور اگر قدیمی راج کو یقین کر
ساتھ قبول کیا جائے تو خیال پیدا ہوتا ہے کہ شاید پورا نوکی تصنیف کو زمانہ میں یہ فرقہ
موجود نہ تھا کیونکہ اس زمانہ میں جس قدر اقوام ہندوستان میں موجود تھیں سب کا
حال پورا نوین تحریر ہو گیا اس فرقہ کا کہیں ذکر نہیں غرض اس گروہ کی نسبت کوئی
راہی قائم نہیں ہو سکتی اس قدر ضرور کہا جاسکتا ہے کہ یہ فرقہ مخلوط نسل بیشک ہے۔

آریاؤ نکر فنون و علوم

جبکہ آریہ گروہ کے دانشمند پیشوں کا انتظام کر چکے اور ملکی حفاظت
سے مطمئن ہوئے۔ آسائش کے سامان و مہم مہیا ہونے لگے
خدمتی لوگ بھی ہر طرح کے آرام پہنچانے لگے۔ دینی امور کی تکمیل اور
تحفظ کے واسطے ایک فرقہ مخصوص ہو چکا تھا بلکہ یہ دانشمند بھی خود
اوس فرقہ میں شامل تھے۔ تو اس آسائش کے وقت میں بھی ان کے
متلاشی و مانع اور دور بین عقل نے ہونا ہر طبیعتوں کو چین سے
نہ بیٹھنے دیا۔ پیشوں کی ترقی اور ترقیب ہوتے ہی ان کو اس امر کا خیال
ہوا کہ فنون کے واسطے قواعد منضبط ہوں اور اوس کو عقل کے ذریعہ

سے مکمل اور مدلل کرنا چاہیے تاکہ ہر کام میں آسانی واقع ہو۔ انہیں خیالات سے آریہ فرقہ میں علوم کی بنیاد پڑی اور چند روز میں فنون کے سبب سے بہت سے علوم پیدا ہو گئے اس واسطے کہا جاسکتا ہے کہ فنون کو علوم پر قدیم مرتبہ حاصل ہے۔ لیکن کاروبار کی زیادتی کے سبب سوائے فرقہ برہمن کے باقی سب فرقہ علوم سے بہرہ یاب نہ ہو سکے اور علوم اسی فرقہ کے حصہ میں رہے۔ اس گروہ نے اوغین بہت ترقی پیدا کی آخر یہاں تک نوبت ہوئی کہ علوم ہنرمند گاہ پیدا کرنا برہمنوں کا خاص کام ہو گیا اور اسی سبب سے ان کو عزت حاصل ہوتی رہی کس لئے کہ ہر پیشہ کے قواعد اور اصول وغیرہ میں برہمنوں کو دخل تھا اور صلاح بنانا ضرور ہوتا تھا اس لئے ہر شخص کو اس فرقہ سے واسطہ پڑتا تھا۔ جب ایسی حالت ہوئی تو برہمنوں نے نہایت کوشش کے ساتھ کچھ ایسے اصول جاری کئے جسکے سبب سے دوسرے فرقہ کے لوگ علوم کو حاصل کرنے کے مستحق اور برابر نہ سمجھے گئے۔ اس طرح علوم دوسرے فرقوں سے چھپائے گئے عیسیٰ سے چودہ سو برس سے کچھ قبل آریہ گروہ کا تسلط بہار اور

جگالہ پر یہی ہو گیا تھا لہذا ہندوستان کے برہمنوں نے سب سے بڑا ایک کتب خانہ ملک بہار میں قرار دیا اور اس سرزمین میں کیا

دارالعلوم ایسا بڑا بنایا کہ جس میں ہر قسم کے علوم اور فنون کی تعلیم
 ہوتی تھی۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ مہابھارت کی لڑائی کو تھوڑی مدت
 گزری تھی ملک میں کوئی فرقہ آریہ گروہ کے مقابلہ میں سر اٹھانے
 کے قابل نہ تھا اور ٹھیکاً ۱۴۵۱ برس قبل عیسیٰ سے سیاسی جی نے
 ویدوں کے حصے ہی کر لیے تھے اور مہابھارت بھی تصنیف ہو چکی
 تھی علوم کا چرچا ہو چلا تھا مگر فنون کے حصول میں فرقہ ویش کی سب
 جماعتیں شریک تھیں اور علوم صرف برہمن کی قوم کے حصہ میں تھا
 باقی سب محروم تھے۔ غیر ملکوں کے لوگ بھی اس دارالعلوم میں نہ
 جا سکتے تھے نہ شامل ہو سکتے تھے۔ کیونکہ ذات اور قوم کی
 پابندی سے علوم اور فنون چپائے جاتے تھے۔ تھوڑے عرصہ
 میں بہت سے علوم پیدا ہوئے علوم میں بے انتہا ترقی ہوئی بڑے
 بڑے کمال پیدا کیے گئے تاریخ مرآۃ الانظار کا مصنف تحریر
 کرتا ہے کہ جب ملک بہار میں دارالعلوم قریب پایا تھا اس وقت میں مسلمان
 اور تنازعات کا فیصلہ ایک سردار کے سامنے اسطور پر ہوتا تھا کہ مٹی
 اور مدعا علیہ کے اظہار لیے جاتے تھے فیصلہ کے واسطے جگہ مقرر تھی
 اہل سالہ و ملن آکر جمع ہوتے تھے بادشاہ کے واسطے بھی قانون
 کی پابندی لازمی تھی اسکو روز و شب کے اوقات قانون کی

پابندی کے ساتھ گزارنے ہوتے تھے۔ برہمنوں کی بات بادشاہ کی بات پر افضل ہوتی تھی اور العلوم میں بارہ ہزار طلباء تحصیل علوم کرتے تھے یہی وجہ ہے کہ اوس خطہ کا نام بھار مشہور ہو گیا اس سے قبل اوس سرزمین کو مکدہ ویش کہا کرتے تھے۔ طلباء کا صرف حاکم یا سردار کے متعلق تھا چونکہ اوس زمانہ میں انسانی عقول کو بے سود اور لاطائل باتوں سے فراغت تھی دنیا کے جگڑے انسان کو ساتھ اس قدر نہ تھے کہ اوسکو مہلت ہتی لہذا وہ علوم کہ جنکو عقل سے زیادہ تر تعلق پایا جاتا تھا بہت ترقی پذیر ہوئے۔ چنانچہ حکمت نفی اور فلسفہ اور نجوم وغیرہ زیادہ ترقی کر گئے حتیٰ کہ کوئی طالب علم ایسا نہ تھا جسکو دو چار مسائل ایسے علوم کے یاد نہ ہوں۔ اسی زمانہ میں علم الہیات کی طرف زیادہ توجہ ہوئی ہے جسکا نمونہ یہ ہوا کہ ذات باری تعالیٰ کے کہنے کو دریافت میں چہم فریق پیدا ہو گئے اور ہر فریق اپنے تحقیق کے جدا جدا کہانی گانے لگا۔ اون چہم فرقوں کے خیالات کے جدا چہم مکتوبی مجموعی ہیں جنکو چہم شاستر کہتے ہیں۔ اونکے نام شاکمہ۔ بیشیشٹ۔ تیشائی۔ جوگ۔ یعنی پاتھل۔ میاشنا۔ ویدانت ہیں۔ علاوہ انکے اور بھی دو شاستر ہیں جنکو برہمن لوگ گمراہ بتاتے ہیں یعنی بودہ اور جین اب

اب ہم ہر ایک شاستر کے مضمون کا تھوڑا تھوڑا خلاصہ تحریر کرتے ہیں جس سے ناظرین کو خیالات کی تفریق معلوم ہو جائیگی۔ پہلا سا نمک شاستر ہے یہ شاستر کیل حکیم کا بنایا ہوا ہے اس میں لکھا ہے کہ عالم کی آفرینش پر کرت (یعنی سبب مادی) سہ ہے۔ دوسرے مقام پر عالم کو قدیم بھی مانا ہے اور لگتا ہے کہ عالم کی نیستی درجہ معدومیت کو نہیں پہنچتی ہے بلکہ معلول داخلات ہوتا ہے جیسے کچھوا اپنے دست و پا اپنے جسم میں داخل کر لیتا ہے اور پھر باہر نکالتا ہے اس پر کرت یعنی مادہ کی ابتدا اور انتہا نہیں ہے عقل و گیاست نہیں رکھتا ہے اس شاستر کا مصنف خبر لا تہجرا کا قائل ہے اور کہتا ہے وہ علت ہوتا ہے معلول نہیں ہوتا۔

پیدائش اور ترتیب عالم اس طرح مانی ہے کہ پیدائش یا قسم پر کرت ایک پر کرت یعنی علت۔ دوسرے اور تیسرے پر کرت بکرت یعنی علت اور معلول چوتھے نہ علت نہ معلول۔ اول پر کرت سے بدہ یعنی علم و ادراک پیدا ہوا اور کو مہمت کتے ہیں دوم مہمت سو انہکار (یعنی یقین کرنا کہ میں ہوں) پیدا ہوا۔ سوم گیارہ اندری یعنی پانچ گیان اندری جنکو جو اس خمسہ باطنی کتے ہیں اور پانچ کرم اندری جنکو جو اس خمسہ ظاہری سے تعبیر کرتے ہیں اور گیارہوان

انتہ کرن جو حس و حرکت دونوں کا ذریعہ ہے پیدا ہوئی۔ جو چیز جس سے پیدا ہوئی ہے اور جس جس ترتیب سے پیدا ہوئی ہے وقت فنا اسی ترتیب سے سلسلہ وار برعکس پیدائش اسی میں داخل ہوتی چلی جائیگی۔ اس شاستر میں بہت مباحثے اسی قسم کے لکھے ہیں۔

دوسرا۔ شاستر بیشک ہے اوسکو کنا دو انشمنڈے ترتیب دیا ہے اس میں اکثر الہیات اور محسوسات پر بحث کی ہے اور لکھا ہے کہ عالم اجزا سے مرکب ہے اور وہ اجزا جسے عالم نے ترکیب پائی ہے ایسے ہیں جن میں از خود حرکت کرنے اور جمع ہو جانے کی قوت ہے اور وہ اجزا ابدی ہیں جو کہ ہمیشہ سے بنے ہوئے ہیں۔

تیسرا۔ نیامی شاستر ہے جسکو گوتم رشی نے بنایا ہے۔ اس شاستر میں طبیعات۔ الہیات۔ ریاضی۔ منطق۔ مناظرہ وغیرہ کا بیان ہے۔ ذات باری تعالیٰ کو تعدد اور اشتقاق اور جسمائیت وغیرہ سے پاک لکھا ہے اور ایسا خیال کیا ہے کہ وہ ذات۔ ازلی ابدی۔ آفرینندہ۔ نگاہدار زندہ اور بسط حقیقی ہے اوزکا قول ہے کہ

ہا۔ یہ گوتم رشی زمانہ قدیم میں ایک بڑا حکیم تھا جو ہمارے مدرسہ کا تعلیم یافتہ تھا اور اوس گوتم کے سوا ہے جو کہ بودہ مذہب کے تاساتہ مخصوص ہے کس گوتم کا زمانہ گوتم بودہ سے بہت قبل گذرا ہے۔

موصوفہ بالا خداوند تعالیٰ نے سب سے پہلے ایک شخص کو پیدا کیا جس کا نام عوام میں برہمچا مشہور ہے اور بعد پیدا کرنے کے اس کے ساتھ پیوند خاص پکڑا جیسے تعلق جسم کا روح کے ساتھ برہمچا جی خدا کے منشاء سے تمام کاروبار کرتے ہیں۔

اس شاستر میں تحریر ہے کہ خدا تعالیٰ فاعل مطلق ہے اور بندہ و نکل اعمال معلول قدرت ہیں۔ نیکی بدی کا تین کتب الہی سے ہوتا ہے ہر شخص اپنے اعمال نیک و بد کے عوض دوزخ و جنت میں جایگا اور بعد سزا و جزا وہاں سے نکل کر دوسرا جنم لیگا۔ اسیکو تناسخ کہتے ہیں اور یہ تناسخ کا سلسلہ اسوقت تک جاری رہتا ہے جب تک بے نیازی حاصل ہو۔ اس شاستر کے پیروؤں میں سے بعض قہر پور لوگ اجزائے عالم کو حادث ٹھہراتے ہیں اور بعض اپنے خیالی قوت کے ضعف سے قدیم ٹھہراتے ہیں۔ باری تعالیٰ کی ائمہ صفتین بیان کی گئی ہیں۔ اول گیان یعنی دانش۔ دوم خواہش سوم تدبیر کار و ترتیب۔ چہارم قہر و پنجم مقدار ششم تشخیص و تینتر ہفتم سنجوگ یعنی ملنا اور ملنا ششم بھاگ یعنی جدا ہونا۔ مجملہ ان آٹھوں کے چہلہ مل کی قدیم تصور کرتے ہیں۔

چوتھا شاستر جوگ جسکو پاتجل رشی نے ترتیب دیا ہے اس

شاستر کے معتقدین کا عقیدہ ہے کہ ایشتر یعنی واجب الوجود ایک
 ذات جسکی صفت واحدیت اور بے ہمتا ہے اور ایشتر کے سوا مخلوق
 میں جو کچھ ہے جلیو ہے (یعنی ممکن) اور لغت میں جلیو کے معنی
 جان کے متعل ہوتے ہیں کہتے ہیں ایشتر فاعل ہے تمامی عالم
 کا اور تمام عالم اور عالمیان اویکو بنائے ہوئے ہیں اور اوسکی
 ذات مقدس اولام اور اسقام اور عیوب سے منزہ ہے اور
 جناب اوسکے اعمال اور افعال سے بری ہے مراد اس سے یہ ہے
 کہ اوس ذات مقدس کو عبادات شرعیہ وغیرہ لازم نہیں اور وہ
 تمام ہونے والے امور سے واقف اور تمام موجودات سوا گاہ
 ہے اور ایسا حاکم ہے کہ کسی دوسرے کا محکوم اور فرمانبردار نہیں
 ہے۔ مرگ اور رنج کو اوسکی حیات سرمدی سے کوئی تعلق نہیں ہے
 اور جلیو وہ ہے کہ قید آلام بند اسقام و شکنجہ تکالیف و آزار و
 زندان اعمال و کردار میں مبتلا ہو کر کسی دوسرے کے حکم کا محکوم اور
 فرمانبردار ہے اور یہ جلیو در حقیقت جسم جسمانی نہیں ہے بلکہ جسم
 میں گردان ہے لیکن غفلت سے اس نے خود اپنے آپکو ابدان
 سے تصور کیا ہے اور جسم سمجھا ہے اور اسی حالت سے کچھ مدت
 گزرنے کے بعد افعال بدنی چھوڑنے سے مترد ہوتا ہے اور

دوسرے جسم میں جانے سے پریشان بنتا ہے کیونکہ جان کو نفس
 یوگ (کرتکاری نہیں) یوگ کے معنی اہل ہند کی لغت میں پیوستن اور
 وصول کے ہیں اور مراد یوگ سے یہ ہے کہ دل کو ہمیشہ یا دحق میں مصروف
 رکھے اور وہ دل جو منبر لائیت المقدس اور خانہ خدا کے ہے اسکو
 غیر کے قیام سے باز رکھے اور اس طریقہ کی واسطے آٹھ ڈھنگ ہیں
 ہر ڈھنگ ایک عضو کے نام سے نامزد ہے۔ اول یم۔ دوم نیم سوم
 اشم۔ چہارم پریا یا نا۔ پنجم پرتیا بارششم دیرنا۔ سہتم دیسان۔ ہشتم مایا
 اب یم بھی پانچ قسم پر ہے اول (اہسا) یعنی بے آزاری اور اس
 اصول کا جزو اعظم یہ ہے کہ کسی حیوان کو نہ مارے (یعنی جیو نہ تھیا) مکرر
 دوم (اسپتم) یعنی راستی سوم (استیم) یعنی چوری نہ کرنا چہارم (برہم) چار
 یعنی عورت سے دوری اختیار کرنا اور اختلاط فسون چھوڑ دینا تاجر و اختیار
 کرنا اور خاک پر سونا۔ پنجم (اپہ کرہم) یعنی کسی سے کچھ خواہش نہ رکھنا اور کچھ
 طلب نہ کرنا اور اگر بے طلب بھی ملے تو نہ لینا۔ دوسری قسم اونھین اٹھوں
 میں کی نیم ہے یہ بھی پانچ طور پر تقسیم ہوتی ہے۔ اول (ت) یعنی
 ریاضت دوم (جپ) یعنی تسبیح اور دعا خوانی ذکر اذکار وغیرہ سوم
 (ستوش) یعنی رضا و خورسندی چہارم (شوجم) یعنی پاکیزگی و عبادت
 و تقدس۔ پنجم (ایشر پوجا) یعنی خدا پرستی و عبادت اور تیسری قسم

اقسام ثانیہ میں سے (آسم) ہے جسکو مہدی زبان میں (آسن) یعنی نشست کہتے ہیں اور یہ بھی کئی قسم پر ہوتا ہے قسم چہارم اقسام ثانیہ میں سے (پرایاتم) ہے یعنی سانس اندر اور باہر گو بقاعدہ معینہ لینا۔ پنجم قسم اقسام ثانیہ میں کی (پرتیار) ہے اسکا یہ مدعا ہے کہ تمام خواہش نفسانی اور لذائذ حوائی سے دلو کو باز رکھنا۔ ششم قسم اقسام ثانیہ کی (دبارنا) ہے یہ دلی خجیدگی ہے اور اسکو قابو میں کر لینا ہے سہتم (دھیان) اور یہ مرتبہ یا د خدا اے تعالیٰ کا ہر ہشتم (سما و بدن) یعنی دل کو یا د خدا میں فضا حاصل ہونا ہے۔ جب یہ سب باتیں پوری ہو جاویں تب سمجھنا چاہیے کہ یوگ پورا ہوا جس تک روح انسان اس حالت کو نہیں پہنچ سکتا جس کی تکالیف سے رہائی نہ ملے اور تبدیل اجسام یعنی جنم ہوتا رہیگا۔ انکا عقیدہ ہے کہ آخر میں ایک حالت بہت تغیر اور تبدل کے بعد ایسی ہوتی ہے جس سے یوگ پورا ہوتا ہے اور انسانی روح کو نجات ہوتی ہے۔ لیکن اسکی تکلیف دور کرنے کی واسطے انسان کو عبادت اور ریاضت سے کوشش کرنا بھی بہت ضروری ہے ورنہ انسان ظالم تصور ہوگا۔

فی الحال جو ہندوستان میں اس شاستر کی پیروی کے ساتھ ایک فرقہ مخصوص ہے جسکو جوجی کہتے ہیں کچھ اونکے خیالات اور حالات تحریر کرو جاتی ہیں

جوگی لوگ اپنے آپ کو واصلانِ حق سے سمجھتے ہیں اور خدا کا نام لکھ
 کتے ہیں انکے اعتقاد کے بموجب خدا کا برگزیدہ اور خاص بندہ
 گورکھ ناتھ ہے اور اس طرح پچند زاتمہ کو بھی کالانِ حق سے
 تصور کرتے ہیں اور برہما - بشن - ہمیش کو فرشتہ جانتے ہیں۔ کتے ہیں
 کہ وہ گورکھ ناتھ کے شاگرد اور مرید ہیں یہ جوگی بارہ طریقہ کے ہیں
 یعنی نیت ناتھ - آئی نپتی - بجلکھر - پرگ - ناتیری - اردواری - باری
 امر ناتھ کم سیب داس - جولی باندی - ترنگ ناتھ - بار پرگ نپتی
 نیکر نیت - انکو خیال کے موافق خداوندانِ جمیع ادیان و مل و
 مذاہب از انبیا و اولیا شاگردانِ گورکھ ناتھ سے ہیں اور اونوں
 نے جو کچھ پایا ہے اونہیں سے پایا ہے اور عقیدہ رکھتے ہیں کہ
 محمدؐ بغیر آخر الزمان بھی گورکھ ناتھ کے شاگرد تھے مگر مسلمانوں کے
 خون سے ظاہر نہیں کرتے تھے (لاحول ولا قوۃ الا باللہ)

اس گروہ کے مذہب میں کوئی چیز محرماتِ میں سے حرام نہیں سمجھی
 جاتی ہے جب خوک کا استعمال کرتے ہیں تو نہو داؤز نصاریٰ کی مثال
 دیتے ہیں اور گائے کا استعمال کے وقت مسلمانوں کے گروہ میں
 شمول ہوتے ہیں اور بعض اوقات زمانہ سابق میں انسان کو مار کر
 اوسکا گوشت بھی کھاتے تھے۔ اس گروہ میں ایک فرقہ نہایت غلیظ

اور کثیف البیع لوگ ہن یعنی بول و پرازمک کھانے پینے میں کمی نہیں کرتے ہن اور دعویٰ کرتے ہن کہ اس عمل کا کرنے والے بڑے بڑے کاموں پر قادر ہو جاتو ہن۔ اور نادر اشیاء کے حالات سے خبردار ہوتے ہن۔ اس ناپاک گروہ کو نیلیا اور اگھوری کہتے ہن۔ انکا قول ہے گور کھنا تھہ تک رسائی کرنے کا اونہیں بارہ طریقوں میں سے ایک طریقہ ہو سکتا ہے چاہے کوئی سا اختیار کرو جس دی کو بت اچھا جانتے ہن جیسے کہ فرقہ آذر ہوشنگ پاری کا طریقہ ہے جیسے کہ اوس گروہ کے بادشاہوں نے جس دی اختیار کی تھی جکا ذکر باستان نامہ میں تحریر ہے کہ انریاب ابن پشتک در فرودستز دم رسا بود و ازین نہر چون از کند ہوم عابرجست و آب نہان گردید و این داستان مشہور است) ظاہر ہوتا ہے کہ ہنود اور فرقہ پاری یزدانی میں کوئی عبادت اس سے زیادہ بہتر نہیں ہے۔ ہنود میں جب کوئی شخص ارادہ کرتا ہے کہ عمل جس دی اختیار کرے او سپر لازم ہوتا ہے کہ جماع اور خورش شور و قش و ترش و محنت سے پرہیز کرے اور ایسا تصور کرے کہ نشہ گاہ سے سترنگ سات مرجھو ہن کہ فرقہ آذر پاری نے اوسکانام (نہت خوان) آمبھی اور جو کیون نے (سپت چکر) رکھا ہے۔ علاوہ اسکے بہت سی مسائل

اس شاستر میں ساکنہ شاستر کے مطابق تحریر ہیں اور بہت سے
 طریقہ عبادت اور ریاضت کے اور صد ہا ڈھنگ آسنوں کے لکھ

ہیں۔
 پانچواں شاستر میمانسا ہے جسکو جین رشی نے ترتیب دیا ہے
 اس شاستر کے مصنف کا عقیدہ کسیتھد دوسروں سے جدا پایا جاتا
 ہے اور اس ضعیف البیان انسان کی فکر سانی دنیا کے انتظام کو
 دوسرے طریقے سمجھا ہے یعنی عالم محکوم حکم حاکم حقیقی اور قائم
 بوجود موجود تحقیقی نہیں ہے۔ بلکہ خیر و شر و ثواب و عقاب جو
 مخلوق کو لاحق ہوتا ہے سب نتیجہ اعمال افعال انسان پر منحصر ہے
 جہان کے باشندے سراسر اپنے اعمال و افعال میں قید
 ہیں۔ ترمہا و لشن و ہمیش منظر ایزدی نہیں ہیں بلکہ انسان ہیں
 لیکن اپنی نیک کرداری اور عبادت و ریاضت وغیرہ کے سبب
 اس مرتبہ پر پہنچے ہیں کہ تمام مخلوق کی بہت و نیست پر قادر ہیں
 اس گروہ کا عقیدہ ہے کہ ہر سہ مراتب بالادت معینہ کے واسطے
 ایک عہدہ ہے کہ اس مدت تک نیک کردار شخص جو اپنے نتیجہ اعمال
 کی بدولت اس رتبہ پر پہنچتا ہے اور جتنک وہ شخص اس عہدہ
 پر قائم ہے۔ دوسرے لوگ جو اعمال کے نتیجہ سے اس رتبہ

کے مستحق ہوتے ہیں امید وار رہتے ہیں جب شخص معبود کی رحمت
پوری ہوتی ہے تب ان امید واروں میں سے کوئی مستحق اُس
عہد پر ممتاز ہوتا ہے۔ اسی طرح دنیا کا کاروبار جاری ہو
اسی طرح تمام ملائکہ وغیرہ کے مراتب میں جنہیں یہ انسان اپنے
عمل صالح کے سبب سے پہنچتے ہیں بلکہ ملک یعنی فرشتہ وغیرہ
در اصل کوئی چیز نہیں ہیں صرف ایک مرتبہ کا نام ہے جو ہمیشہ
انسانوں کو اپنے افعال اور اعمال کی بدولت حاصل ہوتا ہے
بعض حکماء فارس بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ بعد از تکمیل تمام ارواح
بشریہ اجرام علویہ کو متعلق ہوتے ہیں اور بعد گزرنے چند دوروں
ثوابت کے نفوس ملیکہ عقول عالیہ کی طرف ترقی کرتے ہیں۔
اس شاستر میں لکھا ہے کہ جہان کے واسطے نہ ابتدا ہے نہ انتہا
تمام ارواح زنجیر گھٹار و کردار میں گرفتار ہیں۔ بلند مرتبہ انسان
جو کم مرتبہ لوگوں کے کام کرتے ہیں وہ بلند مرتبہ نہیں پا سکتے
کم مرتبہ اگر بلند مرتبہ پانچکے کام کرے تو اسکو بلند مرتبہ نصیب
ہوتے ہیں۔ اعمال دو قسم کے ہیں ایک کردنی دوسری ناکردنی
کردنی وہ ہیں جنکے واسطے وید میں حکم آیا ہے جیسے طاعت
عبادت ریاضت دوسروں سے رحم اور شفقت وغیرہ دوسرے

انا کردنی وہ ہیں جبکہ واسطے وید میں مانعت ہے۔ جیسے چوری
 کرنا۔ خون کرنا۔ اور اس امر کو یقین کے ساتھ جانے ہوئے ہیں
 کہ انہر دمتعال ہماری طاعت و ریاضت سے بالکل مستغنی ہے
 اوسکو کوئی حاجت یا ضرورت ہماری بندگی کی نہیں ہے بلکہ اس
 طاعت و عبادت وغیرہ کا نتیجہ ہماری ذات کو لاحق ہوتا ہے۔
 جس طرح کہ طبیب کسی بیمار کو پرہیز کی ہدایت کرے تو پرہیز کا نتیجہ
 طبیب کے واسطے کچھ سود مند نہیں بلکہ مریض کو مفید ہوتا ہے
 اسی طرح ہمارے اعمال کا نتیجہ ہمارے واسطے برائی یا بھلائی
 پیدا کرتا ہے۔ پس انسان پر واجب ہے کہ ایسے عمل اختیار کرے
 جس سے جلد نجات حاصل ہو اور نجات کو کمکت کتے ہیں۔ کمکت
 حاصل ہونے کا یہ طریقہ ہے کہ انسان لذات نفسانی سے کنارہ
 کشی اختیار کرے۔ بلکہ ہر امر میں خواہشات کی ضد کرنا بہتر ہے۔
 تاریخ بدیع ہندوستان میں لکھا ہے کہ اس شاستر کا مصنف ہشت
 دوزخ و ناسخ وغیرہ کا قائل ہوا ہے اس شاستر میں ہر فرقے
 کے واسطے اعمال جدا جدا تحریر ہیں۔

چھٹا۔ پیدانت شاستر ہے اس شاستر کا ترتیب دنیوالا
 مشہور اور معروف وہ دانا انسان ہے جسکو میاس جی کے

نام سے یاد کرتے ہیں۔ یہ شخص ایک نہایت متراض اور پرہیزگار شخص تھا۔ یہ شخص چونکہ عالم کو مصنوع کہتا ہے اس لیے اوسکو ماننا پڑا کہ عالم کا کوئی صانع بھی ہے لہذا کہتا ہے کہ دنیا کا جو صانع ہے اوسکا بھی ایک صانع حقیقی اور ہے جسکی تعریف اسطرح کرتا ہے کہ حقیقت موجود حقیقی علم کے مانند ہے اوسکی بساطت پر یہی مثال کافی جانتا ہے۔ اوسکی ذات صفات تمام نقائص و نقائص سے پاک ہے جملہ انفاس اور ارواح پر اوسکی ذات مقدس مثل بادشاہ کے قادر ہے۔ اوس ذات مقدس اور وجود کرم کو پریم آتما کہتے ہیں جہاں اوسکا ایک شعبہ ہے اور وہی ایک ذات نہایتن لباسون میں ظاہر ہوئی (یعنی برہما) تیشن ہمیشہ ہم اور اوسی ایک نے جہاں کو آشکارا کیا۔ روح کو اوسکی ذات کو ساتھ اسطرح نسبت ہے جیسے دریا کو موج سے اور شرار کو آتش سے۔ اسی بنا پر روح اور نفس کو جلیو آتما کہتے ہیں۔ نفس حواس اور بدن سے مجرد ہے۔ خودی کے غلبہ سے قید میں پڑا ہے اسی واسطے اوسکو نفس کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں۔

نفس کی تین حالتیں ہیں اول جاگرت اوستھا یعنی بیداری اس حالت میں لہذا لہذا طبعی اور شہوانی سے (جیسے کہ کھانا

اور پینا وغیرہ ہیں آسائش میں تا مگر غلبہ گرسنگی و تشنگی وغیرہ سے بچنا
ہو۔ دوسرے سوچنا اوستھا یعنی خواب اس حالت میں دل
مطلوب و مرغوب مثل زروسیم وغیرہ کے خواب میں جمع کرنے سے
مسرور تھا اور اسکے عدم حصول میں منہموم تیسری سوچیت اوستھا
یہ وہ حالت ہے جس میں مدعا کے حصول اور اصلاح ہونے پر نشا و
وغم کا اظہار ہو اور آسائش اور آداری سے بے خبر ہو۔ یوں خیال
کرنا چاہیے کہ خواب دو قسم کا ہے ایک وہ کہ جس میں انسان کو کچھ نظر
آوے جسکو عربی میں رویا کہتے ہیں۔ دوسرے وہ جس میں بخبری اور
بیہوشی رہے الغرض اس کتاب کا مصنف نفس کو انہیں تین حالتوں
میں ہر دم گرفتار جانتا ہے اور کہتا ہے کہ انہیں حالتوں میں
نفس اجساد اور ابدان سے متعلق ہو کر ثواب اندوزی اور نکلواؤ
کے سبب خدا شناسی اور خود شناسی سے خود دانی پر پہنچتا ہے
اوسوقت دایم غفلت ٹوٹتا ہے اور عرفان حاصل ہوتا ہے
اسی عرفان کو گیان کہتے ہیں اور گیان و عرفان کے معنی اس طرح
ظاہر کرتے ہیں کہ جیسے عام لوگ خواب میں کچھ دیکھ کر جب بیدار ہوتے
ہیں تو خواب کی دیکھی ہوئی حالت کو معدوم سمجھتے ہیں اور عارف اور
گیانی حالت بیداری کو بھی خواب یقین کرتا ہے۔ حسب طرح رشی کو غفلت

مین کبھی سانپ تصور کر کے خوف کھاتے ہیں۔ اسطرح دنیا کو
 تمام کاروبار و ہوکا ہیں اور جو کچھ نظر آتا ہے اویسی ذات ہے
 اس ذات کو تر یا اوستھا کتے ہیں۔ اور جب عارف علائق اور
 عوائق جہانی اور قیود اسکانی سے رہا ہو جاتا ہے اس حالت کو
 مُکت کتے ہیں۔ یہی مقام برمھا۔ لشن۔ اور مہادیو کے یعنی ہمیش
 کے ہیں۔ مُکت کے بھی پانچ درجہ ہیں۔ درجہ اول مقامات برمھا
 و لشن و مہادیو وغیرہ اور درجہ دوم و سوم و چہارم اویسی درجہ
 اول کے مرتبہ حضوری کے ترقی متصور ہوتے ہیں۔ ہر درجہ کو
 علم و نام تحریر ہیں۔ درجہ پنجم وہ حالت ہے کہ انسان ذات
 مین بالکل فنا ہو جاتا ہے۔ دوتی کا مرتبہ باقی نہیں رہتا۔
 الغرض اس فرقہ کے لوگوں کا یہ اعتقاد ہے کہ عالم نمود بربود اور
 مہت نیست نام ہے اور اویسی حقیقت واجب الوجود ہے۔
 اور اشیاء کا ظہور اور عدم اور صور اور ترکیب اور بہت۔ سب
 کے مانند ہے اور نیکی۔ بدی۔ غم۔ خوشی۔ طاعت۔ عبادت۔ رضیت
 سب اوہام ہیں اور یہ پیکر اے گوناگون خیالی ہیں۔ اور درکات
 جنم اور طبقات بہشت۔ ورجعت و تنازع و جزاے کردار سب
 صور خیالیہ ہیں اور فرقہ پیروان ویدانت کا عقیدہ ہے کہ

سید مینی و پد مین (جو کہ کتاب آسمانی تصور کرتے ہیں) خدا کی سائیر
 کے باب میں فرشتوں کا ذکر ہے اور اسکی حالت یہ ہے کہ وہی ذات
 واحد فرشتوں کے لباس میں جلوہ گر ہوئی ہے ورنہ فرشتے وغیرہ کچھ
 ہستی نہیں رکھتے ہیں۔ برصا۔ بشن۔ ہمیشہ حق کی تین صفتیں ہیں (برصا
 یعنی آفرینندہ۔ بشن یعنی نگاہدار زندہ۔ ہمیشہ برہم زندہ) اور حقیقت
 یہ صفتیں دل کی ہیں جسکو (من) کہتے ہیں۔ دل نے جسوقت کسی چیز
 کا تصور کیا اسوقت برصا کی حالت میں ہوا اور جب اس چیز کو قائم
 رکھنے کا خیال کیا بشن کے مرتبہ میں مانا گیا اور پھر جب اسکو برہم
 کرنے کا تصور کیا ہمیشہ کرلایا۔ اس گروہ کا عقیدہ ہے کہ ریاضت اور سادگی
 کی جاتی ہے تاکہ سالک پر یہ راز افشا ہو جائے کہ جہان نمود و بود
 اور موجود حقیقی خدا ہے اور سوائے خدا کے جو کچھ ہے خیال
 ہے جو اسی خدا کی طرف سے ہے۔ فی الحقیقت کوئی وجود نہیں
 رکھتا ہے۔ ان سب دعویٰ کی دلیل و پید کے مضامین سے
 بتاتے ہیں۔ اس شاستر میں چہ نامون پر کامل بحث کی ہے وہ
 چہ نام یہ ہیں۔ برہما۔ ایشور۔ جیو۔ اگیان۔ سینندہ۔ بھید لکھا
 ہے کہ برہم قادر مطلق اور ہستی ہے جسکو برہم آتما کہتے ہیں۔
 اگیان یعنی اظہار اور غیب دانی۔ سینندہ یعنی پیوند اگیان کا برہم

کے ساتھ۔ بھید یعنی جدا ہونا انکا ایک دوسرے سے۔ اکیان میں دو قوتیں ہیں یعنی اظہار اور غیب دانی زمین سے اول قوت کو مایا کہتے ہیں اور غیب دانی کی قوت کا ابد یا نام ہے۔ ذات برہم کا پیوند پانا مایا کے ساتھ الیشتر کہلاتا ہے اور حیثیات برہم ابدی اسے آمیز ہوتی ہے او سکوجیو بولتے ہیں۔ اس شاستر میں پیدایش عناصر رابعہ اور آکاس یعنی آسمان اور حواس خمسہ وغیرہ کا بھی بیان ہے اور لکھا ہے کہ جب جیو آتما یعنی روح اس کثیف جسم کو چھوڑتی ہے تو چندر لوک یعنی جرم قمر میں جاتی ہے اور وہاں سے ایک آبی رفیق کے ساتھ مینہ کی صورت میں برستی ہے جسکو کوئی نباتات جذب کر لیتا ہے اور وہ نباتات کسی حیوان کی غذا ہو کر بچہ کے قالب میں پونچتا ہے۔ اس طرح دوسرا جنم لیتا ہے اور پھر فنا سے ظاہری پاتا ہے جب تک مکت یعنی نجات ابدی نہیں حاصل ہوتی یہی سلسلہ جاری رہتا ہو۔ یہی عقیدہ گروہ آختجان مجوسی کا ہے۔

اس شاستر کا مصنف بیاس جی اور میانس شاستر کے مصنف جیمین کا ایک زمانہ گذرا ہے اور یہ دونوں شاستر ایک ہی زمانہ کی تصنیف ہیں (پنج ہزار سال) اور یہ بیاس جی اور اس بیاس جی

کے سواہین جوزر وشت بانی مذہب زر وشتی ملک فارس کا شاگرد تھا یہ بیاس جی جسکی تصانیف سے مہابھارت اور ویدانت شاستر وغیرہ ہیں بیاس شاگرد زر وشت سے بہت قبل گذرا ہے۔ علاوہ ان شاستروں کے دو شاستر بودھ اور چین نام سے مشہور ہیں جنکا حال اپنے اپنے موقع پر آئیگا۔ برہمن لوگ ان دونوں شاستروں کو شاستروں کی تعداد میں تو شمار کرتے ہیں لیکن ان پر عمل نہیں کرتے کہتے ہیں کہ یہ گمراہ کرنے والے ہیں انکے خیالات اور مضامین سہروان شریعت ہنود کے خلاف ہیں۔

انغرض علم حکمت کے سوا اور بہت سے علوم مثل ریاضی۔ ہندسہ۔ جبر تخیل علم مثلث طب۔ تشریح وغیرہ وغیرہ ہند میں پیدا ہوئے اسکا پورا اطمینان نہیں ہوتا کہ یہ علوم خاص ہندیوں کے ایجاد ہیں کیونکہ اسوقت میں جبکہ انکی ابتدا ہندوستان میں پائی جاتی ہے اکثر ملکوں میں متفرق مقامات پر یہ علوم جاری ہو چکے تھے اور ان ملکوں کے باشندے ہندوستان میں آکر مقیم ہوتے تھے پس ہو سکتا ہے کہ آنے والوں کے میل جول سے یہ علوم آریہ برہمنوں میں جاری ہوئے ہوں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

انغرض رفقہ رفقہ بہت سی صنعتیں اور بہت سے علوم رواج پا گئے

اور ملک بہار کے کتب خانے اور مدرسہ کی بدولت تمام علوم شہستہ اور صاف ہو ہو کر ترقی کے ساتھ مخلوق کو فائدہ پہنچانے لگے ایک علم اکرم بیابک کے نام سے نامزد ہوا جو دنیا کے کسی ملک میں نہیں پایا جاتا جس سے نسخہ ہائے گزشتہ کا حال صاف بے کم و کاست ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسا چشم دید واقعہ یعنی یہ خراہ اعمال متوفی کی اوسکی دوسرے جنم میں کیا کیفیت ہے اور اوسکی آزادی اور ربانی کا چارہ کیا ہو سکتا ہے اور کس عمل کی وجہ سے فرزند پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ تہمت ہے۔ اسی قسم کے تمام حالات معلوم ہو جاتے ہیں۔

ایک اور علم ہے جو اندر جال کہلاتا ہے اوسمین نقوش اور طلسم اور نیرنجات اور شعبہ وغیرہ کا ذکر ہے۔

ایک علم رتن پر بھیجا کہلاتا ہے اوسمین جواہرات کی شناخت اور اونکی تاثیرین وغیرہ تحریر ہیں۔

ایک علم رس بدھیہ کے نام سے مشہور ہے۔ اسمین دھاتون کے کشتہ کرنے اور اونکی تاثیرین اور استعمال وغیرہ کی ترکیبیں درج ہیں یہ علم بہت مفید ہے جسکی بدولت لاکھوں امراض لاعلاج کا دغیہ ہوتا ہے اور طرح طرح کی قوتیں معلوم ہوتی ہیں۔

ایک علم کام شاستر کہلاتا ہے جس میں طرز معاشرت مرد و زن کے چور اسی طریقہ بتائے گئے ہیں اور ہر طریقہ کی بھلائی بُرائی مُثلِ امینہ کے ظاہر کی گئی ہے۔

ایک دوسرا علم ہے جو شگیت کہلاتا ہے اس کے اصول ایسے ولفریب ہیں کہ جس کا بیان نہیں ہو سکتا تمام راگ وغیرہ کی کنہ و طریقہ اور اس کے اثر اور اوقات اور دِپسیان بیان کی ہیں اہل ہند نے اس علم کے اصول کچھ اس طرح کے قاعّم کئے ہیں کہ سمجھنے سے روح کو کیفیت اور فصاحت کے حالت پیدا ہوتی ہے واقعی یہ علم دنیا کے تمام اقوام کے علم موسیقی سے نئے طور پر ہے۔ ہر قوم اور ہر ملک میں اس علم کا چرچا ہے مگر ہندوستان کا علم موسیقی سب سے علیحدہ ہے البتہ کچھ باتیں ملک فارس کے علم موسیقی سے تطبیق رکھتی ہیں۔

علم نجوم میں تو ہندو کے برہمن دیگر ممالک کے اختر شناسوں سے کہیں اعلیٰ ہیں اور بہت خوب گنج کاویان کی ہیں۔ حالات نہایت صحیح دریافت کرتے ہیں۔ جتنا ہندو وٹکاراج رہا۔ اس علم کا ہندو میں بہت چرچا رہا بلکہ وہ بارون میں اس علم کی بہت قدر و منزلت رہی حتیٰ کہ کوئی امرایا فرما نہروا بغیر منجم کے مشورہ کے کوئی امر نہیں

کر سکتا تھا۔ البتہ اہل اسلام کے زمانہ میں اس علم کی بے قدری ہوئی
 کیونکہ وہ لوگ اپنے مذہبی اصول کے موافق اس بات کو بُرا جانتے
 ہیں اور غیب کے حال کاراز دار سواے خداے بزرگ کے
 کسی کو نہیں سمجھتے۔ تاہم اب تک کبھی کبھی کوئی اختر شناس ہندوستان
 میں ایسا نکل آتا ہے جو اس علم میں پوری دستگاہ رکھتا ہے۔
 مگر اب یہ سب علم بوجہ انقلاب زمانہ ہندوستان سے ناپید ہو گئے
 ہیں اور ہوتے جاتے ہیں اور بھی علاوہ انکے بہت سے علوم اور
 فنون اہل ہند میں مروج ہیں جو خاص ہندیوں کی ایجاد سمجھی جاتی ہیں۔
 ہندوؤں کی چند کتب کی تصنیف کا زمانہ
 زمانہ تصنیف

نام کتاب	قبل از مسیحی میلاد اسلام	بعد مسیحی میلاد اسلام	قبل مسیحی میلاد اسلام
وید	۲۰۰۰		۱۹۲۲
وید کے چار حصہ ہو گئے	۱۴۵۰		۱۲۹۲
مہا بھارت	۱۴۵۰		۱۳۹۳
وہانت شاستر	۱۴۳۶		۱۳۲۳
مہا بھارت شاستر	۱۴۳۰		۱۳۲۳
بال وکھ سرتی	۱۴۲۰		۱۳۶۳
برہم سمریت	۲۰۰		۳۲۳
پراشتر	۸۵۰		۷۹۳
انجی کاتیاں یا ریسہ	۳۵۰		۱۹۳
انجی سداشکا		۱۵۰۰	۵۹۲
سرب سہانت سونہی		۱۵۰۰	۱۱۵۱
ماگوت سہانت سونہی کی	۱۴۵۰		۱۳۹۳ قبل
برہم سرتا			۲۶۹۸ قبل
انہاس دیکھا چاند کے	۳۲۵		
سرسر بران			
ریش نیروان			

اشاعت مذہب بودہ

واقعی وید کے پہلے مصنفوں نے ابتداً مذہب قوم اور ترتیب وید سے استحکام آئین کا ایسا ڈھنگ ڈالا تھا کہ گویا وید آریہ گروہ کے انسانوں پر منبر لہ بادشاہ ذی اختیار اور حاکم خود مختار کے تھا اور گروہ کے تمام مرد و زن بطور رعایا اس بادشاہ کے فرمانبردار اور مطیع کارمانے جاتے تھے۔ وید کے احکام سے گریز کرتے ہوئے انسان ڈرتے تھے وجہ گریز نہ کرنے کی بظاہر یہ معلوم ہوتی ہے کہ احکام وید کے بغیر تعمیل کئے ہوئے چارہ تھا کیونکہ تمام کار و بار اوسى پر موقوف تھے۔ علاوہ اسکے شروع سے نہ علوم تھے نہ اونکی طرف توجہ کرنے کی نوبت پیش آئی تھی۔ مگر ان قوم نے جسکو جو کچھ بتا دیا تھا وہ اوسى کا پابند ہو رہا تھا اوس سے سترابی یا اوسمین چون و چرا کرنا گویا خلاف ورزی امور ملت اور اخلاف حکم بزرگان دین جانتے تھے۔ ہر شخص سر جہکائے احکام وید کو تسلیم کئے ہوئے سیدھے راستہ پر چلا جاتا تھا۔ کسیکو ٹھکنے یا راہ روی کے اسباب دریافت کرنے اور اسباب کی واسطے جتین پیدا کرنے سو کام نہ تھا۔ جبکہ آریہ برہمنوں کو علوم کی ترقی نصیب ہوئی اور

انسانی دماغی قوتیں تخیلات کے بار برداشت کرنے پر آمادہ ہوئیں تو نئے نئے نتیجے پیدا ہونے لگے یعنی قوت و اہمہ اس موجودات کو عالم اسباب پر قرار دیکر فرضی دلائل قائم کرنے میں مصروف ہو کر اور وہم و گمان کے خود سر حاکم یعنی انسان نے تصور کی بے بنیاد قلمی کی حفاظت اور امن کی واسطے دلائل کے بودی فوج کو کافی جانا چنانچہ طلباء مدرسہ بہار کے وہ طائفران فکر خلیق قدیم سے بڑا بال و پری کا دعویٰ تھا اب فلسفی اشارات کی سبب پر پرواز پیدا کر گئے اور اس فلسفہ کو استدلالی اور طلسمی ڈھونڈ کو اک شگفتہ باغ اور خوش منظر تصور کر کے سیر و تماشا کرنا چاہا اور نئے نئے مضامین کی ہوا سے سرو نے دل و دماغ کو تازگی پہنچا کر تصورات کو وسعت کا سبق پڑھایا تو بہت سے طالب علم فیلسوف بننے کی غرض سے کتاب حکمت کے اوراق کھول کر اپنی اپنی ناقص فکر کی رسائی دکھانے لگے اور اس نظریات کو جو وہم و گمان سے بھی دور ہے صفحہ ہستی کے ناپائیدار بدہیات پر موقوف سمجھ کر خیالی گھوڑے دوڑانے لگے اجرام علوی کو اجسام سفلی سے مشابہ کر کے زمین و آسمان کے قلابے ملائے گئے اور خاکی مخلوق کو نوری کے مراتب پر پہنچا کر اُلُوہیت کے بھی خاکے اوڑھائے گئے ذہنیات اور الہیات

بھی ان تصویری حلقوں سے سلامت نہ بچے۔ فلسفہ کے لق و دق میدان میں کوتاہ نظر مادہ آنکھیں بچھاڑ بچھاڑ کر مقامات خالق و مخلوق کی جستجو میں ہر طرف نگران ہوئے اور دائرہ افق کو اپنی منزل مقصود کا کنارہ تصور کر کے اپنے اپنے سامنے کے سمت صاف اور بے روک ٹوک دیکر جلد پہنچ جانے کے امید میں دو ان ہوئے جاے غور ہے کہ ضعیف اور کمزور مادہ کی پیدائش انسان جو کمپنی بے نیاد ہستی کی ظاہری حالت بھی کما حقہ نہیں دریافت کر سکتے۔ وہ اوس خدا سے عالم اور پائیدہ ہستی مطلق کی کنہ اور باطنی امور کو کیا سمجھ سکتے تھے۔ آخر دیوانہ وار ہر طرف بھٹکنے لگے۔ حتیٰ کہ خیالی قوت اپنی اصلی طاقت سے بلند پروازی کے باعث ضعیف ہوئی اور اوس وسیع میدان تصور کے لاطائل نشیب و فراز سے کوشش بلوغ کے پائے ہمت کو بجا دواد و دوش سے شکستگی نصیب ہوئی پھر تو ماندگی کے سبب طبع مول کو میدان کے ہر بلند ی نشان منزل معلوم ہو چکی اور ہر تودہ سنگ سنگ در مطلوب نظر آنے لگا آخر انتہا سے ضعف سے جو جہان گر پڑا اوس نے وہی منزل سمجھ لی۔

چنانچہ ظاہر ہوتا ہے کہ چون شاسترین ہر شاستر کا مصنف اپنی اپنے منصوبہ کی رام کہانی جدا جدا بیان کرتا ہے۔ علاوہ شاسترون کو

اور بھی بہت سے گروہ جو دراصل جدا جدا تعلیموں کے بانی ہوئے
ہیں تھوڑی تھوڑی جماعت کے ساتھ مختص رہے ہیں اونکے مذہب نے
غلو حاصل نہیں کیا اسبوجہ سے اونکے مکتوبی محبوبہ بہت کم پائے
جاتے ہیں۔ صرف اونکی تعلیم کا رواج سینہ بسینہ چلا آتا ہے۔ اصل
میں اونکو کسی بڑے فرقہ سے کسی مت در تعلق ضرور ہوتا ہے
جسکی پیروی اونکی پرودہ دار ہوتی ہے اوسمیں اونکے توہمات اونکو
عقائد میں جل کر اپنے گروہ کو دوسروں سے جدا کرتے ہیں۔ ان
سلسلوں کو کئی سو برس تک ترقی ہوتی رہی اور بہار کا دارالعلوم اطراف عالم میں
مشہور ہوا۔ ہندوستان کی متفرق بستیوں سے علم کے مستحق تحصیل
علوم کے لیے آتے اور کامل ہو کر اپنے وطن کو جاتے تھے۔
للتا دسترا کا مصنف لکھتا ہے کہ اسی زمانہ میں ملک بہار کی ایک
بستی جبکا نام پہلے کپل و ستوتا آریہ ایک چھوٹے گروہ قوم ساکیا
سے آباد تھے۔ یہ بستی شہر بنارس سے ایک سو میل کے بعد پرگشہ
شمال و مشرق میں روہنی ندی کے کنارے جبکواب کو ہا کہتے
ہیں بے ہوئے تھے۔ یہ ندی ہمالیہ پہاڑ سے اوس بستی سے ۳۰
یا ۴۰ میل کے فاصلہ پر شمال میں نکلی تھی۔ آریہ گروہ کا یہ چوٹا سا مجمع
باقی آریہ گروہوں سے پورب کی طرف زیادہ بڑھ کر علیحدہ ہو گیا تھا

بلکہ چند بڑی غیر جماعتوں کے درمیان حد فاصل بگیا تھا یعنی اس جماعت کی پورب گدہ کی بڑی قوی بادشاہت تھی اور شمال میں تاتاری فرقہ جو منگولین خاندان کے وحشی کھلائے جاتے تھے آباد تھی پچھم میں وہ زمین تھی جسکو آریہ برہمن منبرک جانتے تھے اور وہ زمین بھی انہیں مذکورہ وحشیوں سے آباد تھی۔ اوجین اطراف میں ایک دوسری بڑی آبادی تھی جسکا نام سہراؤستو تھا اس آبادی کے باشندوں اور گدہ کی رعایا میں اکثر مخالفت رہا کرتے تھے۔ اسی مخالفت کے باعث ساکیا قوم خود مختار رہتی تھی اور جو حملہ اس پر ہوتا اسکو باسانی دفع کرتی تھی اور سوقت میں گروہ ساکیا کی گزران کا ذریعہ مویشی اور وحان کی پیداوار تھی۔ کوباندی کا پانی اونکی ضرورتوں کے واسطے کافی سمجھا جاتا تھا۔ اس ندی کے شمال میں اکثر بستیان اس قوم کی تھیں جسکو کول یا کولین کہتے تھے۔ بعض اوقات کولین اور ساکیا فرقوں میں وہی ندی کا پانی جنگ و جدل اور قتل و غارت کا سبب ہوتا تھا۔ لیکن کول خاندان کے راجہ کی دوطرکیان ساکیا کے راجہ یا حاکم کو منسوب تھیں اور وہ دونوں بے اولاد ہونے کے سبب مایوسانہ زندگی بسر کرتی تھیں کیونکہ آریہ گروہ کا عقیدہ تھا کہ انسان کو مرنے کے بعد آرام تب حاصل ہوتا ہے جب اسکا بیٹا کر یا کر م کرے

جاسکا کی شرح جو تیسہ مین لٹکا میں لکھی گئی ہے اس مضمون کو
 ظاہر کرتی ہے کہ بفضل ایزدی فیستائیس برس کی عمر میں بڑی بہن
 کو حمل رہا اور میکے جاتے وقت راہ میں لمبیتی کنج کے مقام پر ایک
 لڑکا تولد ہوا جس کا نام بودہ مشہور ہوا اوس بچہ کی والدہ میکے نہ گئی نہ
 گھر کو واپس آئی اور بعد سات روز کے راہی ملک بقا ہوئی متوفیہ
 کی دوسری بہن نے جو دراصل اوسکی سوت بھی تھی اوس بچہ کو پرورش
 کیا۔ سب سے پہلے اوس لڑکے کا نام سید ہار تار کھا گیا۔
 (اس نام سے اوسکی قوم میں اور بھی چند انسان گذرے تھے۔)
 خاندانی نام جب اوس بچہ کا حسب رسم قدیم گوتم مقرر ہوا کیونکہ ان
 اطراف کے راجپوتوں کا خاندانی نام قدیم سے اتیک گوتم ہوتا ہے
 ہم بھی آئندہ اس کتاب میں اس لڑکے کو گوتم کے نام سے سروکار کریں
 اس مذہب کے مقلدون نے گوتم کا نام بوجہ ترک ادب چھوڑ کے
 اپنے مکتوبات میں بودہ منی اختیار کیا ہے۔ اسی بنا پر اور بھی
 چند نام اوسکے مشہور ہیں۔ یعنی ساکھاسنگہ۔ ساکھامنی۔ سوکانا۔ ساتھا
 جانا۔ بہاگوا۔ لوک ناتھ۔ سروجنا۔ دھرم راج وغیرہ۔
 گوتم کی شادی صنرسنی میں اوسکے ماموں کی بیٹی سے ہوئی تھی جنوبی

ہنگرسل بھی میں ایک قصہ ہے جو زمانہ قدیم میں راجہ لانی تھا اور کتام خاندانی لڑکا بھی لقب گوتم تھا۔

تخریری واقعات افشا ہوتا ہے کہ گوتم کے چند رشتہ دار اوس کو
 تمارک الدنیا دیکھ کر طعنہ زن ہوئے کہ گوتم بوجہ عیش و عشرت سپاہگری
 اور ملک داری کی قابلیت نہیں رکھتا۔ گوتم اس امر سے واقف ہو کر
 ایک روز معین کر کے تمام طبع کنوہرون کے مقابلہ میں فنون سپہگری
 میں کامل اور پورا ماہر ظاہر ہوا۔ اس بیان کی تصدیق کتاب
 مدہو رتھ ویلاسنی کے مضامین سے بھی ہوتی ہے۔ شاید یہ واقعہ
 شادی سے قبل گذرا تھا۔ بعض مورخوں نے اس واقعہ کی بنیاد لکھی
 ہے کہ گوتم تنہائی اور خاموش بیٹھا رہا ہر دم پسند کرتا تھا اسی وجہ سے
 اوسکے باپ نے خیال کیا کہ اسکو کسی دوسرے شغل میں مشغول کرنا چاہیے
 تاکہ اوسکے خیالات تبدیل ہو کر ملکی معاملات کی طرف متوجہ ہوں کہ
 بعد وفات اپنے باپ کے ملک کا انتظام اچھی طرح کر سکے۔ اسی
 منصوبہ کو پختہ کر کے گوتم کی شادی کی تجویز کی اور بیٹے پر طعنہ زن ہو کر
 اوسکو اوس سوہر (یعنی شوہر پسند کرنے کی مجلس) کی طرف آواہ کیا
 جو کہ اوسکے مامون کی بیٹی نے اپنے بیاہ کے واسطے قرار دی
 تھی۔ آخر گوتم نے باپ کی فرمانبرداری سے سوہر میں پہنچ کر تمام
 کنوہرون اور راجون اور راجہ زادوں کو معرکہ میں ہرا کر شادی
 کا استحقاق ظاہر کیا اور شادی ہوئی۔ اس شادی کے زمانہ میں بھی

وہ اپنا وقت ہمیشہ یاد خدا اور دھیان معبود میں گزارتا تھا اسبطح
 اونچائس برس کی عمر تک اوسکی یہی حالت رہی ۵۹۶ برس قبل مسیح
 سے اوسکے ایک بیٹا بھی پیدا ہوا جس سے وہ اور زیادہ متردد ہوا
 کہ دنیاوی تعلقات جن سے انسان کو مشکل سے رہائی ہوتی ہے
 و مہدم زیادہ ہوتے جاتے ہیں۔ بودہ کی سوانح عمری کا مصنف
 لکھتا ہے کہ لڑکا تولد ہونے سے کسی قدر پہلے گوتم کے قلب میں
 فعالیت اثر پذیر کی زیادہ ہو گئی تھی چنانچہ غیب سے مختلف وقت
 میں چار صورتیں کچھ بیمار اپانج سنبھے وغیرہ نظر آئیں جن سے گوتم کے
 دل پر بھاری اثر پڑا اور دنیا کی بری حالت اور بے ثباتی اوسکی
 نظر میں یقین کے مرتبہ کو پھونچی گوتم نے اپنے مصاحب چانا سے
 اون حالات کی اصلیت دریافت کی جو کہ اوسپر بیماروں کے معانیہ سے
 پیدا ہوئی تھی۔ اوسکے مصاحب نے بھی کچھ پُر تاثیر مضامین گوش زد
 کئے جنکے سننے سے وہ دنیا سے نہایت دل برداشتہ ہو گیا غرض جس
 شب کو گوتم کے بیٹا پیدا ہوا اوسی شب کو نصف شب گزرنے کے
 بعد چانا سے گھوڑا (بقول بعض رحمہ) طلب کر کے سوار ہو کر مصاحب
 کو ہمراہ لیکر آبادی سے دور بھاگ جانے کی غرض سے چلیدیا یہ حالت
 سنسکرت کی ایک کتاب مہا فہس کر مناسو تر نام میں بھی تحریر ہے

الغرض گوتم اوسی حالت سے مصاحب کو ہمراہ لیے ہوئے کولیا
حکومت کی حد کے اوسپار الوماندی کے کنارہ پر پھونچا وہاں
اپنا زیور اور گھوڑا وغیرہ تمام سامان جو سفر میں ہمراہ تھا چنانا کے
حوالہ کیا کہ کپاوستو کو واپس لے جائے۔ مصاحب سے جدا ہونے
کے بعد گوتم نے سر کے بال وغیرہ تراش کر سادہ ہونکی سی صورت
بناکر راج گڈہ یا (راج گر) کی راہ اختیار کی۔ اوسوقت میں
راج گڈہ مگدہ کا دار السلطنت تھا وہاں کاراجہ جو مہمت اور
شجاعت اور قوت ملکی بخوبی تمام رکھتا تھا یکسار کے نام سے مشہور
تھا۔ یہ شہر عمدہ مقام پر آباد تھا اسکے چاروں طرف چوٹی چوٹی پہاڑیان
جو بندھیا چل کے شمالی دھن کی جاسکتی تھیں قدرتی حکمت سے
پیدا تھیں ان پہاڑیوں کے گوبھون میں بہت سے فقیر اور سادہ
جو تارک الدنیا معلوم ہوتے تھے رہتے تھے۔ سادہ ہوشہر سے دو
آدمیوں کے غل و شور سے بچکر ہیان دھیان گیان کی مالا جیتے تھے
اور آئندہ ورند کے خطرات سے محفوظ ہو کر قدرتی دل خوش کین
منظرون کی سیر میں مصروف ہو کر اس شعر کے مضمون کی تصدیق کر رہے
ہر دق و قرینت معرفت کردگار
گوتم نے سب سے پہلے ان برہمن سادہ ہون میں ایک شخص الارا

نام سے تعلیم کا سلسلہ شروع کیا مگر بعد چند سے جب قلبی تشفی نہ ہوئی
تو او دو کار اسے توجہ اور حصول مدعا کی کوشش کی۔ الغرض یکے
بعد دیگرے یہاں کے سب موجودہ برہمن سادھوؤں سے جو کہ
در اصل عالم بھی تھے فلسفہ کے رموز اور اشارات کا حقہ حاصل کئے
بعض مروج مذکورہ بالا مضمون تعلیم گوتم کو اس طرح بیان کرتے ہیں
کہ گوتم سب سے پہلے بنارس گیا اور وہاں علم الہیات کی تکمیل کر کے
ان سادھوؤں کے پاس آیا کیونکہ بنارس ایسے علوم کے واسطے اُس وقت
میں مشہور آفاق ہو رہا تھا۔ والد اعلم بالصواب۔

یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ برہمنوں کی فلسفہ اور علم الہیات
وغیرہ کی وہی چہ شاستر مروج تھے جن کا ذکر ہم اوپر لکھ چکے ہیں۔
الغرض گوتم کو تعلیم سے تسکین نہ حاصل ہوئی تب اس نے قصد کیا کہ
علحدہ گوشہ گیر ہو کر نفس کشی کے قواعد پر لحاظ کیا جائے کہ یہ بھی کچھ
مفید ہوتے ہیں یا نہیں۔ اسی انتشار میں گوتم پہاڑوں پہاڑوں
قدرتی منظروں سے دل کے خیالات کو ترقی دیتا ہوا گیا کہ قریب
بوٹا کے جنگل میں پہنچا اور چہ برس تک مع پانچ شاگردوں کے
سخت ریاضت اور نفس کشی میں مصروف رہا۔ اس مشقت سے بھی
جب کچھ نہ حاصل ہوا تو گوتم کا قلب ڈانوا ڈول ہوا کہ مبادا امدہ العمر

کی محنت رائیگان جائے اور گوہر مراد نہ اٹھائے اس دو بدبخت میں
ایک روز ضعف سے غش آگیا اور جب غش سے افاقہ ہوا تو طبیعت
کو کیا رنگی پٹ دیا اور نفس کشی کو چھوڑ کر راحت تن کو خواہشات کی
آزادی سے حاصل کرنے میں مبالغہ کر مے لگا اور شاگردوں کو بھی
تعلیم کی کہ نفس کشی فضول ہے راحت اختیار کرو۔ اس بیان و شاگرد
مفسر ہو کر گوتم کو چھوڑ گئے یہ تہارہ گیا۔ اسی نئی حالت میں گوتم تنہا
نرخارہ ندی کے کنارہ پہنچا وہاں اوسکو ایک ناآشنا اور غیر
گائون کے لڑکے نے کھانا کھلایا جس کا نام سو جاننا تھا گوتم نے
میل کے درخت کے نیچے بیٹھ کر کھانے سے سیری حاصل کی اوس
روز سے اوس درخت کا نام بو برہمہ (یعنی درخت دانش) پڑ گیا۔
بعد اُس درخت کی پرستش ہونے لگی۔ بودہ گیا کے مشدین ایک
درخت اہنک موجود ہے بعض کا قول ہے کہ اوس درخت کی ایک شاخ
لگادی گئی تھی۔ ہندو زمین میل کے درخت کی غربت اوس روز سے
اور اوس بنا پر کی جاتی ہے کہ وہ ایک بزرگ شخص کے ایک واقعہ
کی یادگار ہے۔ یہ غربت بودہ ہون سے لی گئی ہے۔

۱۱۱

+ یہ مندر سنہ ۴۰۰ میں راجہ امر سنگھ نے تعمیر کرایا تھا۔ لیکن بغیر کا قول ہے کہ اس مندر کی بنیاد راجہ دتھو کے
عہد میں اس درخت کی ایک شاخ عیسیٰ سے تین سو برس قبل ایک شہر انورا اور پورہ میں جہلک ناکین واقع
ہے لگی گئی ہے جو ابک موجود ہے۔ یہ درخت تمام دنیا کے درختوں سے پُرانا ہے۔

آئینہ خلاق کی عبادت سے ظاہر ہوتا ہے کہ بودہ اس وخت کے نیچے تمام دن رہا اور وہی خیالی اور وسوسہ اسکے دلیں ہاتھ رہے۔ جس فلسفہ پر اوسکو رہبری کا یقین کامل تھا وہ راہرن نظر آتا اور جس ریاضت کو اوس نے حضوری کا پورا ذریعہ جانتا وہ ہوکا معلوم ہوا۔ ہمیشہ گوتم کے دل میں خیال جارہا کہ تمام دنیاوی چیزیں بدی کا تخم ضرور ہے مگر اس وقت میں وہ ادون خیالات سے باز آیا اور گھربار کی خوشی موج زن ہوئی۔ دولت کی محبت کشش کرنے لگی اسی کشمکش میں دن تمام ہوا شام کو ہونے والی بات نے رنگ بجایا کچھ غش سا آیا جس میں گوتم نے روشن ضمیری کا مرتبہ پایا اور تمام وسوسہ جو اسکے دل میں راہ سے گمراہ بنانے کی کوشش کر رہی تھے سب صاف ہو گئے۔ رنج و راحت کا مسئلہ بخوبی تمام حل ہو گیا اسکے بعد گوتم نے اپنے تجربہ اور خیالات مذہبی (کہ جو اوسکو وسوسہ دور ہونے کے بعد پیدا ہوئے اور وہ وہی خیالات ہیں جو اوسکا مذہب ہے) ظاہر کرنے کی غرض سے اور اپنا مذہب پہیلانے کی وجہ سے بنارس کا ارادہ کیا رتنا دھرم راج کی تصنیف سے معلوم ہوتا ہے کہ تھوڑے عرصہ کے بعد ایک روز شام کے وقت اوس مقام پر پہونچا جسکو رمنہ کہتے تھے اور اب وہاں کے نام سے

۱۰۰

مشہور ہے۔ یہ مقام بودہ مذہب والوں کے خیال کے موافق متبرک سمجھا جاتا ہے مگر اوس درخت دانش سے مرتبہ میں کمترانا جاتا ہے راجہ اشوک نے عیسیٰ سے تین صدی قبل اس مقام پر ایک مینار بھی بنایا تھا چین کے سیاحون نے اوسکو دیکھا ہے وہ اپنے سفر ناموں میں اوسکے حالات نقل کرتے ہیں اب تک اوسکے نشانات کسی قدر باقی ہیں۔ الغرض یہ مقام شہر سے تین میل کے فاصلہ پر تھا یہاں اوسکے وہ شاگرد بھی جو کہ تپشا وغیرہ کے وقت (جبکہ اوسکے خیالات بدل گئے تھے) اوس سے جدا ہو گئے تھے پھر آئے۔ بودہ نے اوسکو اپنے مذہب کے سچے اصول سمجھائے جنکو آٹھانک کہتے ہیں اور وہ یہ ہیں۔

شود و شواش (یعنی سچا عقیدہ۔ شوشی یعنی سچا اصول۔ شودہ یا کہ یعنی سدرست گوئے۔ شودہ کرم۔ یعنی افعال۔ شودہ جیون۔ یعنی سچا طریقہ بسر اوقات۔ رشت جتن یعنی سچی کوشش یا فکر۔ شودہ جتنا۔ یعنی راست توجہ۔ شودہ سادہی۔ یعنی سچے دل سے وہیان کرنا۔

اس راہ پر چلنے کی ضرورت چار سچائیوں سے ہوتی ہے۔ اول دوکھ دویم دوکھ کا کارن سوم دوکھ کے نہرتے۔ چہارم جن طریقہ سے دوکھ کی نہرتی ہوتی ہے۔ اول دوکھ پیدايش ہے

جسین بیماری موت سب تکلیف وہ ہیں جس چیز کو پیار کرتے ہیں
اوسکی جدائی سے دوکھ ہوتا ہے ایسی چیزوں سے نفرت
کرنی جسکو نظر سے دور نہیں کر سکتے۔ ایسی چیز کی خواہش کرنی جو
نہیں مل سکتی یہ سب موجب تکلیف ہیں۔ المختصر دل کی وہ حالت
جسمانی تعلق کے ساتھ رہتی ہو کالیقین ہو کہ ہم بھی کوئی چیز ہیں اور
سب چیزوں سے جدا موجود ہیں موجب تکلیف ہے۔

دوم۔ دوکھ کا کارن یہ ہے کہ دنیاوی کام خواہش کی ترشنا
یعنی تکلیف کو بڑھاتا ہے اور ترغیب دیتا ہے کہ کوئی چیز ایسی چاہو
جس سے اوسکی تشفی ہو یا اون چیزوں کی خوت سے جو نفسانی
خواہشات کی تابع ہیں یہی دوکھ کا کارن یعنی سب تکلیف ہے۔
سوم۔ دوکھ کنے بڑتے۔ پوری کامیابی حیوانی خواہشات و
ترشنا کا ناش یعنی دوکھ کو زوال کے یہی دفعہ تکلیف ہے۔

چہارم۔ وہ طریقہ جسکے ذریعہ سے دوکھ کے نبٹتے ہوتے
ہی اون آٹھوں انگ کا مقصد ہے جو اوپر بیان ہو چکے ہیں۔
اسکے بعد گوتم نے بیان کیا کہ یہ مراتب اوسکو نہ وید کی تعلیم سے
حاصل ہوئے نہ کیسکے سکھلانے سے۔ صرف خیالی دانش اور
باطنی ترقیوں سے حاصل ہوئے ہیں۔ یہ سب مضامین گوتم کی

سوانح عمری کا مصنف اپنی تحقیقات میں خوبی کے ساتھ لکھتا ہے۔ ان شاگردوں میں سے سب سے پہلے جس نے گوتم کا مذہب اختیار کیا اوس کا نام کوندینا تھا اور دوسرے اوس کے بعد معتقد ہوئے۔ گوتم کی تعلیم میں ذات کا لحاظ نہ تھا ہر آدمی اعلیٰ امیر غریب عالم جاہل وغیرہ سب کو برابر تعلیم دیتا تھا۔ بنارس پہنچ کر سب سے پہلے دو عورتیں ایمان لائیں۔ مروجہ چیلے ہونے کی غرت سب سے اول جس کا نام نے پائی یہ شخص پہلے دو تہند تھا بعد فقیری پسند ہوا اوس کے بعد جتا کو بال بچے بیوی وغیرہ سب بودہ متی ہو گئے بودہ مذہب کی یہ قید نہ تھی کہ سب فقیر ہو جائیں۔ نہیں بلکہ وہ گڑھتوں کی بھی بڑی قدر کرتا تھا اب روز روز گوتم کے معتقدین ترقی کرتے جاتے تھے اور ان کی تعداد ہر دم زیادہ ہوتی جاتی تھی۔ پانچ مہینے گوتم نے میل کے درخت کے نیچے بیٹھ کر تعلیم اور توجہ باطنی کا درس دیا۔ بعد تین مہینے سیکھ لا کے رہا۔ اس آٹھ مہینے میں گوتم کے شاگردوں کی تعداد قریب ساٹھ چیلوں کے بھونچی تب اوس سب کو کبارگی سامنے طلب کر کے متفرق مقامات پر مذہب کی پہیلانے کے واسطے جواہر ایت کی تھی اوس کا مضمون یہ تھا۔

میرے پیارے شاگردو۔ میں اوس حواس خمسہ کی قید سے آزاد ہو چکا ہوں جو مثل جال کے آدمیوں اور دیوتاؤں کو گھیرے ہوئے ہے۔ تم لوگ بھی اوس اعلیٰ تعلیم کی بدولت جو ہم نے تکو سکھائی ہے آزاد ہو۔ اب ہم لوگوں پر فرض ہے کہ آدمیوں اور دیوتاؤں کے لئے محنت کریں اور ان کو راہ راست پر لاویں۔ اب ہم لوگ جدا ہوں۔ مختلف راہ سے جائیں۔ اس طور پر کہ دو شخص ایک ہی طرف نہ جائیں۔ تم لوگ رخصت ہو اور اس عمدہ ترین دھرم کو سکھاؤ۔ ہر ایک باریکی کو صراحت اور وضاحت سے بتاؤ۔ بڑی خبرداری اور توجہ سے اسکے عقیدہ کو حل کرو اس قانون کے آغاز اور وسط اور آخر سے ہر ایک شخص کو باقید کے آگاہ کرو۔ عام طور پر اس راز کو ظاہر کرو۔ بیشک تم کو ایسے لوگ ملینگے جو خواہشات کے تابع ہیں۔ تمہاری تعلیم سکر اس غلامی سے آزادی حاصل کرنیگی۔ مین موضع سینا کی طرف جو جوار پولا کے متصل ہے جاتا ہوں جاؤ سدھارو۔

یہ وعظ سن سنا کر سب نے ایک ایک طرف کی راہ لی اور گوتم کی تعلیم کے موافق عمل درآمد کرنا شروع کر دیا۔ گوتم کا یہ حال ہوا کہ خود آٹھ مہینے چلتا پھرتا اور چار مہینے برسات کے کسی خاص مقام

پر قیام کر کے تعلیم دیتا چنانچہ جنوبی ملکوں میں جہاں بودہ دھرم
مروج ہے اب تک سادھو لوگ گوتم کی تقلید کرتے ہیں۔ اب
اکثر سادھوؤں نے آبادی بھی اختیار کر لی ہے مگر رسات کے
موسم میں جبکہ گوتم آبادی سے کچھ فاصلہ پر پھونس کے جھوپڑوں
میں بسر کرتا تھا اس طرح یہ لوگ آبادی چھوڑتے ہیں بلکہ اکثر آبادیوں
لوگ ان سادھو و نکو بلا کر اپنی حدود میں بھی لایا کرتے ہیں اور
سادھو وہاں چار مہینے آرام سے پالی زبان کا ٹیکا ٹڑہ پڑہ کر
لوگوں کو سناتے ہیں۔ سامعینوں میں بلا قید و ذیل و تشریف اور
مرد و عورت اور مذہب اور غیر مذہب سب کو داخل کرتے ہیں
اس زمانہ برسات کو واس کتے ہیں جسکا سنسکرت لفظ ورش
ہے اور معنی بارش کے ہیں۔ لٹکا میں یہ زمانہ بہت سہانا ہوتا ہے
لٹکا میں یہ جھوپڑے متبرک منظور ہوتے ہیں اور اونہیں بانا
یعنی باک پڑتے ہیں۔ تاڑ کے درخت کے نیچے کپڑہ اور پتوں
سے جھوپڑوں کو آراستہ کر کے شب اہ میں صاف زمینوں پر
بیٹھ کر اکثر جات کا سناتے ہیں وہ جھوپڑے ہر طرف سے
کھلے رہتے ہیں۔ اس کتھا کو لوگ نہایت دلچسپی سے شب بھر سنو
ہیں۔ زمانہ حال میں یہ جلسہ بطور یاد آوری رسم قدیم ہوئے ہیں

اب انکی اصل عرض فوت ہو گئی ہے۔

الغرض اسی سیاحت کے زمانہ میں گوتم ارویلہ کے جنگل میں پھونچا وہاں تین شخص جو آپس میں بھائی تھے اور انکو کاسپ کہتے تھے انہی عبادت ریاضت میں ہمیشہ مصروف رہا کرتے تھے شہر کو چھوڑ کر آبادی سے دور جنگل میں جہاں انسان کا گذر کم تھا یا د معبود میں مشغول تھے۔ ان اشخاص کا مذہب آتش پرست تھا۔ تھوڑے عرصہ تک گوتم انکے قریب مقیم رہا بعد کچھ عرصہ کے بڑا بھائی اسکا مطیع ہو کر مذہب بودہ میں شامل ہو گیا۔ رفتہ رفتہ گوتم کے پسند و نصح کا ایسا اثر ہوا کہ تینوں بھائی بودہ مذہب کے مقلد ہو گئے۔ جب یہ تینوں شخص بودہ متی ہو گئے تب گوتم نے ایک عجیب پُر اثر وعظ بیان کیا جو کہ تیکا میں اوتیا پری یا یاسوت کے نام سے ظاہر کیا گیا ہے۔ گوتم کی طرز تعلیم اور طریق اس وعظ سے بہت صاف معلوم ہوتی ہے آخر گوتم انھیں نئے شاگردوں کو ہمراہ لئے ہوئے مقام گیا تک پھونچا۔ سامنے راج گڑھ کا پر فضا میدان نظر آتا تھا شب کو یہاں قیام کیا اسی شب پھلی رات کے وقت جنگل میں آگ لگی اوپر گوتم عجیب پُر تاثیر مضمون بیان کرنے لگا۔ یعنی جب تک

آدمی جہالت میں مبتلا ہے آگ اور سکوحلاتی ہے۔ یعنی دنیاوی چیزوں سے اوسکی باطنی قوتوں میں جوش ہوتا ہے۔ یہ چیزیں حواس خمسہ اور دل کے واسطہ سے اپنا اثر دکھلاتی ہیں مثلاً آنکھ دیکھتی ہے اس دیکھنے سے باطنی جوش ہوتا ہے جسکا نتیجہ سکھ یا دکھ یعنی رنج یا راحت ہوتا ہے کیونکہ یہ اس باطنی آگ (یعنی شہوت) غفلت و جہالت و پیدائش و زوال و موت وغیرہ تفکرات کے حق میں لکڑی کا کام کرتی ہے اور یہی دوسرے حواس کا کام ہے مگر جو بودہ کی تدبیر سے دل پر قوت حاصل کرتا ہے یعنی اس طریقہ کے چاروں منزلوں پر قادر ہو جاتا ہے جسکا دروازہ پاکی اور مقصد محبت ہے وہ دانشمند ہے اوس حالت میں حواس خمسہ لکڑی کا کام نہیں کرتا کیونکہ اونکی تمام خواہشیں جل جاتی ہیں اس طور پر سچے مقلد اس ترشنا (یعنی خواہش) سے آزاد ہیں جو تمام برائیوں کی جڑ ہے۔

مرآۃ الانظار کا مصنف بعد تحقیق کامل لکھتا ہے کہ بعدہ گوتم گیا سے مع شاگردوں کے چلکر راجگڑھ میں داخل ہوا۔ گوتم نے اپنے آتش پرست چیلوں کو راجگڑھ کے آتش پرستی چھوڑنے کا سبب پوچھا

کاسپ نے جواب دیا کہ زندگی کے واسطے خوشی قلب سو
 بڑا بکر کوئی دوسری چیز اچھی نہیں۔ تمام انسان ایسی کوشش
 کرتے ہیں۔ بعض لوگ کسی دیدار سے خطا دھکتے ہیں
 اور بعض راگ رنگ کے کار سے۔ کچھ لوگ لذت چیزوں کے
 کھانے سے محظوظ ہوتے ہیں اور کچھ دیناؤں پر بلدان اور
 قربانیاں چڑانے سے۔ کسکو نشہ دولت کی مستی ہے۔ کبھی
 خوشی کا ذریعہ نفس پرستی ہے۔ ہمارے نزدیک یہ سب کچھ
 بے سود ہے۔ اسی واسطے ہم نے ہر قسم کی پرستش کو ترک
 کر کے ایک بہت اچھا ڈننگ اختیار کیا ہے یعنی نروان
 ایسی حالت ہے جسکی خوشی کے سامنے تمام خوشیاں ناپائیدار
 نظر آتی ہیں اور یہی حالت انسانی روح کو دائمی خوشی پہنچا
 سکتی ہے۔ یہ وہ آرام کی حالت ہے کہ انسان آداگون
 پیدا ایش۔ زوال۔ موت وغیرہ سے آزاد ہو جاتا ہے۔
 یہ خوبی باطنی ترقیوں سے پیدا ہوتی ہے۔ ان باتوں کو
 شکر راجہ بھی متفقہ ہوا مذہب اختیار کیا۔ پر کچھ اور لوگ بھی
 بیرونی مین داخل ہوئے۔ اوس وقت مین گوتم نے واسطو
 انتظام و رہنمائی جماعت کو قاعد مقرر کئے ہیں۔ اس مجموعہ کا نام پانی

رکھا گیا۔

چونکہ گوتم بودہ کے مذہبی طریقہ کا ذہنگ اچھا نہ تھا یعنی در یوزہ گری کر کے اوقات بسر کرنا تھا اس طریقہ سے بہت سے لوگ جو شاگرد بنیں شامل تھے جی میں اس فعل سے ناخوش تھے آخر ناخوشی کی یہ نوبت پہنچی کہ گوتم سے شکایت کر کے بہت سے لوگوں نے سلسلہ میں سے نکل جانا مناسب جانا اور سوائے محدود سے چند گوتم کی سنگت میں شاگرد باقی رہ گئے۔ اس وقت میں گوتم کے رشتہ دار جو کیلوستو میں رہتے تھے گوتم کے حالات سے بیخبر نہ تھے۔ آخر گوتم کے باپ نے اسکو بلایا اور وہ جب شہر کے باہر کسی باغ میں مقیم ہوا یہاں اس کے باپ اور چچا و دیگر رشتہ دار اور بعض شہر کے دوسرے لوگ اس سے ملنے کو آئے۔ فقرانہ حالت میں باپ بیٹے کو دیکھ کر خوش ہوا۔ وہاں کا قدیم سے یہ دستور تھا کہ جو سادہو شہر کے قریب مقیم ہوتے تھے ان کے خورد و نوش و نیراحت کا سامان راجہ کے انتظام سے ملتا تھا۔ حالانکہ گوتم بھی سادہو و نکی شکل میں مع چند شاگردوں کے وہاں پہنچا تھا مگر راجہ کی کبیدگی خاطر کا یہ اثر ہوا کہ ان کی خبر گیری بھی نہ ہوئی۔ دوسرے روز گوتم مع ہمراہیوں کے کاسہ گدا کی ہاتھ میں لئے ہوئے اپنے معمول کے

موافق شہر کے کوچہ و بازار میں بھیک مانگنے نکلا۔ جب یہ خبر راجہ کو پہنچی کہ گوتم شرکوں پر بھیک مانگتا پھرتا ہے۔ دھرم پید کے مضمون سے ظاہر ہوتا ہے کہ راجہ بیتا بانہ اوسکے پاس پونچکر یوں گویا ہوا کہ کیوں صاحبزادے تم ہم لوگوں کو شرمندہ کرتے ہو کیوں بھیک مانگتے ہو کیا تم نہیں سمجھ سکتے تھے کہ اتنی سادہ دھوکا کھانا مہیا کرنا کوئی مشکل تھا۔ گوتم نے جواب دیا مہاراجہ ہم لوگوں کا یہی دستور ہے۔ راجہ نے کہا ہم لوگ خاندان کے چیتری مشہور ہیں۔ ہم میں سے آج تک کسی نے بھیک نہیں مانگی۔ گوتم نے جواب دیا کہ آپ اور آپکے خاندانیوں کا دعویٰ ہوگا کہ ہم چیتری ہیں۔ مگر میری نسل تو سابق بودا سے ہے جو ہمیشہ بھیک مانگ کر بسر کرتے ہیں۔ میرے والد جس شخص کو کوئی دینہ یا خزانہ میسر آ جاتا ہے اوسکا فرض ہے کہ اوس خزانہ کے عمدہ سے عمدہ جواہر اپنے باپ کی نظر کرے۔ یہ کہہ کر گوتم نے اپنے والد کی خدمت میں تمام مقاصد اپنے دھرم کے حسب ذیل بیان کئے۔

جبکہ بھلائی کا راستہ موجود ہے تو تامل کرنا بے سود ہے۔ وقت کو ہاتھ سے نہ بچئے۔ سچی اور باقاعدہ زندگی پر عمل کیجئے۔ بہت مبارک ہے وہ انسان جو نیک خصلتوں کا عامل ہے۔ بہت خوش

نجت ہے وہ ذات جسکو دنیا اور عاقبت کی بھلائی حاصل ہے (یہ کلمات سنکر سو دھووان گوتم کو محل میں لگیا جہان اوس کے تمام خویش و اقارب جمع ہوئے جب گوتم کی بی بی جسو دھرا اوسکے سامنے آئی تو گوتم کے باپ نے بیان کیا کہ گوتم تمہاری بی بی کی وفاداری تعریف کی حد سے زیادہ گذر گئی ایک ادنی سی بات یہ ہے کہ جس دن سے تم وطن سے جدا ہوئے تمہاری بی بی کبھی پلنگ پر نہ سوئی اسنے انہی عمر چٹائی پر گذاری۔ طرفین کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ تھوڑے عرصہ کے بعد گوتم کی استری اور میٹا جو کسیتقد ر ذی شعور تھا اوسکے سلسلہ میں داخل ہوئے گوتم بیان چند روز قیام کر کے راج گڑھ کی طرف روانہ ہوا۔ راہ میں اتو مانڈی کے کنارہ موضع انوپیا کے ایک باغ میں جا کر مقیم ہوا۔ یہاں اوسکے کسمرال کے رشتہ داروں میں سے بہت سے لوگ جماعت میں داخل ہوئے۔ (یہ وہ مقام ہے جہاں سابق میں اپنے مصاحب چانا کو اپنا سامان سفر دیکر رخصت کر دیا تھا) یہاں ایک نئی بات جو تاریخی واقعات میں قوت رکھتی ہے یہ پیدا ہوئی کہ گوتم کا سالاد یووت نام جماعت میں شامل ہونے کا بلتھی ہوا۔ واصل یہ شخص نہایت تلون فراج اور قلبی کشافتون پر

بھرا ہوا مکار عیار انسان تھا اسکے کسی قول و فعل کو قرار نہ تھا اور ملت بودہ میں شریک ہونے کا بھی ایک یون ہی ولولہ سا تھا گوتم نے کہ اسکے ان حالات سے واقفیت رکھتا تھا اوسکو سوال کا جواب ایسا کچھ بیان کیا کہ تمہارے دل کو استقلال نہیں ہے پہلے استقلال پیدا کر دو پھر شریک ہونا اور استقلال پیدا کرنے کا بڑا قاعدہ یہ ہے کہ پہلے اپنی تمام دولت محتاجوں کو بخش دے پھر ہمارے پاس آنا۔ چونکہ دولت سے دست کشی مشکل امر تھا لہذا دیودت کا یہ ولولہ نہ پورا ہوا اسوجہ سے وہ گوتم سے درپردہ عداوت رکھنے لگا۔ تھوڑے عرصہ کے بعد جماعت میں داخل ہو گیا۔ اسکے بعد بیس برس تک مختلف مقامات پر غلط نصیحت کر کے اپنے مذہب کی اشاعت اور ترقی میں مصروف رہا۔ اس مدت میں ایک دوسری بات پیش آئی کہ دیودت مذکورہ بالا جماعت میں داخل ہونے کے بعد اکثر سادھو و نیکے مزاج اور عادت کی تقلید کا دم بھرنے لگا تھا لہذا چند مرتبہ بعض مقامات پر بعض لوگوں نے اوسکی ہجو کی اور اوسکو ناگوار گزارا اس ناگواری کا تذکرہ گوتم بودہ نے کوئی نہیں کیا تھا کیونکہ وہ زبان خلق خدا کو کس طرح روک سکتا تھا لہذا دیودت کی آتش عداوت شعلہ زن ہوئی اور اونی

مذہب میں رہنے پیدا کرنے شروع کئے۔ چنانچہ وہ راجگڑھ پوچھ کر
اجات نستر و ولد راجہ ممبشرا کے تعمیر کرائے ہوئے مکان
میں مقیم ہوا۔ چند روز بعد گوتم بھی وہاں پہنچا اور دیودت نے
گوتم سے ایک نئی جماعت قائم کرنے کی اجازت چاہی جسکا پیشوا
وہ خود بنایا جاتا تھا اور اس کے دستور العمل بھی کسیندر سخت تجویز
کئے تھے۔ گوتم نے اس خیال سے قطعی انکار کیا تب دیودت اس
دہرم سے قطع تعلق کر کے ایک نئی دہرم کی بنیاد جانے میں مصروف
ہوا۔ ابھی یہ واقعہ تازہ ہی تھا کہ اجات سترونی اینوپا بمبارا کو
قتل کر کے تخت نشین ہو گیا یہ امر دیودت کے مشورہ سے
ظہور میں آیا۔ اس کے بعد دیودت نے چند مرتبہ گوتم کے ہلاک کرنے
کی بھی تدبیر کی مگر ناکامیابی رہی۔ آخر گوتم سے معافی چاہی اور پھر
اونہیں قواعد کو جاری کرنے کی ترغیب دی جنہر پہلے بحث ہو چکی تھی۔
اور وہ قواعد یہ ہیں۔

۱۔ سادہ لوگ میدان میں بود و باش اختیار کریں قصبہ میں نہ رہیں۔

۲۔ کپڑے پہنیں۔

۳۔ در بدر سیکھ مانگیں دعوت نہ قبول کریں۔

۴۔ اور نہ اوس غذا کو قبول کریں جو انکے پاس پہنچائی جائے۔

✽ اس بمبارا کا دامہ از روئے تحقیق مسیحی سے پانچ برس قبل محبوب ہوتا ہے۔

۵۔ گوشت نہ کھائیں۔

گوتم نے جواب دیا کہ جس مقام پر جس مسئلہ پر آسانی سے عمل درآمد ہو سکے کیا جائے اور سادہ لوگ اسپر مجبور نہیں کئے جاسکتے جسکا جو بی چاہے اختیار کرے بلکہ جو سادہ کمزور اور کم قوی ہوں ان قواعد کو بالکل نہیں قبول کریں اور کھانے پینے کی نسبت یہ اجابت ہے کہ جس ملک کا جو رہنے والا ہوا اپنے دستور کے بموجب حسب خواہر اشتہا کھا دے۔ ممکن ہے کہ انسان مدارج ارواح ہر حالت میں حاصل کرے۔ درخت کیچے رہ کر یا محل میں بیٹھ کر۔ حج لباس میں یا پٹے پہرے اور میل کھیلے کی لباس میں۔ سوکھے دانے اور بناس تپا کھا کر یا گوشت اور لذیذ غذاؤں کی لذت پا کر صفائی قلب اگر چاہے تو سب طرح پاسکتا ہے۔ جو لوگ روح کی راحت اور نروان کے تلاشی ہیں وہ کسی خاص قاعدہ کی پابندی پر مجبور نہیں ہو سکتے۔ ہمارا خاص اصول نروان کی راہ دکھانا ہے انسان کو بلا اور قیود میں نہیں بھنسانا ہے۔ اسکے بعد دیودت اپنے مسکن کو واپس گیا اور اپنی خام خیالی کے سبب ایک نئے طریقہ کی بنیاد جمائی جسکے قواعد سخت تھے۔ اس نئے طریقہ کا سماون اجات شتر ہو ا جو کہ بعد اپنے باپ کے قتل کے تحت نشین ہوا تھا۔ دیودت

اور اجات شتر و ہم پیالہ و ہم نوالہ تھے۔ اجات شتر و نے گوتم کی دشمنی پر کمر باندھی اور گوتم کا خاص مقام سراوشی اوسکی وفات سے ایک سال قبل چھین کر کیلو ستیو گویت فابو و کر دیا ناظرین ایک بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ گوتم کے زمانہ میں برہمن چھتری وغیرہ سب گوشت کھاتے تھے اور ویش بھی اس نعمت سے محروم نہ تھے اور گوشت ہر قسم کا از قسم چرند و پرند مستعمل تھا۔ یہی رواج گوتم کے مذہب میں جاری رہا اور اس نے اپنی زندگی میں اپنے پیروان ملت کو اس سے منع نہیں کیا بلکہ اس فعل کے ترک کرنے و الون کو منع کیا اور گوتم نے خود گوشت ہر قسم کا کھایا پیکا کے مضامین سے ظاہر ہوتا ہے کہ اوس نے سور کا گوشت خود کھایا اور کوئی برائی نہ سمجھی۔ جیسے کہ بعض اقوام ہنود اس زمانہ میں بھی استعمال کرتی ہیں۔ گوتم کے زمانہ کے بعد جو اس مذہب کو تارک ختم ہوئے ہیں وہ اوسی دیودت کی زیادتیوں اور بیجا افراط کا نتیجہ ہے جو گوتم کے خلاف تھا۔ بعد گوتم کے گو اس مذہب کے اصول کے بہت سے غور و پرداخت اور نگرانی ہوئی مگر خالص اصول نہ رہے بہت سی زیادتیوں ہو گئیں اور زیادتیوں کو بھی لوگوں نے اصل مذہب میں داخل کر کے پیروی کی اینچہ اوپر فرض جان لی۔ اسکی تصدیق اُنیہ اعلان کا نصف ہو

گوتم کے مذہبی مسئلہ

اس جگہ ہم کچھ حال گوتم کی سوانح عمری سے نقل کرتے ہیں۔ گوتم بودہ کے دہرم میں پورا یقین دلایا گیا ہے کہ دنیاوی موجودات ہے اور اس کا قانون ہے کہ ہر چیز کا سبب ضرور ہر ہر چیز اپنے سبب اور نتیجہ کی تابع ہے۔ تمام اشیاء ہمیشہ تغیر اور تبدیل پاتی ہیں چاہے وہ محسوس نہوں انہیں امور کا نام نرگ اور سرگ یعنی دوزخ و بہشت ہے وہاں بھی دنیاوی قانون کا غلط ہے۔ یہی دنیا ہے جہاں دیوتارہ تھے ہیں جن کا وجود کم و بیش مادی ہی یہ امر اذکی پچھلے جنوں اور کرموں پر موقوف ہے۔ لیکن جب دیوتا مارجا ہیں تو جس دنیا میں وہ رہتے ہیں فنا ہو جاتی ہے۔ ایسے مقام ہی ہیں جہاں انسان کے بُرے کرموں کے سبب ایسے وجود پیدا ہوتے ہیں جسکو تکلیف ہوتی ہے۔ مگر جب برائی کی موت جس سے ہستی پیدا ہوتی ضائع ہوتی ہے تو وہ موجودات ہی نہیں بنتی اور وہ جگہ ہی ہمیشہ نہیں بنتی تمام خلقت یعنی پرتھوی۔ نرگ۔ سرگ (زمین۔ دوزخ۔ بہشت) ہمیشہ نئی ہوتی جاتی ہے۔ دوسری قطع زمین تبدیل ہوتی ہے۔ سلسلہ تبدیل اور گردش کا ایسا ہے کہ شروع اور آخر نہیں معلوم ہوتا ہے۔ اس عام قانون تجدید و تغیر

اس مقام کو نبردوں کو گون نے دیو لکھا ہے۔

سوامی اور دیوتا مستثنیٰ نہیں ہوتے ہیں وہ قوتیں جسکے اشتراک اور اشتغال سے انسان بنا ہے جلدی یا دیر میں ضائع ہونکی یہ شخص پایا اور اکیانشا کا باعث ہے جیسے کہ انسان خواب میں ہوتا ہے اسکی ہستی جدا اور قائم بالذات ہے۔ مثلاً کوئی شخص کسی بلند مینار پر چڑھتا ہے اور اس بلندی کے نیچے کی زمین میں کوئی شخص اٹھتا ہے تیزی سے اپنی گھوڑا گاڑی بھگائے اور گھوڑا بھی پوری قوت سے دوڑے تو یہ بھگانے والا شخص خیال کرے گا کہ میری گاڑی نہایت تیزی سے جا رہی ہے اور مینار پر سے دیکھنے والا انسان اس گاڑی کو دیکھے گا کہ وہ نیگمتی ہوئی نظر آتی ہے بلکہ بہت بلندی پر زمین کا ایک جزو معلوم ہوگی۔ لڑکا جس قدر شعور حاصل کرتا جاتا ہے۔ دنیاوی واقعات ایسے طور پر اس کے دل میں منعکس ہوتے جاتے ہیں جیسا کہ اندھے آئینہ میں مونہ نظر آتا ہے اور وہ لڑکا علی طور پر بلا سوچے سمجھے اپنے تئیں جہان کا مرکز خیال کرتا ہے رفتہ رفتہ اس کا دائرہ بڑھتا جاتا ہے حیوان ہونے پر (میں ہوں) کے خام خیالی کو کبھی نہیں چھوڑتا اور اپنی زندگی خواہشات اور تفکرات کے دائرہ میں بسر کرتا ہے اور ایسی چیزوں کی تمنا کرتا ہے جو جب حاصل ہوتی ہیں تو اون سے خوشی حاصل نہیں ہوتی بلکہ خواہشات

اور تفکرات کا باعث ہوتی ہیں۔ دل ہمیشہ کسی کسی خیالی چیز کی تلاش میں مبتلا رہتا ہے اکثر لوگ ان خیالات اور تفکرات کو خوار اور ذلیل سمجھتے ہیں مگر تاہم جن لوگوں کے حوصلے بلند ہیں وہ لوگ بھی ایسی ہیونگوں کے پھیر میں پڑ کر اپنے حوصلہ کے پورے کرنے کی تدبیر کرتے ہیں جس کا نتیجہ سوائے رنج و ناامیدی کے کچھ نہیں ہوتا ہر شخص کی کمیتی منحصر ہے اس کی باطنی قوتوں کی ترکیب و پیدائش پر جو محض مستعدی اور دل پر قبضہ کرنے سے ہوتی ہے پس اس خیال سے سرگرم اور دنیا دار آدمی بہ نسبت سادہ ہونکے جلد تر ترقی کر سکتا ہے۔

انسان ہمیشہ مڑتا ہے اور جیتتا ہے یہی سلسلہ جاری رہتا ہے جب تک کمیت نہ حاصل ہو۔ انسان میں باون صفتیں ہیں جو یقیناً ہر ذات میں پائی جاتی ہیں اور بہت کم لوگ اس سے بچ سکتے ہیں۔ منجملہ اونکے پانچ صفتیں جنکو پانچ اسگند کہتے ہیں سب میں قومی اور ضروری ہیں اونہیں پانچوں کو برہمن لوگ آئتمہ کہتے ہیں ورنہ آئتمہ کوئی چیز ہر ہے اور وہ پانچوں یہ ہیں۔ صفات۔ حواس۔ خیال۔ خواہش۔ عقل اور سن۔ چہا کا جو کہ گوتم کے مذہب کی معتبر کتاب ہے اوسین تحریر ہے کہ یہ پانچ اسگند بھی فانی ہیں انہیں بھی آئتمہ نہیں ہے۔ جسم ہمیشہ تغیری اور تبدیلی کا سزاوار ہے اور دوسری صفاتیں دوسرے

جسموں کے ساتھ پیدا ہوتی ہیں۔ انسان کو انہی کسی حالت پر ایک لحظہ بھی قرار نہیں دہم اسکی حالت بدلتی جاتی ہے۔ برہمن انہیں صفات کو یا نہیں سے ایک کو آتمہ کہتے ہیں جسکا اثر یہ ہوتا ہے کہ انسان خواہشات میں مبتلا ہو کر خودی کا مقرر ہوتا ہے۔ جو لوگ اس دہرم کی تعلیم پا کر اسکی پیروی اختیار کرتے ہیں انکے دل میں خودی کا خیال کہیں گذرتا۔ برہم جال ستر میں بصرت تمام ایک روایت لکھی ہے جسکو مجلاہم لکھتے ہیں۔ سنہ عیسوی کا آغاز میں ایک شخص نگر و چننا جو کہ (ناگ سینا) کے نام سے مشہور ہے اس عقیدے کا درس دیتا تھا ایک راجہ کشمیر یا منجملہ اون بادشاہوں کے کوئی بادشاہ تھا جو کہ سکندر رومی کے مرنے کے بعد مملکت فارس پر قابض تھا اسکا نام مہندر سوکلا تھا۔ شخص مذکور سے یہ مباحثہ پیش آیا اور بہت سے سوال و جواب کے بعد عجز ظاہر کر کے ناگ سینا کے اقوال کو تسلیم کیا۔ اسی کتاب میں لکھا ہے کہ گوتم نے باسٹھ غلط اعتقاد لوگوں کے ثابت کئے ہیں اور لکھا ہے کہ لوگوں کا عقیدہ ہے کہ دنیا اور آتمہ دائمی ہیں یہ کوئی نئی چیز نہیں ہر آدمی ہمیشہ زندہ ہوتا ہے اور مرتا ہے آواگون کا سلسلہ جاری ہے اس بحث کے سلسلہ میں گوتم نے تبدیلی قسم کے خیالات غلط آتمہ کی

نسبت لوگوں کے دکھائے ہیں جنکا مختصر حال بھی گوتم کی سوانح عمری سے نقل کرتے ہیں اور وہ یہ ہیں۔

برہمن لوگ آئندہ زندگی یا جسم کی بابت اس طرح ترتیب بیان کرتے ہیں کہ آتمہ مادی ہے یا غیر مادی۔ یا مادی بھی ہے اور غیر مادی بھی ہے یا نہ مادی ہے نہ غیر مادی۔ آتمہ محدود ہے یا غیر محدود یا ان میں سے ایک بھی نہیں اوسکی آگاہی کے ایک یا زیادہ طریقہ ہونگے۔ اوسکے خیالات چند یا غیر محدود ہونگے۔ اوسکی حالت میں رنج ہوگا یا راحت یا اومین سے کوئی نہیں۔ یہ سولہ طریقہ اوسے آتمہ کی تعلیم کے ہیں۔ جو عدم کی حالت میں مجسم رہتا ہے اسکے بعد برہمنوں کے آتمہ اور سٹون کو بیان کیا ہے جسکی تعلیم یہ ہے کہ آتمہ بعد وفات کے ایسی حالت میں رہتی ہے جسکو مجسم کہہ سکتے ہیں نہ غیر مجسم۔ گوتم کی تعلیم کا یہ ڈھنگ تھا کہ ترشنا جس سے ہمارا سریر کا وجود ہے جدا ہو گئی مگر ہمارا جسم موجود ہے۔

(واضح رہے کہ اس مقام پر گوتم نے اوس جو ہر کو جسکو تمام مخلوق روح کہتی ہے ترشنا یعنی خواہش قرار دیا ہے دراصل روح کا قائل نہیں ہے) اور جب تک جسم رہیگا اوسکو سب دیکھینگے۔ پھر بعد موت کے جب جسم برباد ہو جائیگا تب کوئی نہیں دیکھے گا۔

گو آتمہ کے وجود کا گوتم قائل تھا مگر مسئلہ سوانح کا ضرور قائل تھا۔
 (اس مقام پر گوتم کی سوانح عمری کے مولف پانڈے سے رام ہرن
 صاحب کالیستہ نے ایک حاشیہ لکھا ہے جس سے گوتم کے اس
 عقیدہ پر اعتراض ثابت ہوتا ہے اوسکو ہم بھی ذیل میں درج کرتے
 ہیں) (نوٹ) جب کوئی شخص خواب غفلت سے بیدار ہوتا ہے تو
 کہتا ہے ہم خوب سوئے۔ اب دیکھنا چاہیے کہ سونے کا اکرام
 کسکو ملا اور حالت خواب غفلت کی شہادت کون دیتا ہے۔ جسم
 کوئی چیز نہیں تھا اعضاے جسمانی بیکار تھے اذکو علم نہیں خواب
 کا لطف کسکو آیا۔ یہ آواز کسکی ہے یہ آواز آتمہ کی تھی۔ واضح
 رہے کہ اسکنہ یعنی وہ صفات جو ہم پیشتر بیان کر چکے ہیں اذکو علاوہ
 ایک لطیف چیز آتمہ ہے جیسے آفتاب جب بادل میں چھپا رہتا ہے
 اوسکی روشنی نہیں معلوم ہوتی ویسے ہی جب آتمہ من۔ بودہ ہے
 انہکار میں پھنسا رہتا ہے اوسکا ظہور نہیں معلوم ہوتا ہے۔ یہاں
 ایک حاشیہ کی عبارت ہے اب ہم پھر بودہ کے اقوال بیان کرتے ہیں
 جب جاندار (خواہ آدمی ہو یا فرشتہ) مرتا ہے تو دوسرا وجود پیدا
 ہوتا ہے اوسکی تکلیف یا مادی حالت اوسکے پہلے جنم کے اعمال
 کے مطابق ہوتی ہے اس نئے وجود کا باعث ترشہار یعنی اوپامن

ہے اس طرح پر کہ جو اس خسر اور خارجی دنیا کے اتفاق سے اک
جوش پیدا ہوتا ہے۔ اسی جوش سے ایک ضرورت پیدا ہوتی ہے
جسکو ترشنا کے رفع کرنے کی خواہش کہتے ہیں۔ ترشنا سے رفع
خواہشات کے لیے اون چیز و کالایع ہوتا ہے۔ اس لایع سے
نیا وجود پیدا ہوتا ہے۔ اس وجود سے یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ آئندہ
پیدا ہوئی بلکہ ایک جسم مع ذہنی قابلیت اور توجہات کے
پیدا ہوا۔

گوتم کا قول ہے کہ انسان مایا میں پڑ کر اندھا ہو جاتا ہے اور ان
افعال کا مکتب ہوتا ہے جس کا نتیجہ اس کے آئندہ جنم میں اسکو جھیلنا
ہوتا ہے۔ انسان جو رنج و مصیبت اٹھاتا ہے یہ کسی دوسرے
کا قصور نہیں ہے بلکہ خود اسی کا کردنی ہے کہ کسی پچھلے جنم میں کوئی
ایسا فعل کیا ہے جس کا نتیجہ اب اسکو موجودہ زندگی میں ملا ہے۔
انسان کے مرنے پر صرف اس کا عمل باقی رہتا ہے اور صفات اور
اجزائے ضائع ہو جاتے ہیں جو لوگ تو توں کے غیر فانی ہونیکے قائل
نہیں اون کے نزدیک یہ مسئلہ حل کر لینا کچھ دشوار نہیں ہے کہ
خارجی قوت انسان کے اعمال کے نتیجہ کو زائل نہیں کر سکتی۔ ضرور
ہے کہ اس عمل کا نتیجہ بُرا یا بھلا (جیسا مناسب ہوگا) ضرور

لیگا۔ کیونکہ جب کوئی مرتا ہے اور پھر جنم لیتا ہے تو پچھلے جنم کو افعال
اوسکو بطور میراث ملتے ہیں اور وہ اوس ترکہ کا وارث ہوتا ہے جو پہلے
زندگی میں اوسکا اندوختہ تھا۔

وجود مرکب ہے اور ذی ہوش زندگی غیر محدود نہیں ہے لہذا گیتا
یعنی جہل مرکب سے بچ کر اہل ہوا ہے۔ دو کھ پاپ کی ریونین
بند ہے۔ ایسی حالت میں ذاتی آرام و راحت کوئی چیز نہیں ہے
اوسکا خیال ترک کرنا بہتر ہے کوئی چیز ازلی نہیں ہے تمام موجودات
تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ صرت گفتار اور کردار کا نتیجہ ایک جامع
ہو کر رہ جاتا ہے۔ پس پاک رہنا لوگوں کے سات شفقت کرنا یہی
مکتی یعنی نجات کا سبب ہوتا ہے۔

نجات کے واسطے چار راستے ہیں جنکی پابندی سے ہمیشہ نجات
حاصل ہوتی ہے۔ اور اونکا مختصر حال ہم پہلو بھی بیان کر چکے ہیں۔
اول۔ زندگی کی حالت پیدائش یعنی پانچون اسکندون کا زوال
اور خودی۔ غیر مرغوب چیز سے تعلق۔ ایسی چیز سے جدائی جو بد نظر
ہے کسی چیز کے حصول میں نا کامیابی۔ یہ سب حالتیں دو کھ پچھانی
والی ہیں اننے دل کو قابو میں رکھنا۔

دوسرے۔ وہ تحریک قلب ہے جو جوش سے پیدا ہوتی ہے

جس سے نفسانیت کی نوبت پہنچتی ہے۔ یہ خیال اون چیزوں سے خوش ہوتا ہے جو زیر نظر ہو۔ یا کسی ضرورت کے رفع کرنے کی خواہش جسکو (ترشنا) کہتے ہیں۔ اور اسی ترشنا سے شہواتی قوی کو قوت ہوتی ہے جسکے سبب آئندہ جنم کی خواہش یا دنیا سے محبت ہوتی ہو یہ اصل سبب تکلیف کا ہے۔

تیسرے تکلیف رفع ہو سکتی ہے اگر بیاس یعنی (ترشنا) بھائی جاے اور خواہشات ترک کئے جاوین۔
چوتھے۔ مبارک طریق یعنی گوتم بودہ کا مذہب اختیار کرنے سے تکلیف دور ہوتی ہے۔

بقول گوتم جو شخص گوتم کا دھرم اختیار کرتا ہے اور اس کے عقائد پر ایمان لاتا ہے غرور۔ خود بینی۔ خود شنائی سے اس کا سینہ پاک ہو جاتا ہے جنکا دل خواہشات حیوانی سے پاک ہے اور جو دوسروں کے ساتھ بلا خیال عوض یا احسان کے نیکی کرتے ہیں اور جو زندگی کو ناچیز سمجھتے ہیں اور دوسرے جنم کی خواہش نہیں کرتے وہ لوگ تمام دوکھ اور مایا سے بری ہو جاتے ہیں۔ انسان کے لئے دوسرے جنم سے بچنے کی کوشش کرنا اور اوسین کا میابی حاصل کرنا بڑی نصیحت ہے۔

گوتم کے فضائح

گوتم نے اپنے مقلدون کو فہمائش کیا کہ بیوقوفوں سے دوری اور عقلمندوں کی حضوری قابل غرت لوگوں کی غرت کرنی۔ سعادت مندی کے افعال ہیں۔ اوس ملک میں بود و باش اختیار کرو جہاں ان و چین ہو۔ حصول علم میں کوشش باطنی قون سے دل پر قبضہ کرنا تیسرین کلامی۔ گویا خوش بختی دوامی ہے۔ والدین کی خدمت خیرات کرنا۔ پاک زندگی بسر کرنا۔ اپنے رشتہ داروں کی استعانت کرنی۔ دوسروں پر شفقت کرنی اچھے کام ہیں۔ گناہ سے بچنا۔ شراب نوشی سے پرہیز رکھنا حقیقت میں آخرت کی نعمت کی لذت چکنا بہت اچھے ہیں وہ لوگ جو دوسروں کی تعظیم کرتے ہیں۔ فروتنی میں قانع ہیں۔ مذہب کی باتیں گوش ہوش سے سنتے ہیں۔ بہت خوش نصیب ہیں وہ انسان جو حلیم ہیں۔ بودہ مذہب کے فقراء کی صحبت رکھتے ہیں۔ مذہبی فرائض بطریق احسن و بوقت مناسب انجام دیتے ہیں۔ بہت مبارک ہیں وہ بندے جو اپنے دل پر حاوی ہیں اور صفائی قلب کی طرف متوجہ ہیں۔ راستی نروان کی حقیقت

اور ماہیت کو جانتے ہیں بہت مبارک ہیں وہ لوگ جنکا دل زندگی کی تغیرات سے خدشہ نہیں کرتا۔ جو لوگ امور مذکور کے پابند ہیں وہ ہمیشہ محفوظ اور غالب ہیں۔

دولت اور خزانہ وہ نہیں ہے جسکو لوگ زمین میں دفن کرتے ہیں بلکہ خزانہ وہ ہے جسکو بذریعہ خیرات اور پاکیزگی اور پرہیزگاری اور دل پر قوت حاصل کرنے سے بودہ کی جماعت میں اور ہر شخص کے دل میں۔ مان۔ باپ۔ بھائی۔ برادر و نکی قلموں میں بھلائی اور نیک شعاری سے جمع کرتے ہیں۔ یہ خزانہ کبھی خالی یا کم نہیں ہوتا۔ نہ اسے آندھی سے خوف نہ بارش کا ڈر۔ نہ ہرن اور چوروں سے محفوظ ہے۔ دانشمند کو چاہیے کہ بھلائی کی طرف رجوع ہوا چھے کام کرے یہ خزانہ خود اس کے مرنے کے بعد ساتھ رہیگا یعنی اوسکی نیک کرداری اور نیک شعاری کا اندوختہ اوسکے ساتھ موجود رہیگا۔ بیوقوف لوگ ظاہری امور پر مغرور ہوتے ہیں اور دانا آدمی اعمال و افعال کی بنجیدگی کو خوب جانتے ہیں۔ یہی اون کی دولت ہے اسی کو خزانہ جانتے ہیں۔ کتاب و لیسال سوت میں گوتم کے احوال اسطرح لکھے ہیں کہ غرور اور حیوانی خواہشات سے باز رہو۔ جو لوگ بنجیدہ ہیں اور خیالات کا انتظام کرتے ہیں

زیادہ خوش رہتے ہیں خچل طبیعت کو قابو میں رکھنا بہت بہتر ہے۔ جو بڑاؤ دشمن دشمن کے ساتھ کرتا ہے یا دو غصہ ور آدمی آپس میں جو بڑاؤ کرتے ہیں حالانکہ یہ افعال بُرے ہیں۔ مگر بہت پسند طبیعتیں اس سے بھی زیادہ بُری ہوتی ہیں۔ جب تک پاپ کا نتیجہ نہیں ظاہر ہوتا ہے۔ بیوقوف لوگوں کو اس کام میں فرہ آتا ہے مگر نتیجہ ظاہر ہونے کے وقت بخیر نچیدگی کے کچھ حاصل نہیں ہوتا جو نہرا روں آدمیوں پر فتح پانا آسان ہے مگر دل پر قابو پانا مشکل ہے کسی یہ خیال مت کرو کہ پاپ ہم پر غالب نہوگا۔ جس طرح پانی کا قطرہ قطرہ جمع ہو کر تالاب بھرتا ہے۔ اسی طرح تھوڑا تھوڑا پاپ جمع ہو کر دل پر غالب ہو جاتا ہے۔ جب تک نفسانیت اور جہالت اور حقارت کی دل میں کمائی ہوتی ہے روح کو راحت اور خوشی کبھی نہیں حاصل ہو سکتی۔ افسوس ہے اون اندھیرے میں بیٹھنے والوں کو جو روشنی میں جانے کی کوشش نہیں کرتے حالانکہ روشنی اون کی آنکھوں کے سامنے ہے۔ ہر انسان کو لازم ہے کہ جو امر دوسروں کو سکھانے کے واسطے تجویز کرے پہلے خود اوپر عامل ہو۔ جس نے اپنے نفس پر قابو پایا او سکود دوسروں کو تابع کر لینا بہت آسان ہے جو لوگ گوتم کے قانون کی پابندی نہیں کرتے ہیں مگر جھوٹ بولتے ہیں۔

جزا اور سزا سے بچتے رہتے ہیں۔ وہ لوگ دنیا میں تمام برائیوں کے افعال کے مرتکب ہوئے ہیں۔ چاہیے کہ انسان غصہ میں تھل کر سے اچھے کاموں سے برائی کو رفع کرے۔ داد و دہش سے بھیلو پیر راست گوئی سے کاذب پر فتح حاصل کرو۔ تین علون سے انسان کو دیوتاؤں کی قربت ملتی ہے یعنی راست گوئی۔ خیرات دینا۔ اور غصہ کو فرو کرنا۔ تمام لیاقتوں میں دہرم کی لیاقت اچھی اور معجزہ دہرم کی شبیہ بنی تمام مٹھائیوں سے شیریں تر ہے۔ دہرم کی خوشی سب خوشیوں سے زیادہ مفرح ہے۔ ترشٹنا کی پیاس بجھنے سے تمام تکلیفیں رفع ہوتی ہیں۔

گو تم کا قول ہے کہ غصہ شرب خوری۔ ضد۔ تعصب۔ دغا بازی۔ حسد۔ خود دشمنی۔ دوسروں کی حقارت۔ خود نمائی وغیرہ ان باتوں کی ناپاکی ہوتی ہے۔ نہ صرف گوشت کھانے سے۔ جو لوگ خیال خام سے آزاد نہیں ہیں۔ وہ نہ تو گوشت۔ مچھلی کے پرہیز سے نہ برہنہ رہنے سے۔ نہ سر گھوٹانے سے۔ نہ لٹ بڑبانے سے۔ نہ خاک ملنے سے۔ نہ پھٹا پورا نا پہننے سے۔ نہ آگ کی پرستش کرنے سے پاک ہو سکتے ہیں۔ محض ویدوں کے پڑھنے سے۔ دیوتاؤں کی پرستش کرنے سے۔ گرمی سردی سے جسم کو تکلیف دینے سے

یا اس قسم کی اور پشاغیرہ کرنے سے انسان کا قلب نہ تو صاف
اور سنجیدہ ہو سکتا ہے اور نہ خیال خام سے آزادی مل سکتی ہے۔
اور پاشے چھوڑو۔ دل کی مضبوطی کرو۔ فضول نہی اور بیکاریا تین
بیہودگی کی علامتیں ہیں۔ کہانیاں یا راجہ اور دوسروں کے قصے
پڑھنا بیکار ہیں۔ رنج اور غصہ کرنا عبت ہے۔

گرم ہتھوں کو ضرور ہے کہ کسی جان کو ایذا نہ پہنچائیں۔ نہ ایذا پہنچانے
والے کو مدد دین بلکہ ممکن ہو تو ممانعت کی ہدایت کریں۔ چوری
بیجائی۔ زنا وغیرہ سے پرہیز کریں۔ دربار میں حاکم کے سامنے
جھوٹ بولنا یا کم توں یا کیسکو اسکی تحریک کرنا بڑے فعل ہیں۔
ہر قسم کے مسکرات سے اجتناب کا ثواب ہے۔ ہر مہینہ میں
چار مرتبہ روزہ رکھا جائے (اس روزہ کو برت کہتے ہیں) یعنی
جس روز چاند نظر آئے اور پورن ماسی کے روز اور ایک ایک
دن انکے درمیان میں۔

والدین پر لازم ہے کہ اپنے لڑکوں کو ہر طرح کی برائیوں سے
بچائیں۔ اچھی تعلیم دیں۔ علوم فنون سکھائیں۔ شادی کریں۔ اپنا نکاح
اونکے واسطے مخصوص کریں۔ لڑکے کو مناسب ہے کہ والدین
کی مدد کرے گھر کے کاروبار کا بازار اپنے ذمہ لے۔ مان باپ کا

وارث بننے کے قابل اپنے آپ کو بنا دے۔ والدین کی وفات کے بعد اولاد کو غربت سے یاد کرے۔

شاگرد کو لازم ہے کہ استاد کی تعلیم کرے۔ خدمت اطاعت اور فرمانبرداری سے پیش آئے اور اسکی ضرورتوں کو رفع کرے تحصیل علوم میں توجہ کرے استاد پر ضرور ہے کہ شاگرد سے بہ شفقت پیش آئے تعلیم دینے میں کوتاہی نہ کرے۔ شوہر کو لازم ہے کہ بی بی کی غربت کرے وفاداری سے پیش آئے محبت کرے۔ دوستوں کی نظروں میں اپنی بی بی کو معزز بنانے کی کوشش کرے۔ بی بی پر فرض ہے کہ گھر کے کاموں کی نگرانی سرشتہ داروں اور مہمانوں کی خاطر داری سے۔ گھر کے اخراجات میں کفایت سمجھا کر اپنے شوہر کو راضی اور خوشنود کرے۔

اجباب پر لازم ہے کہ باہم مساوی درجہ کے برتاؤ کریں ایک دوسرے کے کام آویں۔ دوسرے کا مرتبہ ہر دم ملحوظ رکھیں۔ آقا کو چاہیے کہ ملازم کو تنخواہ معقول دے اور اس کے سپرد اس قدر کام کرے جس قدر وہ برداشت کر سکے۔ اس کے واسطے کوئی دن راحت کا یعنی تعطیل کا ضرور مقرر کرے۔ ملازم کا خاص فرض ہے کہ ایمانداری اور اطاعت سے آقا کو خوشنود کرے

ملازم کا خاص فرض ہے کہ ایمانداری اور اطاعت سے آقا کو خوشنود
کرے۔ کار متعلقہ میں کوتاہی کرنا مک حرامی ہے۔ جس قدر تنخواہ ملے
او سپر قناعت کرے۔ گریستون پر لازم ہے کہ سادہ و نوکی خدمت
کریں۔ خوش کلامی سے پیش آئیں اور نوکی ضرورتیں رفع کریں۔ سادہ و
یا برہمنوں پر ضرور ہے کہ گریستون کو برے کاموں سے بچائیں
اچھے کاموں کو رغبت دلائیں مذہبی تعلیم دیں اور ان کے شبہات کو رفع کریں
تاکہ عوام کو اطمینان قلبی ہو جس سے وہ مذہبی امور کی طرف آسانی
سے مشغول ہوں۔

الغرض گوتم نے اس بطرح کے پند و نصائح سے مخلوق کے
دلوں کو لبھا لبھا کر اپنا پیر و بنایا اور مدت دراز تک اسی شغل میں
مشغول رہا۔ جب اوسکی مدت قریب آئی تو اوس نے ایک بڑے
معتقد کو حسب کا نام انند اتھا طلب کر کے کچھ نصیحتیں کیں منجملہ اونسکے
ایک یہ ہے کہ گوتم نے کہا اور انند اچار مقام بہت متبرک ہیں۔
جسکے درشن سے بودہ مت کے پیروؤں کو بڑا پین یعنی ثواب ہوگا
اول وہ مقام جہان گوتم کی پیدائش ہوئی۔ دوسرے جہان گوتم
کو گیان ملا۔ تیسرا جہان سب سے قبل گوتم نے اپنے دھرم کا کلیما
یعنی وعظ کیا۔ چوتھا جہان سریر چھوڑ کر نروان پد حاصل کیا یعنی گوتم

کو وفات نصیب ہوئی۔ اے اہل اند اجواد پاسک یا او پاسکا مالک
زندگی بسر کر کے ان امتحانوں کا درشن کر کے دنیا سے رحلت کرینگے
وہ دیو لوک میں جنم لینگے۔ گوتم کا سوانح نگار لکھتا ہے کہ یہ
چارون مقام گیا اور بستی کے درمیان چار سو میل کے اندر
واقع ہیں۔ تحقیقات سے ایسا ثابت ہوا ہے کہ وہ بستی جس کا
پہلا نام زمانہ قدیم میں کیلو ستو تھا جو کہ گوتم کی پیدائش کی
جگہ ہے۔ زمانہ حالیں بھولما کے نام سے مشہور رہی اور کوئی نگر
وہ موضع ہے جو ضلع بستی میں فی الحال نگر کے نام سے مشہور
ہے یہ سب مقامات بودہ مت والوں کی تیرتھ گاہ ہیں اور تبرک
سمجھے جاتے ہیں۔ لیکن ان سب میں بودہ گیا بہت محض زمانا جاتا
ہو مہا ون جو کہ ایک مشہور کتاب فرقہ ہنود کی ہے اوس میں یہ
سب مراتب بالتفصیل درج ہیں۔

استحکام مذہب گوتم

گوتم نے آزادی کے مسئلہ کی بدولت اور ذات وغیرہ کے
اقتیاز نہونے کے سبب اپنے خیالات میں ایسی کامیابی پائی

کہ اوسکے مذہب نے اوسکے خیال سے بھی زیادہ ترقی حاصل کی
اور یہ نئے خیالات یوٹافوٹا ایسے پھیلتے گئے کہ گوتم کی زندگی میں ہی
لاکھوں آدمیوں کے دلوں میں اس مذہب کے اصول جم گئے اور
وہ مہم اسکی ترقی ہونی شروع ہوئی۔ حالانکہ گوتم بودہ نے صرف
چوالیس برس اپنے مذہب کی اشاعت کی تھی اسکے بعد اوسکو جیسی
تعلقات چھوڑ کر اپنے پیروں کو نروان کی حالت معائنہ کرنا پڑی
یعنی وفات نصیب ہوئی۔ لیکن یہ موت مذہب کے حق میں روغنِ در
آتش کا کام کر گئی۔ اوسکے مرتے ہی اشاعت ملت میں دنِ دونی
رات چوگنی کثرت ہونی شروع ہوئی۔ اس سے انتہا ترقی کی ایک
اور بھی صورت پیش آئی جو کہ کاروبارِ قضا و قدر کے متعلق سمجھے جاتی ہو
یعنی اس نئے مذہب کی مخالفت پر فرقہ برہمن نے (جو کہ قدیم
سے ہندوستان میں معزز اور محترم چلے آئے تھے اور تمام کاروبار
بارِ ملکی اوسی گروہ کے مشورہ پر موقوف تھا اور ہر کام میں سب سے
پہلے اوسی کی پیش ہوتی تھی) حسد اور دشمنی کی راہ سے اوسکی
مخالفت پر کمر باندھی کیونکہ اب ان نئے خیالات کے شیعوں کی بدولت
برہمنوں کی وہ عزت خاک میں ملی جاتی تھی اور اوزکا اور شور و فرقہ کا مرتبہ
(جو کہ اونکے خیالات کے بموجب تمام نبی نوع انسان سے زیادہ

میرا اور حقیر ہے مگر برابر مقصور ہوتا جاتا تھا۔ لیکن اس عداوت اور دشمنی کے سبب گوتم کے آزادانہ خیالات کی طرف مخلوق کی طرف زیادہ متوجہ ہونے لگی۔ کیونکہ گوتم اور اسکے پیرو برہمنوں کی وہ بیخ کن حرکتیں ظاہر کرتے تھے جس سے ان کی تفریق ذات اور ذاتوں کی مرتبہ اور موتوں کے سبب ایک دوسرے کی غرت اور بے غرتی اور ہر امر میں اپنے واسطے بہتری اور بھلائی اور دوسروں پر تقدیم اور تمام نبی نوع انسان پر اپنا قابو اور سب پر اپنے تئیں مخدوم بنانے کی کیفیتیں کھلتی جاتی تھیں۔ عام لوگ برہمنوں کی بہت دیر سے واقف ہو سو کر نفرت کرتے جاتے تھے ابھی گوتم زندہ ہی تھا کہ اکثر چھوٹے بڑے راجاؤں نے اس نئے عقیدہ کو اختیار کر لیا تھا۔ راجاؤں کے سبب سے رعایا بھی مقلد ہوتی جاتی تھی۔ پہلا جلسہ گوتم کی وفات کے واقعہ کو ابھی بہت تھوڑا عرصہ گزرا تھا کہ اسکے پیروؤں نے نہایت استقلال اور دور اندیشی سے ایک جلسہ مقلدین سادہ ہو کا قائم کیا۔

آئینہ اخلاق کا مولف کتاب دوسری تپسکا سے نقل کرتا ہے کہ گوتم نے اپنی وفات سے قبل ایک مجموعہ قوانین ترتیب دیا تھا جس کا نام پانچویں مور کھ رکھا تھا۔ اب وفات کے بعد یہ مجموعہ بھی

اوس جلسہ میں پیش ہوا اور وہ اقوال حتی الامکان تمام و کمال اس میں زیادہ کئے گئے جو کہ مختلف مقامات پر معتقدین کو تعلیم کئے گئے تھے اور اس مجموعہ کا بھی وہی قدیم نام رکھا گیا۔ پیکا کا مصنف لکھتا ہے کہ یہ پہلا جلسہ تھا جو گوتم کی وفات کے بعد اوسکے مذہب کے استحکام کے واسطے کیا گیا اس جلسہ کا نام سیوک سستی پات مشہور ہوا۔ گوتم بودہ کے پیروؤں کو جلسہ کرنے کی یہ ضرورت پیش آئی تھی کہ گوتم کی وفات کے بعد اوسکے بہت سے پیرو بودہ مت والے تو کھلتے تھے مگر بہت سی باتیں اپنی طبیعت سے اوس میں ایجاد کر لی تھیں جس سے ملت گوتمی پر آمیزش وغیرہ اور بے عنوانی کا الزام آنے لگا تھا بہت سے سادہ گوتم کے پیرو تھے مگر برہمنوں کے اصولوں کی بھی تقلید کر لگے بہت سے اپنی خود رائی کے باعث نئی ایجادوں سے خوش ہوتے تھے اور اپنے گھر سے ہوسے اصول کی تعلیم بھی دیتے تھے اسلئے سادہ ہونکی صلاح ہوئی کہ مذہب میں آمیزش کو سبب خرابی پیدا ہو جائیگی۔ ایک جلسہ کروہمین حتی المقدور سب سادہ جمع ہوں اور تمام اقوال گوتم کے جمع کر کے سب سادہ ہونکو بخوبی تمام سنا دیے جائیں تاکہ مذہب میں خرابی نہ آئے اور

خلافت آئین بودہ کوئی سادہ ہو علمد رآمد نہ کرے۔ لکھا ہے کہ حقیقہ
سادہ ہو اس جلسہ میں جمع ہوے تھے پھر آئندہ کہی نہیں ہوے
یہ جلسہ راج گڈہ (یاراج گیر یاراج گر) کے قریب برسات کو
موسم میں منعقد ہوا تھا۔ اس جلسہ کا سرپرست راجہ اجات ستر
تھا جس کا حال ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں۔ جلسہ کا ممبر کشپ یعنی کاسب
روحہ او نھین مذکور السابق تین آتش پرستوں میں کا ایک
تھا جو سب سے بڑا سمجھا جاتا تھا اس شخص نے گوتم سوجی تعلیم
حاصل کی تھی۔ پانچ ہزار سادہ ہون کے سامنے گوتم کا کلام
باوازل بلند پڑا گیا علاوہ اسکے اوبالی نے جماعتوں کے ضوابط
اور قواعد جو کہ گوتم نے اوسکو تعلیم کئے تھے سناے اور سنا
نے اخلاقی مضامین پڑھے اون سب پر باتفاق راے پابندی
کی تاکید راجہ کی طرف سے ظاہر کی گئی۔

دوسرا جلسہ۔ بودہ مت کے لائق اور دور اندیش معتقدوں نے
مذہبی اصول کے استحکام کے واسطے جلسہ کی بنیاد قائم کر کے
اپنے خیال کے موافق کماحقہ کامیابی حاصل کی کہ پہلے جلسہ کے
مجوزہ احکام تنویر تک مخلوق کے دلوں میں رعب و داب
قائم کئے رہے لیکن ایک صدی کے بعد پھر کچھ لغزش واقع ہوئی

اور دوسرے جلسہ کی نوبت آئی۔ دوسری وجہ جلسہ ثانی کی یہ بھی پیش آئی کہ جلسہ اول اجازت شتر و کا قائم کیا ہوا تھا۔ اس جلسہ میں زیادہ تر احکام و بیوت کے مجوزہ بھی تھے لہذا ان احکام سے مخلوق شاکی تھی اور سختی نہیں برداشت ہو سکتی تھی لوگوں کے داویلا کرنے سے مجبوراً دوسرا جلسہ ہوا۔ یہ جلسہ مقام ولیسالی میں قرار پایا۔ ایک سو سٹائٹس ساوہواس میں جمع ہوئے اور روزمرہ کے قواعد یون ترمیم ہوئے۔

اول۔ گوتم کی اجازت نہ تھی کہ سادہ لوگ اپنے خور و نوش کے واسطے کوئی چیز فراہم کر کے نہ رکھیں۔ اب تجویز ہوا کہ ملک ضرورت کے واسطے تھوڑا سا پاس رکھنا چاہیے۔

دوم۔ پہلے حکم تھا کہ نچتہ غذا صرف دوپہر و ن تک کھائی جائے اب قرار پایا کہ غروب آفتاب تک کھانا مضائقہ نہیں۔

سوم۔ یہ کہ جہان کین مسٹہ یعنی بودہ مت کا عبادت خانہ نہ ہو تو علم کی پابندی میں سختی نچا ہیے۔

چہارم۔ سابق دستور تھا کہ جملہ رسومات مذہب و اقرار وغیرہ شکت یعنی جماعت میں ہوا کریں۔ اب یہ راسے ٹھہری کہ شکت میں ہونا کوئی ضروری نہیں ہیں۔ اپوگرہ وین بھی ہو سکتی ہیں۔

بہنجم۔ جب کسی امر کے واسطے جماعت بٹھائی جائے (یعنی نجات کی جائے) تو اس امر کی تکمیل ہونی چاہیے۔
 ششم۔ جب کسی مقام کا رواج غیر ہو تو اس کو مطابق قواعد ملت ترمیم ہو سکتے ہیں۔

ہفتم۔ قدیم قاعدہ گوتم نے جاری کیا تھا کہ بعد دو پہر دن کے صرف دودھ اور پانی پر اکتفا کیا جائے۔ اب یہ بات مقرر ہوئی کہ صرف دودھ پانی پر گذر دشوار ہے اور غذاؤ کا بھی استعمال کیا جائے جو کہ دودھ سے بنائی جائیں۔

ہشتم۔ منشی اشیا اگر مثل پانی کے ہوں تو او کا ہینار وا ہے۔
 نہم۔ کپڑے کے بستر میں اگر جہاز ہو تو اس کا استعمال درست ہے۔
 دہم۔ تمام ممبران جماعت مندر بھینٹ میں سونا اور چاندی لی سکتے ہیں گوتم بودہ کے پیروؤں کے واسطے یہ جلسہ ہر طرح بہتر ہوا۔
 بہت سی باتیں راحت اور آسانی کی پیدا کر لی گئیں اصل فرمودہ پیشوا سے ملت لوگوں کے برتاؤ سے دور ہو گیا۔ اور حصول زر کی صورتیں پیدا کر لی گئیں۔

آئینہ اخلاق کے مصنف نے اس مقام پر ایک برائی ظاہر کی ہے وہ بہت قرین قیاس ہے یعنی اس زمانہ میں فرقہ برہمن نے

(جو کہ عرصہ سے بے وقرب ہو چکا تھا) اس وقت میں مقتدین مذہب گوتی کو ارکان مذہب کے سبب منفرد اور دل برداشتہ دیکھ کر پائی اور پہر اپنے وید کے اصلی مذہب کو چلانے کی کوشش کی بودہ کے سادہ ہونے نے یہ حالت دیکھ کر عیسے ترتیب دیکر سخت باتیں ترمیم کر کے نرمی اختیار کی تاکہ عام لوگ گھبرا جائیں اور ایسا نہ کہ اڑبائی سو برس کا لگایا ہوا باغ سختی ارکان کی گرم ہوا سے مکلا کر سوکھ جائے تو پھر چستان گوتی کو تروتازہ کرنا محال ہو گا۔ لہذا ترمیم مناسب سمجھی۔

بیشک اس ترمیم کی بابت اونکا خیال بہت مناسب ہوا اور وہ نفرت اور دل برداشتگی جو مخلوق کے دلوں میں گھس رہا ہے ہوئے تھی کم ہو گئی اور معتقدوں کے اعتقاد میں استواری پائی جانے لگی۔ لیکن ایک بڑی خرابی یہ پیدا ہو گئی کہ اب اس مذہب کے دو فرقے ہو گئے۔ بعضے لوگ جنکو فرمودہ گوتم میں (کہ اوکو ہادی برحق تصور کئے ہوئے تھے) ترمیم کا فضول اور مذہب میں مداخلت نامعقول معلوم ہوئی۔ اس ترمیم پر کاربند ہوئے بلکہ اپنے قدیم اصولوں پر جمے رہے اور دوسرا گروہ آسانی پسندانے قواعد کا پیرا ہو گیا اور باہم دونوں فرقوں میں تفریق اور

ایک دوسرے سے عناد بھی پیدا ہو گیا اور پُرانے قواعد پر چلنے والوں نے بھی دوسرے جلسہ کی تردید میں ایک جلسہ ترتیب دیا اور نئے قواعد کی مخالفت کی۔ مگر عام لوگ نئی آسان باتوں کو قبول کئے رہے۔ اس اختلاف نے یہاں تک ترقی کی کہ قرقوئی تعداد دو سے اٹھارہ تک ہو گئی۔

اس زمانہ میں ہندوستان کی ملکی حالت بھی بہت نازک تھی کوئی بڑا راجہ نہ تھا اگر تھے تو چھوٹے چھوٹے راجہ اپنی حکومت پر فخر کر رہے تھے۔ اسی زمانہ میں سکندر اعظم کی چڑھائی ہندوستان پر ہوئی اوسکے مقابلہ کے واسطے ہندوستان کے راجاؤں کی باہم مخالفت کا رروائیان جیسے کچھ ہوئیں ظاہر ہیں۔ گدہ کی حکومت کا جام بھی می زوال سے لبریز تھا اور ہر راجہ کا ہر کارکن فتنہ و سرور اور دہر راجہ غلبت اور بے سرو سامانی میں چور۔ کوئی پرسان حال نہیں آخر ایک شخص چندرگپت نامی گدہ کی پریشان حالت دیکھ وزیر اد سے میل جول کر کے تخت حکومت پر قابض ہو گیا تھا اور ہر طرف چھوٹی حکومتوں نے بڑوں سے سرکشی شروع کر دی تھی سان سرکشیوں میں بعض وہ راجہ تھے جو کہ قدیم وید کی تقلید کرتے تھے۔ برہمنوں نے اونکو بودھوں کی

مخافت پر او بہار رکھتا چند گیت اور اسکے بعد اوسکا بیٹا جو تخت نشین ہوا یہ دونوں بودہ مذہب کے دشمن ہوئے انکی سبب برہمنوں کو قوت ہوئی اور بودہ مذہب کے سادہو بہت پریشان ہوئے اور یہ پریشانی اور ذلت اوسوقت تک قائم رہی جب تک کہ چند گیت کا پوتا راجہ اشوک راجہ ہوا مہیسرا جلسہ گوتم بودہ کی وفات کے تھوڑے عرصہ کے بعد پہلا جلسہ ہوا اور پہلے جلسہ کی ایک صدی بعد دوسرا جلسہ گوتم کے تخمیناً ایک سو پچیس برس بعد منعقد ہوا۔ دوسرے جلسہ کے بعد گوتم کے پیرو اور وید کے مقلد برہمنوں میں ایک قسم کا مذہبی تنازعہ قائم ہو گیا اور دونوں فریق اپنی کوشش میں کامیابی حاصل کرتے رہے۔ چنانچہ برہمنوں کی قوت کیواسطے بہت قوی راجہ چندر گیت موجود تھا چوبیس برس برہمنوں کی کم کرتا رہا اوسکے بعد اوسکا بیٹا بندو سار جسکو ماتر گیت بھی لکھا ہے برہمنی مذہب کا مقلد ہوا اور اوسکے زمانہ میں برہمنوں کو اور بھی زیادہ پشت و پناہ نصیب ہوئے اونسے اٹھائیس برس حکومت کر کے بودہوں کو ذلیل اور تباہ کیا اور وہی وید کے مذہب کی اشاعت کوشش بلنغ کے ساتھ کرتا رہا

لیکن اسکے بعد اوسکا بیٹا راجہ اشوک اچو کہ ایک بڑا صاحب
دبدبہ اور جلال راجہ گذرا ہے (تحت نشین ہوا اسکی تخت
نشینی کا زمانہ عیسیٰ علیہ السلام سے دو سو پینسٹھ برس قبل شمار
کیا گیا ہے اپنے جلوس کے دسویں سال بودہ مذہب کا
پیرو ہو کر برہمنوں کا جانی دشمن ہوا۔ اسنے بودہ مذہب کے
استحکام کی ایسی صورتیں پیدا کیں جو امکان سے باہر تھیں
حال اسکا راجاؤں کے حالات کے ساتھ آئیگا۔ الغرض راجہ
اشوک نے اپنے جلوس کے اٹھارہویں سال یعنی عیسیٰ سے دو سو
سینتالیس برس قبل پھر ایک جلسہ پٹنہ میں منعقد کیا اس
جلسہ میں ایک نہر اساد ہو جمع ہوئے۔

اس جلسہ کی ضرورت یہ تھی کہ بہت سے غیر مذہب کے لوگ
غالباً برہمن بودہ سادہوؤں کے سے لباس پہن کر جھوٹے
اور غلط وعظ و نصیحت کرتے پھرتے تھے گویا لوگوں کو دھوکا
دیکر بہکاتے تھے راجہ نے نہایت تن دہی سے جلسہ منعقد
کر کے کمال تنبیہ کے ساتھ اون باتوں کی اصلاح کی جو غلط تھیں
جلسہ کے بعد چند اصول سرکاری طور پر جاری کئے گئے یعنی
عام گذرگاہوں اور چوراہوں۔ میلوں کے مقاموں تیرتھ گاہوں

دیگرہ پر جا بجا بڑے بڑے مینار تعمیر کرائے اور اون پر
تدہی چالیس اصول (جو نہایت ضروری تھے جنگا پیر و ہونا ہر
شخص پر ضروری تھا) کندہ کرائے۔ جا بجا محتسب مقرر کر کے
روانہ کیے۔ عورت کی نگرانی بھی ہوئی۔ اونکی نگرانی کو عورتیں مخبر
مقرر ہوئیں۔ حکم کے ساتھ اس مذہب کا اعلان ہوا۔ گویا اس
مذہب کو جیسی ترقی راجہ اشوک کے زمانہ میں ہوئی اوس سے
پہلے ایسی کبھی نہیں ہوئی۔ سادہ و دن کی عزت کی گئی اونکی
آسائش کے واسطے راجہ کی طرف سے مکان تعمیر
ہوئے۔ تنہا خانے بنوائے گئے۔ ہر طرف وعظ و نصیحت
کرتے ہوئے روانہ کئے گئے۔

عرض اس قدر قوت پکڑی کہ غیر مذہب کے راجاؤں کے ملکوں
میں بھی بودہ سادہ ہو و غلط کرتے پھرتے تھے اور کوئی اونکا
مزاہم نہیں ہوتا تھا۔ چنانچہ خود راجہ کامیہا مہند اسادہ ہونو
ہمراہ مذہبی کتابیں جو کہ اس تیسرے جلسہ میں ترمیم ہو کر طیار ہوئیں
تھیں لیکر لٹکا گیا اور بہت سے مباحثوں کے بعد وہاں کے
لوگوں نے اس ملت کو اختیار کیا اور اسکے بعد قریب قریب
کے جزیرہ و ن میں لٹکا سے اون سے پھیلنا شروع کیا۔ بعد

لنکا کی عورتیں بھی اس مذہب کی پیروہوئیں اور ایک شاخ
اوس درخت کی (جسکے نیچے گوتم کو گیان حاصل ہوا تھا اور اوسکا
حال ہم پہلے ہی لکھ چکے ہیں) پھونپائی گئی۔ جسکی نمود زمانہ حال
ہمک اوس جزیرہ میں موجود ہے۔ یہ شاخ انور او بلور
میں لگائی گئی تھی۔ یہ درخت دنیا کے تمام درختوں سے زیادہ
پُرانا ہے۔ اس درخت کی بڑی غرت ہے۔ اب اس درخت
کی حفاظت کے واسطے لوگ مقرر ہیں اوسکے گرد بیس فٹ بلند
پہ جو ترہ بنا ہے۔ غرض وہاں سے برہما اور سیام اور کلنک
ساتویں صدی عیسوی میں جاوا میں پھونچا اور بعد اوسکے سوماترا
وغیرہ میں بھی جاری ہو گیا۔

چوتھا جلسہ۔ راجہ اشوک کے مرئیے کے بعد مذہب میں پہر نفرت
پیدا ہوئی اور اوسکے بیٹے کی سلطنت کو استقلال نہیں ہونے
پایا تھا کہ برباد ہو گئے۔ تھوڑے عرصہ میں تین شخص غیر جو
خاندان سلطنت سے نہ تھے اپنی قوت بازو کے سبب سلطنت
پر قابض ہو گئے لیکن یہ تینوں کشمیر میں حکومت کرتے تھے سب
سے پہلا ہوشک تھا جو حاکم ہوا اوسکے بعد کشک (جسکو
زیشک تحریر کیا ہے) حاکم ہوا اوس نے بودہ مذہب کو ترقی

دی اور پھر ایک جلسہ جمع کر کے پانچ سو سا دھوونکے مشورہ
 سے جلسہ میں اصول ملت ترمیم کر کے قینون نے تپکا کی تشریح لکوائی
 اور اس تشریح کو بموجب تحریر ہائے تشاہد سیاح صبر
 کے تانبے کو پتھر پر کندہ کر اگر ایک شلین کس میں بند کر ارتقا
 و اکیا میں دفن کرادی۔ اس راجہ کی حکومت کس قدر وسیع
 تھی۔ لکھا ہے کہ آگرہ۔ کابل۔ گجرات۔ کشمیر۔ لداخ وغیرہ
 اسکے زیر نگین تھے۔ بودہ مذہب کا یہ آخری جلسہ تھا۔ اس
 جلسہ کا صدر بسو بند ہو ایک نامی شخص تھا جو نہایت لائق تھا۔
 نوٹ۔ انگریزی تحقیقات اس امر کو ظاہر کرتی ہے کہ گوتم حنبو
 بودہ کو رواج دیا عیسیٰ سے تخمیناً چھ سو برس قبل گذرا ہے
 اور راجہ اشوک جسکو چندر گپت کا پوتا تحریر کیا گیا ہے۔ گوتم
 کی وفات سے دو سو ستتر برس بعد اور اشوک سے ڈیڑھ سو برس
 کشک گذرا ہے جسکو لکھا ہے کہ عیسیٰ سے ستتر برس قبل حکومت
 کرتا تھا۔ عوام الناس کے خیال میں یہ امر جم گیا ہے کہ انگریز
 لوگ جو کچھ کہتے ہیں یا کرتے ہیں یا لکھتے ہیں وہ بالکل صحیح اور درست
 ہوتا ہے۔ اس لغویت نے یہاں تک ترقی کی ہے کہ انگریزی
 ناما کافی فلسفہ اور مختلف مسائل علم نجوم و افلاک وغیرہ کی غیر مدلل

بندشون کو زائد حال کے مدارس میں پڑھ پڑھ کر اپنے قدیم مذہبوں کے اصول کو مشکوک بلکہ قریب قریب غیر ضروری اور فضول سمجھ کر اوس سے دست کشی کرتے جاتے ہیں جسکے سبب سے وہ اپنے مقبولہ خداوند تعالیٰ کے حضور شرمسار ہو کر اپنی جہالت کے کردار کے سزا پانیکے سزاوار ہو گئے۔ انسانی فطرتی قوت کا خاصہ ہے کہ جب کوئی نئی بات گوش گزار ہوے بے اختیار اوسکی طرف متوجہ کرتی ہے۔ لیکن عقل کا خاص کام ہے کہ اور نئی بات کی ماہیت اور بھلائی برائی دریافت کر کے انسان کو اوس سے آگاہی دے۔ جو لوگ صاحب عقل کہلاتے ہیں اور اس لطیف اور مفید جوہر سے کام لیتے ہیں وہ بغیر پوری واقفیت حاصل کئے کسی بات کی طرف متوجہ نہیں ہوتے مگر جو شخص بالکل حیوانی قوتوں سے کام لیتا ہے اوسکو اوسکے نتیجہ کی طرف کچھ خیال نہیں ہوتا اور اپنی بے عقلی اور جہالت کے سبب بہت جلد اوس نئی بات کو قبول کر لیتا ہے۔ اس طرح فرقہ منہود کی معتبر کتب تواریخ پر اگر غور کیا جائے تو بخوبی تمام حالات مذکورہ کی تشریح اور تحقیق یوں ہوتی ہے کہ مذہب بودہ نے طوفان نوح کے ایک نہر برس بعد خوب ترقی پائی

تھی۔ مگر اسوقت میں وہ اصول مذہب خاص کے نام سے نہیں مشہور تھے بلکہ مذہب توحید اور بت برستی کے ساتھ مخلوط ہو کر رواج پاتے رہے۔

تاریخ رشیدی میں اچو کہ بادشاہ غازان خان کے زمانہ میں تصنیف ہوئی ہے اور بت معتبر تاریخ شمار کی جاتی ہے (صاف طور پر لکھا ہے کہ بموجب تحریرات ملک خطا اور ختن لوح سحر زمانہ وراز گذرنے کے بعد سال ہجری نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے سترہ برس قبل ملک خطا میں ایک نامور شخص پیدا ہوا جسکا نام کتب تواریخ میں شکمونی لکھا ہے یہ شخص بڑا مدبر اور حکیم گذرا ہے۔ اس نے پیغمبری کا دعویٰ کر کے بودہ مذہب جاری کیا اور وہ اصول جو قدیم مذاہب میں مخلوط تھے اوفکو علیحدہ کر کے ایک نئے مذہب کی بنیاد ڈالی۔ چنانچہ اسی مضمون کی تصدیق محققان ماسخ التواریخ اور نفائس التواریخ بھی اسطرح کرتے ہیں۔ چار نہر یا پچسواؤتچاس برس بعد ہبوط آدم علیہ السلام سے شکمونی حکیم جو کہ بعدہ بودہ مذہب کا پیغمبر مانا گیا پیدا ہوا تھا۔

نیز کہ ہند جو دراصل کالند کا پرکاش کی شرح ہوا لاند

اوس کتاب کی اصل مصنف اور کتاب کا اصل نام نہیں معلوم ہوتا ہے لیکن اوسین جسقدر باتیں تحریر ہیں نہایت تحقیق اور تطبیق کے ساتھ لکھی گئی ہیں انہیں کذب کا احتمال بہت کم ہوتا ہو اور اس کے اس مضمون کی تصدیق دیگر مالک کی تواریخ سے ہوتی ہو اوسین صاف لکھا ہے کہ بودا اوتار کو سمست ۱۹۰۶ بکرمی تک اٹھائیس سو ترسیٹھ برس گزرے ہیں۔ یہ زمانہ بہت صحیح ہے کیونکہ کال یون وغیرہ جبکہ متحرر پر آئے تھے انہیں راجاؤں کے ساتھ کچھ آگے پیچھے بودا اوتار بھی گزرا ہے یہ واقعہ پرندون کی طیاری سے بعد کا ہے۔ کیونکہ ان واقعوں کا حال تروینن تحریر ہونے سے اس امر کی تصدیق ہوتی ہو بودہ گیمین ایک بہت پڑانا سنگین کتبہ ہے جس کے حساب سے معلوم ہوتا ہے کہ بودا اوتار کو سمست ۱۹۰۶ بکرمی تک اٹھائیس سو ترسیٹھ برس گزرتے ہیں۔ یہ امور کالند کا پرکاش میں بھی تحریر ہیں۔

علاوہ اسکے ایک دوسری بات بڑے شبہ میں ذاتی ہو کہ تاریخ راج تریگینی جو کہ ایک نہایت معتبر زمانہ قدیم کی تاریخ ہو فرقہ ہنود میں اس سے زیادہ معتبر کوئی تاریخ نہیں آویں

تحریر ہے کہ راجہ اشوک جس نے بودہ مذہب اختیار کیا اور
 اوسکو ترقی دی۔ اوسکے واسطے معاہدہ بنوائے لنگاتھک ملک فتح
 کر کے اوسمیں بودہ مذہب پھیلا یا اوسکا زمانہ بکرم سے بارہ سو تئیس
 برس قبل گذرا ہے۔ یہ راجہ اشوک راجہ جنک کا برادر زادہ تھا
 کشمیر میں ایک مندر مندر اشوک کے نام سے تعمیر ہے اوپر
 زمانہ تعمیر تحریر ہے جسکو پنڈت کرپارام مولف گلزار کشمیر نے
 اپنی تصنیف میں تحریر کیا ہے کہ اس مندر کو تعمیر ہوئے سنہ ۱۹۱۳
 بکرمی تک تین ہزار دو سو برس گذرے ہیں۔ یہ مضمون بھی کالندکا
 پرکاش کے مضمون کی تصدیق کرتا ہے۔ دوسرے گلزار کشمیر میں
 بحوالہ دیگر کتب معتبرہ فرقہ ہنود لکھا ہے کہ راجہ دامودر بودھتی
 والی کشمیر کی حکومت میں جب ضعف آیا تو اوسکی سلطنت پر تین شخص
 غیر قابض ہو گئے اونکے نام ہسک زساک کفسک اور
 حسب تحریر بعض مورخان ہوسک کفسک کفسک تھا
 یہ تینوں شخص جو وقت حکومت کشمیر پر قابض ہوئے تھے اوسوقت
 تک راجہ سنجی پسر جنک پور کو دہر کو گذرے ہوئے تھیناڈیڑہ
 سو برس گذرے تھے۔ اس مضمون کی تطبیق کالندکا پرکاش اور
 اوس مندر کے کتبہ سے بخوبی تمام ہوتی ہے۔ پس جبکہ یہ تطبیق صحیح

ہوئی مذہب بودہ کو اس سے پہلے جاری ہونا لازم آیا یعنی تاریخ
 ریشیدی کا مضمون بخوبی تمام صحیح ماننا چاہیے۔ کالند کا پرکاش میں
 یہ بھی لکھا ہے کہ گوتم وغیرہ بودہ متی جو اوتار گذرے ہیں وہ بودہ
 اوتار کے بہت بعد گذرے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے
 کہ گوتم سے بودہ مذہب بہت قبل کا جاری شدہ ہے۔ علاوہ ازیں
 گوتم جب فقیری حال میں اپنے باپ کے ملک میں آیا تھا اور باپ
 بیٹے کی ملاقات ہوئی تھی تو گوتم کی زبان سے خود یہ لفظ نکلے تھے
 کہ (میری نسل سابق بودا سے ہے) پھر اگر گوتم سے قبل کوئی
 بودہ نہیں گذرا تھا تو گوتم نے یہ کیوں کہا۔ اور ظاہر ہے کہ گوتم نے
 جسکی طرف اشارہ کیا کوئی معمولی انسان نہیں تھا ضرور کوئی ایسا برگزیدہ
 تھا جسکی نسل میں ہونا خود گوتم کو گوارا تھا۔

شاکمونی حکیم

مانخ التوارتخ اور نفالس التوارتخ وغیرہ میں مجملًا تحریر ہے کہ
 حکیم شاکمونی راجہ سدوودن کا بیٹا تھا اور سدوودن ہندوستان
 تاملی آدمیوں میں تھا۔ بعض لوگ جو شاکمونی کے پیرو ہیں سدوودن کو

کشمیر کا حاکم بتاتے ہیں اور اذکا قول ہے کہ اوسکے ماتحت چھوٹے
 بڑے چور اسی نہر اور سردار تھے جب شا کمونی سن تینر کو بھونچا
 سخت ریاضت کرنے لگا اور دنیا کے جاہ و جلال سے دل
 اوٹھا کر تجرد اور گوشہ گیری اختیار کی۔ چنانچہ چھ برس تک ایک جنگل
 میں صرف ایک تہر پر بیٹھا رہا اور اُرد کے ایک دانہ کے سوا
 کچھ غذا نہیں کھاتا تھا پیدائش کے وقت اسکا نام مرپ ارختہ
 رکھا گیا تھا (مرپ ارختہ کے معنی تمام کار کے ہیں) جب وہ اس
 ریاضت سے فارغ ہوا تو آسمان پر اُڑ گیا اور وہاں سے چند مدت
 بعد سرانڈیپ کے پہاڑ پر اوترا چنانچہ اوسکے پیروں کے نشان
 اسوقت تک وہاں کے پہاڑوں پر موجود ہیں۔ اسوقت اوسکی عمر تیس
 برس کی تھی۔ یہ خبر جا بجا ملکومین لوگوں کو بھونچی کہ مرپ ارختہ آسمان
 سے اوترا ہے۔ اب سب لوگوں کو لازم ہے کہ اوسکی بندگی میں
 حاضر ہو کر اوسکو بند ریاضت سے آزاد کر دیں۔ پس لوگ اوسکی
 خدمت میں چھوٹے اوسوقت اوس حم غفر نے اوسکا نام شا کمونی
 رکھا (شا کمونی کے معنی آدم کے ہیں) اسی وجہ سے اوس کے
 پیروں کے نشان کو (جو کہ زمانہ حال کی پیمائش کے مطابق ڈیڑھ فیٹ
 طول میں محسوب ہوئی ہیں) نشان بابے آدم کہتے ہیں۔

شا کمونی جب آسمان سے اترتا تھا تو اپنے ساتھ چار پیالے
 بھی لایا تھا جنہیں سے ہر اک ایک کمال اور خاص تعجب کے
 ساتھ مخصوص تھا۔ سرانڈیپ مین اون پہاڑوں کے مجاور نسلا بعد
 نسل اون پیالوں کو اور شا کمونی کا ایک داستان بطور تبرک محفوظ
 رکھتے ہیں۔ شا کمونی نے اس وقت تمام لوگوں کے سامنے بیان
 کیا کہ میں چوراسی ہزار بار آسمان سے اترتا ہوں اون سب کو
 سامنہ پیغمبری کا دعویٰ کیا۔ ہند۔ کشمیر۔ تبت۔ چین۔ ختن۔ خطا۔
 سکوب۔ الیغور۔ لنکا۔ برہما۔ شیم۔ جاپان وغیرہ کے لوگوں
 نے تھوڑی مدت میں اسکی پیغمبری قبول کی اور اسکے مذہب
 کے پیرو ہو گئے۔

مرپ ارتھ کی عجیب پیش

مولف نامح التواستخ ملک خطا کی تاریخوں سے یہ روایت
 اس طرح نقل کرتا ہے کہ مرپ ارتھ کی والدہ کا نام موجبہ فوجیر
 تھا کہتے ہیں کہ بعد یہاں سے جانے کے بھی مدت دراز تک وہ
 دوشیزہ رہی اور اسکے شوہر نے کیوجہ سے اسکے ساتھ

قربت نہیں کی عربی مونیخ ابو الفدا کتاب احمدی سے نقل کرتا ہے کہ بودہ کے باپ کا نام (سید غاوت غام) تھا اور یہی بودہ شا کمونی اور مرپ ارتھ کہلاتا تھا۔ اس عرصہ میں قضا کا رویہ ایک روز ایک باغ میں جب کا نام لم بیسے تھا سیر کر رہی تھی آخر جب تھک گئی تھی تو بوچکہ ایک درخت کے نیچے سو گئی تھوڑی دیر کے بعد آسمان سے اوسکے روبرو ایک نور نازل ہوا جس سے تمام باغ روشن ہو گیا اوس نور کے نزول کے بعد اوس عورت کا دانا پہلو شق ہوا اور اوس میں سے ایک لڑکا پیدا ہوا اوس وقت آسمان سے ایک فرشتہ اتر اوس نے آب دہن اوس پر ڈالا جس سے شگاف پہلو بند ہو کر غیر معلوم ہو گیا اوس بچہ کو ایک طشت زین میں دھویا بعد وہ فرشتہ چلا گیا۔

موجہ فوجین کی زبانی کتب تواریخ میں یہ روایت یوں لکھی ہے کہ اوس وقت وہ لڑکا اٹھتا اور سات قدم دوڑا۔ جب خاوند اوسکا اوسکی اس حال سے واقف ہوا تو اوس نے موجہ فوجین کو زجر و توبیخ کے اور پوچھا کہ میں اتنا تیرے قریب نہیں گیا اور تو بدستور دوشیزہ بھی ہے پھر یہ لڑکا کیوں پیدا ہوا موجہ فوجین نے تمام حالت گذشتہ بیان کیے جس سے اوسکے شوہر کا غصہ تعجب کے ساتھ بدل

گیا۔ الغرض مرپ ارٹھ جب چہ برس کا ہوا تب ایک تہہ پٹیا اور چہہ برتنک
 بیٹھا رہا اوسکو بعد غائب ہو گیا اور اونتیس برس کی عمر میں سر اندپ کی ملک میں
 ظاہر ہوا چالیس برس کی عمر تک اوس نے خور و نوش ترک کیا اوسکے بعد چہہ
 برس تک مخور با بعدہ پچیس برس کی عمر میں پیغمبری کا دعویٰ کیا اور اٹھتر برس کی عمر
 میں مر گیا جبکہ یہ سر اندپ میں ظاہر ہوا تھا اوسوقت اوسکا نام شاکونی رکھا گیا
 شاکونی کا قول ہے کہ ایک فرشتہ ہے جسکو منہ کے لوگ
 شعور کہتے ہیں اور اہل خطا اوسکو کرتشی بولتے ہیں اوسکا یہ
 کام ہے کہ روجو کو صورت ناقص حیوانی سے خلاص کر کے
 انسان کے قالب میں پھونچتا ہے۔

وعا۔ شاکونی کے پیرو عبادت کے وقت جو دعا استعمال
 کرتے ہیں اوسکا ترجمہ یہ ہے کہ خدا ایک ہے۔ بڑا ہے۔
 نہ کہین سے آیا ہے نہ کہین جاتا ہے۔ اوس نے تمام کاموں کو
 مخلوق کو سنوارا ہے۔ وہ درستی اور راستی کے ساتھ بیدار اور
 ہوشیار ہے۔ تمام عیون سے پاک ہے۔ اوسمیں کچھ شک اور
 رویت اور عیب نہیں۔ وہ خلایق کے تمام خیرئی اندیشوں سے دانا
 ہے۔ کوئی چیز اوسکے مانند نہیں۔ اور نہ وہ کسیکے مانند ہے۔ وہی
 سب کا پروردگار اور سالار ہے۔ مرید و کارہنما اور فرشتہ کا حافظ

اور ناصر اور مددگار ہے۔ بدانش تمام اول بزرگ و آخر بزرگ
فاعل با اختیار زندہ۔ باقی۔ قائم۔ مینا۔ شنوا۔ علیم۔ علیم۔ صبور
غیور اور غفور ہے۔

مولف شاکونی اور مرپ ارتھ دونوں ایک ہی شخص کے
نام تھے بلکہ شاکونی ایک مرتبہ ریاضت ہے کیونکہ اس نام سے
کئی مرتبہ گزرے ہیں اور سب سے آخری ہی نام گوتم کا بھی
مشہور ہوا موزجان یورپ نے شاکونی اور گوتم دونوں ایک دم کی
نام تجویز کر کے یہ خیال کر لیا ہے کہ بودہ مذہب کا بانی گوتم ہوا
حالانکہ شاکونی اول جبکا حال ہم نے اوپر لکھا ہے گوتم سے
بہت قبل گزرا ہے اور اس درمیان میں کئی شخص مذہب بودہ
کے رواج دینے والے پیدا ہوئے ہیں مگر ان کو فروغ نہ
کی وجہ سے ارباب توارینخ نے بہت مختصر ان کے حالات قلمبند
کئے ہیں۔ اور مرپ ارتھ کا ملک خطا میں پیدا ہونا بعید از فہم نہیں
کیونکہ اوسکی والدہ کا نام صاف اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ اوسکو
ملک خطا سے تعلق ضرور ہے اور گوتم کی ماں کا نام بالکل اس سے
غیر ہے نہ اس کے مشابہ۔ یہ اختلاف تارنخ رشیدی جو کہ ملک تارنخ
کی بہت مفصل توارینخ ہے (کے مضمون کی تصدیق کرتا ہے۔

تاریخ مذکور میں یہی لکھا ہے کہ بعض اقوال اہل خطا سے ثابت ہوتا ہے کہ شاکونی کے تین سواڑ تالیس برس بعد اوسے ملک میں ایک شخص تائی شانگ نامی پیدا ہوا کہ مشہور ہوا جو بودہ مذہب کا پورا پیرو اور ایک اوتار شمار کیا گیا ہے۔ علیٰ ہذا بعد مدت دراز ملک بہار میں گوتم پیدا ہوا جو بودہ مذہب کا پیرو ہوا مگر اوسکی خیالات کسبت قدر بدل گئے یعنی پہلے بودہ مذہب میں خدا سے عالم کو ہر طرح قادر مانا ہے۔ اور گوتم کے خیالات میں خدا سے تعالیٰ کچھ چیز نہیں نہ مخلوق کو اوسکی ضرورت اور نہ وہ کوئی کام کر سکتا ہے یہ خیالات اسکے بعض مجوسی فرقوں سے ملتے ہیں جنکا حال ہم انجوسر جلد اول الحمد میں بیان کر چکے ہیں۔

ایک بڑی بات شاکونی اور گوتم کی تفریق کی یہ بھی ہے کہ یہ دونوں میں جہان کین شاکونی کا ذکر آیا ہے تو بودہ اوتار کے لفظ کے ساتھ لکھا ہے اور اوسکے بعد جب پدم پوران ترتیب دی گئی اور اوسمیں گوتم کا ذکر آیا تو گوتم بودہ کے لفظ کے ساتھ لکھا یہ دونوں لفظ بھی معنایا ہم تقدیم اور تاخیر کو ثابت کرتے ہیں۔ فقط۔

التماس مولف

قدردان ناظرینان اہلند مری بڑی تمنا ہے کہ جس قدر سرمایہ اس کتاب کا میری پاس موجود ہے وہ سب کا سب ایکساگی آپ کی خدمت میں پیش کروں۔ مگر خداوند تعالیٰ کی کچھ ایسی حکمتیں ہیں کہ نہ انسان کی سمجھ میں آسکتی ہیں نہ اونس کی گزیر سکتا ہے۔ میری مجبوریان قابل بیان نہیں رسالہ النہ ماہ اگست ۱۹۹۲ء کی پید رہون تاریخ جاری ہوا اور میں نے قصہ کیا تھا کہ ماہوار دو روپے اچھی طرح شائع کر سکو گا مگر مجھ سے نہ سکا اسکی معافی جانتا ہوں۔ اس دوسرے جلد کے مضامین جنکو قطع تسلیم کی نسبت ہو اس قدر زیادہ ہیں کہ میری خیال کی موافقت صرف التسلیم کی ذمات ۳۰ جزو کی زیادہ ہوتی لہذا مناسب سمجھا گیا کہ اس دو حصے کو دیے جائیں چنانچہ بودہ کو حالات کی ختم پر اس حصہ کا اختتام ہوا۔

آئندہ دو سر حصے کیواسطی مضامین کی فہرست صفحہ ۲۶۲ پر ملاحظہ ہو۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر خدا کو منظور ہے تو تسلیس عبارت میں پیش نظر کرو گا مگر ویران ہے آپ لوگ برداشتہ خاطر نہ جائیں۔ میں ان مضامین میں دانستہ سو خطا نہیں کی لیکن انسان بھول اور خطا سے بچ نہیں سکتا لہذا اگر کہیں غلطی نظر آوے تو گورے تو اپنی کرم نفس سے معاف فرما کر دعا خیر سے نہ بخولیں۔ اب میں اس دعو کو ساتھ اپنا التماس کو ختم کرتا ہوں کہ خداوند عالم مجھ اور جمیع اہل اسلام کو اپنی سچ اور سیدھی راستہ پر صدق دلی و تقائم سچ اور نبی آخر الزمان صلعم کے سچی پیروی کی ہر دم اور ہر لحظہ رہبری کرتا رہے فقط

فہرست اُن مضامین کی جو اس جلد کے دوسرے حصے میں بیان ہوئے
پور ان مست جاری ہوئی ہیں جو اور پور انوں کی تصنیف کا زمانہ اور تصنیف کی وجہ
اور بودہ مذہب مٹانے کی تدبیریں۔

پور انوں کا خلاصہ اور ان کے مضامین کے تہائی کیفیت۔

شہدوں کے عقیدے جو زمانہ حال تک قائم ہیں وہ کیا ہیں۔ اس کی تشریح
عقائد مگر وہ سانکیان۔

عقائد جماعت جوگ۔

عقائد بیشنوان۔

عقائد فرقہ سانکتی۔

عقائد اہل شرک (از اقوام ہند)

عقائد فرقہ چارواگی۔

دنیا میں مذہب تہلیت کو فرقے

عقائد فرقہ قراتبتی

عقائد یہود اور ان کی سب مذہبی فرقوں کی تفصیل۔

عقائد نصار اور ان کی سب مذہبی فرقوں کی تفصیل۔

زمانہ قدیم کے رسوم۔ اور طرز معاشرت زمانہ قدیم میں بیاہ شادی کا طریقہ

وہیامین گائے کی پرستش کب سے اور کیوں جاری ہوئی۔

وہیامین کون کون سی قومیں قدیم زمانہ سو قربانی کی رسم کو تبرک سمجھ کر چلی آتی ہیں

گائے کی قربانی قدیم زمانہ سے اس وقت تک کون کون سی قوم کرتی ہے۔

خاتمہ جلد دوم۔

ایک نقشہ کار آمد اور مفید تطبیق سنیں گا۔

تقریب و لہندیر شاعر با کمال لہند خیال جناب محمد یوسف خان صاحب افسون بہار

ایچہ در ظلمت سکندر آرزو کر دو نیتا در سوا و این خط توقع مضمون ایتم

خدا کی شان ہو عقل حیران ہو چمنستان و ہر مین انوکھی بہار آئی ہو۔ ہر شلخ طرفہ
شگوفہ لائی ہے۔ شاہد ان چمن نہال ہیں گل وریحان کے تختے عظیم المثال ہیں۔
جا بجا فوارے چھوٹتے ہیں۔ گویا آسمان سوتا رہے ٹوٹتے ہیں۔ کیسٹرن نسربن و فستق
ہو۔ کسی جانب زنبق و سمن ہو۔ کہیں صبا مہندی کی پیچیدہ روشنی رشتہ بھولی ہو۔
کہیں کثرت لالہ شو شفق بھولی ہو۔

گھری ہے گھٹا برق ہے کووندی صبا کر رہی ہے یہ مستی کے داؤن گلِ مشکو سے چمن ہے ختن کہ ہر ہے تو اے ساقی خوش سیر پلا آج اک جام وہ بھر کے تو اٹھا دختر رز کے موہ نہون نقاب کہ دیدار سے جان میں جان آئے او افسون وہ ساقی ہو امربان عجب ہی ہو دانش کے انگور کی نیا ولولہ ہے کون کیا میں حال	ہوا چلکے سبز کو ہے رو ندنی کہ ہر سرو کے لڑکھڑاتی ہیں پاؤن بہارِ گلستان ہے تو بہ شکن او ہر بھی ہو الطاف کی اک نظر کہ جمشید سے بھی بڑ ہے آبرو مناسب نہیں اس جگہ پر حجاب پریشانی خاطر میں رہنے نہ پائے وہ دیتا ہے جام می ارغوان لگی پیتے ہی سو جہنم دور کی ہے مضمون نگاری کا دل کو خیال
--	---

ایسے موقع پر چونکہ بھول ہے۔ تہذیب میں طوالت فضول ہے۔ اسوقت آئندہ
پیش نظر ہے۔ دو جلد کا مطالعہ بھی کہ چکا ہوں مضامین کی خبر ہے۔ بہتر ہے
کہ ایکے ریویو کی تدبیر کروں۔ منصفانہ چند سطرین تحریر کروں۔ وہ منصف
ہوں اگر میں نے کیا ختم کلام اللہ نہ تو اب سورہ یوسف دیا رو بہ زینجا کو
مولف والا شان۔ سحر طرز جا دو بیان۔ مجمع الصفات۔ جامع الکلمات مصدق
خوبیائے گونا گوں۔ میرزا محمد کاظم صاحب افسون۔ برلاس۔ نیک ساس
خوش نہاد۔ رئیس مراد آباد۔ عجب مستعد و قابل انسان ہے۔ علوم کی کان
ہے جب نسب کا سلسلہ بھی فرما کر وایان خراسان و حکمرانان آذر
بایجان مضافات ایران کو ملتا ہے سچ ہے اچھے پھولوں کی شاخوں میں
اچھا ہی پھول کھلتا ہے۔ ابرہیماں کرے جب رنگ تقاطع پیدا
صدف بحر جہان کیونکر دُر پیدا وہ چراغ نہیں جلیسکتا جبین تیل نہیں
ہے۔ تاریخ نویسی کو کونکا کھیل نہیں ہے۔ آسان نہیں دشوار ہے۔
اس فن کے واسطے بہت سامان درکار ہے۔ فرصت کا زمانہ ہو۔ کامل کتب خانہ
ہو۔ صاحب ادراک ہو۔ نہ کسی کا خوف ہو نہ کسی کا باک ہو۔ عقل سلیم باطن
آئے۔ ہر کتاب کے نص کلام کو سمجھ جائے۔ فکر رسا ہو۔ محاوروں اور
اصطلاحوں سے آشنا ہو جب البتہ کچھ نام پیدا کر سکتا ہے۔ گل مقصدی
وامن ثنا بھر سکتا ہے۔ اس مولف ذوی الاقدار میں یہ سب صفتیں

موجودہن۔ اس شخص نے وہ کتابیں ہی دستیاب کی ہیں جو فی زمانہ مفقود
ہیں۔ سب سے بڑھ کر یہ صفت خدا داد ہے کہ نہ ہندو سے بغض ہو نہ مسلمان
سے عناد ہو۔ تعصب سے بیزار ہے۔ راست گفتار ہے۔ مورخ میں تعصب
کا نہ تو ایک بہت بڑی خوبی ہے۔ اعلیٰ درجہ کی خوش اسلوبی ہے۔ یون تو
ہر تاریخ کتنے کو پیشل تحریر ہے۔ مگر فی الاصل یہ الہند اپنی آپ ہی نظیر ہے۔ جو
حال ہو راست ہے۔ بے کم و کاست ہو۔ مولف نے جس کتاب سے جو مضمون
لیا ہے اس کا حوالہ بھی دیدیا ہے۔ ایک حرف گھٹایا ہے نہ بڑھایا ہے البتہ
طرز تحریر میں اپنا جو ہر دکھایا ہے۔ میٹھا رنگتوں کا انتخاب ہے جب یہ کتاب لاجا
ہو۔ فصاحت اور سلامت سے کام لیا ہو۔ ہر حال کو صراحت کے ساتھ بیان
کیا ہے۔ تاکہ بچے سے بوڑھا تک سمجھ جائے۔ کیسے طرح کی دشواری پیش آئے
جو شخص ہٹ و ہرمی کا نال ہو۔ کورے میں قلام ذخار کے بند ہونے کا نہ قابل ہو
وہ اس اٹھند کو دیکھ کر ہرگز نہیں چپ رہ سکتا ہو میرے کہنے کو ضرور اٹھتی کہ
سکتا ہے۔ یہ علم تاریخ وہ گلزار ہے جسکی پوری پوری سیر ہر شخص کو دشوار
ہے۔ کیونکہ اسکی کتابیں فارسی یا عربی میں بیشتر مسطور ہیں۔ کم علم پڑھنے سے
مجبور ہیں۔ یہ جو ان کتابوں کا اردو میں ترجمہ پایا ہے۔ گویا گلگشت گلزار خاص
کے لئے ان دن عام ہو جانا ہے۔ ایسی سہل المتنع عام فہم کتاب دیدہ ہے نہ شنیدہ
ہے۔ عجب نسخہ سعید ہے۔ مولف نے صراحت و فصاحت میں کمال دکھایا ہے

کوئی لفظ ادق یا مطلق نہیں آئے پایا ہے بطور اسے قول قافیہ

چنان باید سخن گوید سخن گو	کہ باشد سهل و آسان در مسامح
نہ در گفتش بود تفضیل عاقل	نہ در قولش بود اجماع مانع
بہر حال آنچنان باید سخن گفت	کہ باشد مقتضای حال سامع

اس انتظام پر یہ نیا لطف پیدا ہے۔ ہر جگہ سے کمال مولف ہویدا ہے کہ پڑھ کر مبتدی ہی مطلب سمجھ جائے۔ اور منتہی کا بھی وقت ر ایگان نہ لطف اٹھائے۔ جو اس نسخہ کے مطالعہ سے نامحروم رہا۔ وہ گویا عالم ہستی میں معدوم رہا۔ میں اکثر اس کتاب کے مطالعہ سے توفیق ہوتا رہتا ہوں۔ یہی کہتا ہوں کہ جو نیکو کہیں صورت آبا و جہان میں تیری شکل نام کو دنیا میں پر اٹھائے مادر زاد ہیں + امید کہ جو صاحب اسکو پڑھ کر مولف کو تحسین کے بچھو لوں گا ہر پناہ میں۔ اس حق کے حق میں بھی دعاے عافیت دارین فرمائیں سرکہ خواندہ عاقل دارم زانکہ من بندہ گنگار م

چمپی السند کی جب جلد ثانی غل ہوا برپا	ہو مژدہ شایقوں کو آرزو دلی ہوئی حال
سرحدت کو لکھا مصرعہ تاریخ افسون	ہوئی نو مسلک تاریخ کی طی دوسری نزل

قطعہ تاریخ از بیخ فکرتیرین زبان نصیر بیان جیاجی سید محمد حسین خاں جلاپور شاگرد حضرت

بانع تکلیف میں جب آئی ہمار	شاخ امید کی نہال ہوئی
مصرع سال اے تجل لکھ	طبع تاریخ بے مثال ہوئی

خوش گوی جناب مولوی سید اسحاق حسن حسنی اینی شہر زہرہ و مالک جہاں بیک

میر شرف خاں فون نے توب اللہ کا سالہ لکھا

جسے دیکھا کہ ہے بیشک سیدیل و نظیر بے ہمتا

دوسری جلد نام التلیث جب ہوئی چیلے شہر ہوا

تو یہ لکھا شہر نے مہ کمال علم تاریخ کی ہے عقدہ کشا

قطعہ تاریخ طبع جلد دوم اللہ مولفہ بنام راجہ کاظم حسنی فون مراد آباد امر زہرہ الدین احمد انشا

ہر جہل شئی کو علم شئی ہر حال میں بہر کین

پر دو گمان و وہم کو اٹھ جائیں جلی تابکے

طن و گمان و جہل کو دریا کو بیڑا پار ہو

وہ علم ہر تاریخ کا کھلتا ہے جس کو راز ہے

لیکن عبور اس علم پر ہر شخص کا دشوار ہے

ہر اک کو یہ تشویش بنتی کیونکر کھانا چنا

صد شکر ایسے وقت میں نقاد علم و عقل

وہ کون ذی علم و ہم ذی بیاہ غزو محرم

* مسند نشین علم و فن دانا و اسرار سخن

مشہور خلق نامور خوشگو خوشدل خوش سر

باحسن و سی پیکر ان لکھتے ہیں تاریخ جہاں

جب جلد دوم اسکی جیسی ہی طبیعت خوش

اب اس لطافتی فکر کیا پڑھو یہ مصرعہ بڑا

جسے دیکھا کہ ہے بیشک سیدیل و نظیر بے ہمتا

تو یہ لکھا شہر نے مہ کمال علم تاریخ کی ہے عقدہ کشا

قطعہ تاریخ طبع جلد دوم اللہ مولفہ بنام راجہ کاظم حسنی فون مراد آباد امر زہرہ الدین احمد انشا

ہر جہل شئی کو علم شئی ہر حال میں بہر کین

پر دو گمان و وہم کو اٹھ جائیں جلی تابکے

طن و گمان و جہل کو دریا کو بیڑا پار ہو

وہ علم ہر تاریخ کا کھلتا ہے جس کو راز ہے

لیکن عبور اس علم پر ہر شخص کا دشوار ہے

ہر اک کو یہ تشویش بنتی کیونکر کھانا چنا

صد شکر ایسے وقت میں نقاد علم و عقل

وہ کون ذی علم و ہم ذی بیاہ غزو محرم

* مسند نشین علم و فن دانا و اسرار سخن

مشہور خلق نامور خوشگو خوشدل خوش سر

باحسن و سی پیکر ان لکھتے ہیں تاریخ جہاں

جب جلد دوم اسکی جیسی ہی طبیعت خوش

اب اس لطافتی فکر کیا پڑھو یہ مصرعہ بڑا

جسے دیکھا کہ ہے بیشک سیدیل و نظیر بے ہمتا

تو یہ لکھا شہر نے مہ کمال علم تاریخ کی ہے عقدہ کشا

نقشہ تطبیق سنین واقعات التلیث حصہ اول جلد دوم را

واقعه	بعد رمضان دوم	قبل مئی ۱۰	واقعه	بعد رمضان دوم	قبل
زبان سریانی	اول سال		جگشا تہ جی کا مندر		۱۰۰
نہ ہب توجیہ	اول سال		کاشی کا مندر		۴۰۰
نہ ہب صاہیجی	اول صدی		سومات کا مندر		کاشی دوم
تبدیل زبان	۵۰۰ برس بعد	۲۶۶۶	مندوشو کی کشیر		۱۳۴۲
آغاز زبان فارسی	۵۵۰		سازمگ کی تصنیف		۱۳۰۰
آغاز زبان عبرانی	۵۵۰	۲۶۱۶	آغاز تصنیف ویہ		۲۰۰۰
آغاز زبان عربی	۶۲۰	۲۵۴۶	شہر ہرات		۱۸۰۰
آغاز زبان سنسکرت	۱۰۰۰	۲۳۵۰	پنجاب آریاؤ کا مسکن		۶۰۰
بنیاد اصول بودہ	۵۰۰	۲۶۶۹	لفظ آریا کا ظہور		۸۰۰
شیوع بت پرستی	۵۱۱	۲۵۸۹	مہا بارت کی لڑائی		۱۳۵۱
عجم میں بت پرستوں کا کبھ	۱۰۰۰	۲۲۰۰	آریاؤ کی قومی ترتیب		۱۴۰۰
آبادی بابل	۱۵۰ برس	۳۱۵۰	آریاؤ کے علوم		۱۴۵۱
نزول ابراہیمؑ بر سر اداو	۶۰۰ قبل		آریاؤ کی کتب کا زمانہ		۱۶۲۲ سالہ بعد
بت پرستی عرب	۶۲۲۵		انشاعت نہیب بودہ		۵۵۰ قبل
زمانہ شاپور	۶۲۳۰		پہلا طبیبہ گوتم کے بیٹے کا		۴۰۰ برس بعد
مذہب وراہی چین	۱۰۰۰ قبل		دوسرا طبیبہ		۳۰۰ برس بعد
حکیم کنفیوسیوس چین	۵۰۰ قبل		تیسرا طبیبہ		۲۴۵ برس قبل
مذہب فکیساد انوشیرین	۶۶۵		چوتھا طبیبہ		۱۰۰ برس قبل
مذہب لادرو چین	۶۰۰ قبل				
بت پرستی ہندوستان	۹۵۰				
ہندوستان میں عبادت گاہ	۲۰۰۰ قبل				
فتوح کی آبادی	۶۰۰ قبل				
فتوح میں پہلا تاجانہ	۹۵۰ قبل				

التلیث جلد دوم کا پہلا حصہ ختم ہوا

تکم ۳۰ مارچ ۱۸۹۶ء مرزا عابدین لکنوی

لیکچرون کا مجموعہ مصنف شہر مارہری

ای قوم کے جان نثار دلاور و ای قوم کے ہوا خواہ فدا یوں!!
 ہم و ثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ اگر آپ ایک بار ہی اس مجموعہ کو لیں
 سے آخر تک دیکھ لیجئے گا تو اپنی قومی حالت کی ابتری پر ضرور محو کہ
 آٹھ آٹھ آنسوؤں بغیر نہ رہ سکیں گے اور پھر صلاحات پر نظر کرنے سے ممکن ہی
 نہیں کہ آپ کو دل میں گدگدائی اور اسکی بجا آوری میں کچھ بھی پس و پیش
 فرمائے۔ کیونکہ کوئی قوم کیوں نہ ہو اسکی مذہبی سوت اور قومی عقائد
 اسکی ملی منگیں اور جوش کہی اس امر کے روادار نہ ہونگے کہ ہم ہمیشہ
 ایسی ہی نکت اور حقیقت پر مبنی اور اپنی فلاح و بہبود
 میں کوشش نہ کریں چونکہ اسکے مضامین لائق یادگار اور فائدہ رسا
 عام ہیں لہذا آپ کو چاہیو کہ کوئی بات اور کوئی مین اس سالہ سیر ہو چکی
 جلد مشکائو کہ یہ عجیب و غریب تحفہ قابل دید ہے قیمت ہی کچھ نہیں
 صرف رفاہ عام کے سبب برای نام سہرا محصول ڈال ہیں۔
 المشہر سید احق حسن شہر مالک و مہتمم گلدستہ عروج بہا
 ڈاکخانہ کرگاہ و ن تھری

المجلد اول الهند

Subject

اسمین تمام حالات کلجک اور طوفان نوم کے آغاز سے بہت شرح و بسط کے ساتھ تحریر ہوئے ہیں بہت مفید
 حوالے کیے کاغذ پر بہت خوشخط واضح قلم ہے چمکتا رہا ہوگی جو اس میں مضامین ذیل بہت مفصل اقبیدہ سنیں اور
 اور موجود کا نام اور ایجاد کی وجہ اور اس کی ابتدائی حالت وغیرہ وغیرہ بہت خوبی کے ساتھ بتائے گئے ہیں۔
 اسکے مضامین بہت مفید اور کارآمد ہیں چونکہ یہ کتاب علم فہرت کے قابل ہے لہذا اس کی قیمت صرف ۱۱۰ مقرر
 کی ہے۔ اس میں تمام محمولہ اک اور ویلیو بی ایل شامل ہے۔ کتاب کی جلد بھی بندھی ہوئی ہے۔

فہرست مضامین

کو کہلا دینا اور ان کی قبروں کو یادگار بنانا وغیرہ وغیرہ
 کس زمانہ میں جاری ہوا اور کیوں ہوا اور کئے کیا۔
 عالم کی آبادی جو جب کتب ہو اور نصائذ اور اہل اسلام
 نئے نئے مذاہب کا آغاز اور ان کی جاری ہونے کی وجہ اور
 جاری کرنے والے کا نام و نشان اور ان کی کوریج اور
 آتش پرستی سورج پرستی کو کلک پرتی جو پیر کی پرستش
 اصول مذہب خدائیانہ۔ قواعد دین راویان
 عقائد فرقہ سمرایان۔ طرز ملت مجتہاسی طریقہ
 کردہ الارسی۔ مذہب شیدائی۔ اصول ملت
 شیدائی۔ آزادی
 مذہب آفتخانی مفصل حالات و اصول ملت
 زردشتی۔ ترمیم مزدکی ملت زردشتی
 آخرین ایک نہایت ضروری کارآمد نقشہ
 سنیں واقعات۔

اقوال طائفان مجوس برہمنی عالم
 اشارات اہل اسلام و ہندو برہمنی عالم
 عقائد چینیان برہمنی عالم
 تصدیق ہندو برہمنی عالم
 پیدائش عالم عجیب کتاب منو سمرتی جو ہندو میں
 بہت معتبر مانی جاتی ہے
 طوفان نوح کا واقعہ اور کلجک کا آغاز ایک وقت
 میں ہونے کے قوی دلائل۔
 اس امر کی پوری دلیل کہ نوح اور بیوست ہندو
 ایک ہی شخص کی ذات تھی
 پورا ثبوت اس بات کا کہ چاند اور سورج بائیان
 خاندان چندرشی اور سورج منی دراصل نوح کے بیٹے تھے
 مردہ کی لاش کو جلانا اور دریا میں بہانا اور زمین
 میں دبانا اور کلجک میں لٹوین چوڑ دینا اور دندو

المستہر مرزا محمد کاظم برلاس مولف سال ۱۲۸۵ھ مکان محلہ رحیم اللہ صاحبہ اپنے علی

